زکوٰۃ، صدقۂ فطر اور عشر کے فضائل و مسائل پر مشتمل گلدستہ

فیضانِ زکوٰۃ



المدینۃ العلمیۃ

مکتبۃ المدینہ

SC1286

زکوٰۃ، صدقۂ فطر اور عُشر کے فضائل و مسائل پر مشتمل گلدستہ

فیضانِ زکوٰۃ

پیش کش

مجلس المدینۃ العلمیۃ (شعبہ اصلاحی کتب)

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ   وعلیٰ اٰلک واصحابک یا حبیب اللہ

نام کتاب : فیضانِ زکوٰۃ

پیش کش : مجلس المدینۃ العلمیۃ (شعبہ اصلاحی کتب)

سن طباعت : ۲۰ ذوالقعدۃ الحرام ۱۴۲۹ھ، 19 نومبر 2008ء

ناشر : مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

مکتبۃ المدینہ کی مختلف شاخیں

مکتبۃ المدینہ شہید مسجد کھارادر باب المدینہ کراچی

مکتبۃ المدینہ دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ مرکز الاولیاء لاہور

مکتبۃ المدینہ اصغر مال روڈ نزد عیدگاہ، راولپنڈی

مکتبۃ المدینہ امین پور بازار، سردار آباد (فیصل آباد)

مکتبۃ المدینہ نزد پیپل والی مسجد اندرون بوہڑ گیٹ مدینۃ الاولیاء ملتان

مکتبۃ المدینہ فیضانِ مدینہ آفندی ٹاؤن حیدرآباد

مکتبۃ المدینہ چوک شہیداں میرپور کشمیر

E.mail:ilmia26@yahoo.com

E.mail.maktaba@dawateislami.net

www.dawateislami.net

Ph:4921389-90-91 Ext:1268

اجمالی فہرست

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

”زکوٰۃ کے فضائل“ کے 11 حُروف کی نسبت سے اس کتاب کو پڑھنے کی ”11 نیّتیں“

فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم: **نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِه** o مسلمان کی نیّت اس کے عمل سے بہتر ہے۔ (المعجم الكبير للطبرانی، الحديث: ٥٩٤٢، ج٦، ص١٨٥)

دو مَدَنی پھول: ﴿۱﴾ بغیر اچّھی نیّت کے کسی بھی عملِ خیر کا ثواب نہیں ملتا۔
﴿۲﴾ جتنی اچّھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

﴿۱﴾ ہر بار حمد و ﴿۲﴾ صلوٰۃ اور ﴿۳﴾ تعوُّذ و ﴿۴﴾ تَسمِیہ سے آغاز کروں گا۔ (اسی صفحہ پر اُوپر دی ہوئی دو عَرَبی عبارات پڑھ لینے سے چاروں نیّتوں پر عمل ہو جائے گا)۔ ﴿۵﴾ حَتَّی الْوَسْع اِس کا باوُضُو اور ﴿۶﴾ قِبلہ رُو مُطالَعہ کروں گا ﴿۷﴾ قرآنی آیات اور ﴿۸﴾ اَحادیثِ مبارَکہ کی زِیارت کروں گا ﴿۹﴾ جہاں جہاں ”اللہ“ کا نام پاک آئے گا وہاں عَزَّوَجَلَّ اور ﴿۱۰﴾ جہاں جہاں ”سرکار“ کا اِسمِ مبارَک آئے گا وہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم پڑھوں گا۔ ﴿۱۱﴾ کتابت وغیرہ میں شَرعی غلطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پر مُطَّلع کروں گا (مصنّف یا ناشرین وغیرہ کو کتابوں کی اَغلاط صِرف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

المدینة العلمیة

از: بانیِ دعوتِ اسلامی، عاشق اعلیٰ حضرت، شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت حضرت علّامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ

الحمد للّٰہ علٰی اِحْسَانِہٖ وَ بِفَضْلِ رَسُوْلِہٖ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم

تبلیغِ قرآن و سنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ''دعوتِ اسلامی'' نیکی کی دعوت، اِحیائے سنّت اور اشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصمّم رکھتی ہے، اِن تمام اُمور کو بحسنِ خوبی سرانجام دینے کے لئے متعدّد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس ''المدینة العلمیة'' بھی ہے جو دعوتِ اسلامی کے عُلماء و مُفتیانِ کرام کَثَّرَھُمُ اللّٰہُ تعالٰی پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل چھ شعبے ہیں:

(۱) شعبۂ کُتُبِ اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ　(۲) شعبۂ درسی کُتُب
(۳) شعبۂ اصلاحی کُتُب　(۴) شعبۂ تراجمِ کتب
(۵) شعبۂ تفتیشِ کُتُب　(۶) شعبۂ تخریج

''المدینة العلمیة'' کی اوّلین ترجیح سرکارِ اعلیٰحضرت اِمامِ

اَہلسنّت، عظیم البرَکت، عظیمُ المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجَدِّدِ دین و مِلّت، حامیٔ سنّت، ماحیٔ بِدعت، عالِمِ شَرِیعت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیر وبَرَکت، حضرتِ علاّمہ مولیٰنا الحاج الحافِظ القاری الشّاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیہِ رَحمَۃُ الرَّحمٰن کی گِراں مایہ تصانیف کوعصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتَّی الوُسعَ سَہل اُسلُوب میں پیش کرنا ہے۔تمام اسلامی بھائی اوراسلامی بہنیں اِس عِلمی، تحقیقی اوراشاعتی مدنی کام میں ہرممکن تعاون فرمائیں اورمجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کُتُب کا خودبھی مطالَعہ فرمائیں اوردوسروں کوبھی اِس کی ترغیب دلائیں۔

اللہ عزوجل ''دعوتِ اسلامی'' کی تمام مجالس بَشُمُول''المدینۃ العلمیۃ'' کودن گیارہویں اوررات بارہویں ترقّی عطا فرمائے اور ہمارے ہرعملِ خیرکوزیورِ اخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ہمیں زیرِ گنبدِ خضرا شہادت، جنّت البقیع میں مدفن اورجنّت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم



رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

زکوٰۃ کے مسائل سیکھ لیجئے......

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَرصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کا فرمانِ **عظمت نشان** ہے: ''اسلام کی **بنیاد** پانچ باتوں پر ہے،اس بات کی **گواہی** دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم) اس کے رسول ہیں، **نماز** قائم کرنا، **زکوٰۃ** ادا کرنا، **حج** کرنا اور رمضان کے **روزے** رکھنا۔''

(صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب دعاء کم ایمانکم، الحدیث۸، ج۱، ص۱٤)

مذکورہ فرمانِ عظمت نشان میں **نماز** کے بعد جس عبادت کا ذکر کیا گیا ہے وہ **زکوٰۃ** ہے۔زکوٰۃ اسلام کا تیسرا رُکن اور مالی عبادت ہے۔قرآن مجید فرقانِ حمید کی متعدد آیاتِ مقدسہ میں **زکوٰۃ** ادا کرنے والوں کی **تعریف وتوصیف** اور نہ دینے والوں کی **مذمت** کی گئی ہے۔زکوٰۃ کی ادائیگی کے فضائل پانے اور عدمِ ادائیگی کے نقصانات سے بچنے کے لئے زکوٰۃ کے شرعی مسائل کا سیکھنا بے حد **ضروری** ہے۔مگر صد حیف کہ علمِ دین کی کمی کی وجہ سے مسلمانوں کی اکثریت ان مسائل سے **ناواقف** ہے۔یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات کسی پر **زکوٰۃ** فرض ہوچکی ہوتی ہے لیکن وہ اس سے لاعلم ہوتا ہے۔یاد رکھئے کہ مالکِ نصاب ہونے کی صورت میں زکوٰۃ کے مسائل سیکھنا **فرض عین** ہے۔**امامِ اہلسنّت مجددِ دین وملت اعلیٰ حضرت الشاہ مولانا احمد رضا خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن (اَلْمُتَوَفّٰی ۱۳٤۰ھ) **فتاوٰی رضویہ** جلد 23 صفحہ 624 پر لکھتے ہیں: **مالکِ نصابِ نامی** (یعنی حقیقۃً یا حکماً بڑھنے والے مال کے نِصاب کا مالک) ہوجائے تو **مسائلِ زکوٰۃ** (سیکھنا فرض عین ہے۔)

(ماخوذ از فتاوٰی رضویہ ج۲۳ ص۶۲۴)

زیرِنظر کتاب ''**فیضانِ زکوٰۃ**'' کومرتب کرنے کے لئے ردالمحتار، الفتاوٰی الھندیۃ، فتاوٰی رضویہ، بہارِشریعت، فتاوٰی فقیہ ملت اور **شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت**، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّارؔ قادری دامت برکاتہم العالیہ کے مدنی مذاکروں (بالخصوص مدنی مذاکرہ نمبر۱۰۱،۱۰۲) سے موادلیا گیا ہے۔اس کتاب میں حتَّی الوُسع **زکوٰۃ، صدقۂ فطراور عُشر کے فضائل** ومسائل کوانتہائی آسان پیرائے میں عنوانات کے تحت حوالہ جات کے التزام کے ساتھ پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ کم علم بھی اس سے فائدہ حاصل کرسکیں، پھربھی علم بہت مشکل چیز ہے یہ مُمکن نہیں کہ علمی دشواریاں بالکل جاتی رہیں ،یقیناً بہت سے مقامات اب بھی ایسے ہوں گے کہ علماء سے سمجھنے کی حاجت ہوگی۔لہٰذا جو بات سمجھ میں نہ آئے، سمجھنے کے لئے علماء کرام دامت فیوضھم سے رُجوع کیجئے۔اس کتاب میں (چند ایک مقامات کے علاوہ) مسائل کے دلائل اور حوالے کی عبارتیں نقل نہیں کی گئیں کیونکہ اوّل تو دلیلوں کا سمجھنا ہر شخص کا کام نہیں، دوسرا: دلیلوں کی وجہ سے اکثر ایسی الجھن پڑ جاتی ہے کہ نفسِ مسئلہ سمجھنا دشوار ہوجاتا ہے۔اگرکسی کو دلائل کا شوق ہوتو حوالے میں لکھی گئی کُتُب بالخصوص فتاوٰی رضویہ شریف کا مطالعہ کریں کہ الحمدللہ عزوجل اس میں ہر مسئلہ کی ایسی تحقیق کی گئی ہے جس کی نظیر آج دنیامیں موجود نہیں۔

اس اہم کتاب کو نہ صرف خود پڑھئے بلکہ دوسرے مسلمانوں کوبھی پڑھنے کی ترغیب دے کرنیکی کی دعوت کوعام کرنے کا ثواب کمائیے۔اللہ تعالٰی سے دعاہے کہ ہمیں ''**اپنی اورساری دنیاکےلوگوں کی اصلاح کی کوشش**'' کرنے کے لئے مدنی انعامات پرعمل اورمدنی قافلوں کامسافر بنتے رہنے کی توفیق عطافرمائے اور**دعوتِ اسلامی** کی تمام مجالس بشمول **مجلس المدینۃ العلمیۃ** کودن گیارھویں رات بارھویں ترقی عطافرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلم

شعبہ اصلاحی کتب (مجلس المدینۃ العلمیۃ)

تفصیلی فہرست

ایک چُپ سو سکھ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

دُرُودِ پاک کی فضیلت

سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ، فیض گنجینہ، صاحبِ معطر پسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی خاطر آپس میں محبت رکھنے والے جب باہم ملیں اور مُصافحہ کریں اور نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم) پر **دُرُود پاک** بھیجیں تو ان کے جدا ہونے سے پہلے دونوں کے اگلے پچھلے گناہ **بخش** دیئے جاتے ہیں۔''

(مسند ابی یعلی ، الحدیث ۲۹۵۱ ،ج۳ ،ص۹۵)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْبِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اسلام کا بُنیادی رُکن

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! زکوٰۃ اسلام کا بنیادی رُکن ہے۔ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: ''اسلام کی **بنیاد** پانچ باتوں پر ہے، اس بات کی **گواہی** دینا کہ **اللہ** تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم) اس کے رسول ہیں، **نماز** قائم کرنا، **زکوٰۃ** ادا کرنا، **حج** کرنا اور **رمضان** کے روزے رکھنا۔''

(صحیح البخاری ،کتاب الایمان ،باب دعاء کم ایمانکم ،الحدیث۸، ج۱،ص۱٤)

زکوٰۃ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے۔ قرآنِ مجید فرقانِ

حمید میں نماز اور زکوٰۃ کا ایک ساتھ **32** مرتبہ ذکر آیا ہے۔(ردالمحتار، کتاب الزکوٰۃ، ج۳، ص۲۰۲) **علاوہ ازیں** زکوٰۃ دینے والا خوش نصیب دنیوی واُخری سعادتوں کو اپنے دامن میں سمیٹ لیتا ہے۔(جن کا ذکر اگلے صفحات میں آرہا ہے۔)

زکوٰۃ فرض ہے

زکوٰۃ کی فرضیت کتاب وسنّت سے ثابت ہے۔ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ (پ ۱، البقرۃ:۴۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو۔

صدرالافاضل حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الھادی (اَلْمُتَوَفّٰی ۱۳۶۷ھ) اس آیت کے تحت تفسیر خزائن العرفان میں لکھتے ہیں: "اس آیت میں نماز وزکوٰۃ کی **فرضیت** کا بیان ہے۔"

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّیْهِمْ بِهَا (پ ۱۱، التوبۃ:۱۰۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اے محبوب ان کے مال میں سے زکوٰۃ تحصیل کرو جس سے تم انھیں ستھرا اور پاکیزہ کردو۔

صَدْرُ الْاَفَاضِل حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الھادی (اَلْمُتَوَفّٰی ۱۳۶۷ھ) اس آیت کے تحت تفسیر خزائن العرفان میں لکھتے ہیں: آیت میں جو صدقہ وارِد ہوا ہے اس کے معنٰی میں مفسّرین کے کئی قول ہیں۔ **ایک** تو یہ کہ وہ صدقہ غیر واجِبہ تھا جو بطورِ کفّارہ کے اِن صاحبوں نے دیا تھا جن کا ذکر اُوپر کی آیت میں ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ اس صدقہ سے مراد وہ زکوٰۃ ہے جو ان کے ذمّہ واجب تھی، وہ تائب ہوئے اور انہوں نے زکوٰۃ ادا کرنی چاہی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لینے کا حکم دیا۔ امام ابوبکر رازی جصاص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس قول کو ترجیح دی ہے کہ صدقہ سے زکوٰۃ مراد ہے۔ (خازن واحکام القرآن)

''فرض'' کے تین حروف کی نسبت سے زکوٰۃ کی فرضیت کے متعلق 3 روایات

(1) حضرت سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: ''مجھے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اس پر مامور کیا ہے کہ مَیں لوگوں سے اس وقت تک لڑوں جب تک وہ یہ گواہی نہ دیں کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) خدا کے سچے رسول ہیں، ٹھیک طرح نماز ادا کریں، زکوٰۃ دیں، پس اگر ایسا کرلیں تو مجھ سے ان کے مال اور جانیں محفوظ ہوجائیں گے سوائے اس سزا کے جو اِسلام نے (کسی حد کے سلسلہ میں) ان پر لازم کردی ہو۔''

(صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب فان تابوا واقاموا الصلوۃ، الحدیث ۲۵، ج۱، ص ۲۰)

(2) نبی کریم، رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے جب حضرت سیدنا معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا: ان کو بتاؤ کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ان کے مالوں میں زکوٰۃ فرض کی ہے مال داروں سے لے کر فقراء کو دی جائے۔''

(سنن الترمذی، کتاب الزکاۃ، باب ما جاء فی کراھیۃ اخذ خیار المال فی الصدقۃ، الحدیث ۶۲۵، ج۲، ص۱۲۶)

(3) حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کا وصالِ ظاہری ہوگیا اور حضرت سیدنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بنے اور کچھ قبائل عرب مرتد ہوگئے (کہ زکوٰۃ کی فرضیت سے انکار کر بیٹھے) تو حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: آپ لوگوں سے کیسے معاملہ کریں گے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''مَیں لوگوں سے جہاد کرنے پر مامور ہوں جب تک وہ **لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ** نہ پڑھیں۔ جس نے **لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ** کا اقرار کرلیا اس نے اپنی جان اور اپنا مال مجھ سے محفوظ کرلیا مگر یہ کہ کسی کا حق بنتا ہو اور وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ذمہ ہے۔''

(یعنی یہ لوگ تو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے والے ہیں، ان پر کیسے جہاد کیا جائے گا)

حضرت سیدنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! مَیں اس شخص سے جہاد کروں گا جو **نماز** اور **زکوٰۃ** میں فرق کرے گا (کہ نماز کو فرض مانے اور زکاۃ کی فرضیت سے انکار کرے) اور **زکوٰۃ** مال کا حق ہے بخدا اگر انہوں نے (واجب الاداء) ایک رسی بھی روکی جو وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے دور میں دیا کرتے تھے تو مَیں ان سے جنگ کروں گا۔''

حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''واللہ! میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے صدیق کا سینہ کھول دیا ہے۔ اُس وقت میں نے بھی پہچان لیا کہ وہی حق ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ، باب وجوب الزکوۃ، الحدیث ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ج۱، ص ۴۷۲، ۴۷۳)

صدرالشریعہ، بدرالطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی (اَلْمُتَوَفّٰی ۱۳۷۶ھ) اس روایت کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نِری **کلمہ گوئی** اِسلام کیلئے کافی نہیں، جب تک تمام **ضروریاتِ دِین** کا اِقرار نہ کرے اور

امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بحث کرنا اس وجہ سے تھا کہ ان کے علم میں پہلے یہ بات نہ تھی، کہ وہ فرضیت کے منکر ہیں یہ خیال تھا کہ زکوٰۃ دیتے نہیں اس کی وجہ سے گنہگار ہوئے، کافر تو نہ ہوئے کہ ان پر جہاد قائم کیا جائے، مگر جب معلوم ہو گیا تو فرماتے ہیں میں نے پہچان لیا کہ وہی حق ہے، جو (سیدنا) صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سمجھا اور کیا۔'' (بہارِ شریعت، ج۱، حصہ۵، ص۸۷۰)

زکوٰۃ کب فرض ہوئی؟

زکوٰۃ 2 ہجری میں روزوں سے قبل فرض ہوئی۔

(الدرالمختار، کتاب الزکوٰۃ، ج۳، ص۲۰۲)

زکوٰۃ کی فرضیت کا انکار کرنا کیسا؟

زکوٰۃ کا فرض ہونا قرآن سے ثابت ہے، اس کا اِنکار کرنے والا کافر ہے۔

(ماخوذ ازالفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکوٰۃ ،الباب الاول، ج۱، ص۱۷۰)

''غمِ مال سے بچایا الٰہی'' کے سولہ حُرُوف کی نسبت سے زکوٰۃ ادا کرنے کے 16 فضائل وفوائد

(1) تکمیل ایمان کا ذریعہ

زکوٰۃ دینا تکمیلِ ایمان کا ذریعہ ہے جیسا کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تمہارے اسلام کا پورا ہونا یہ ہے کہ تم اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو۔''

(الترغیب والترھیب ، کتاب الصدقات ،باب الترغیب فی اداءِ الزکوٰۃ،الحدیث ۱۲، ج۱، ص۳۰۱)

ایک مقام پر ارشاد فرمایا: ''جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہو اسے لازم ہے کہ اپنے مال کی **زکوٰۃ** ادا کرے۔'' (المعجم الکبیر ،الحدیث ۱۳۵٦۱،ج۱۲،ص۳۲٤)

(2) رحمتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کی برسات

زکوٰۃ دینے والے پر رحمتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کی چھما چھم برسات ہوتی ہے۔

سورۃُ الاعراف میں ہے:

وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ ؕ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ

ترجمۂ کنزالایمان: اور میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہے تو عنقریب میں نعمتوں کو ان کے لئے لکھ دوں گا جو ڈرتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ (پ۹،الاعراف ۱۵٦)

(3) تقویٰ و پرہیزگاری کا حصول

زکوٰۃ دینے سے تقویٰ حاصل ہوتا ہے۔ قرآنِ پاک میں مُتَّقِین کی علامات میں سے ایک **علامت** یہ بھی بیان کی گئی ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ۙ﴿۳﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور ہماری دی ہوئی روزی میں سے ہماری راہ میں اٹھائیں (پ۱،البقرۃ:۳)

(4) کامیابی کا راستہ

زکوٰۃ دینے والا کامیاب لوگوں کی فہرست میں شامل ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں فلاح کو پہنچنے والوں کا ایک کام **زکوٰۃ** بھی گنوایا گیا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱﴾ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ﴿۲﴾ وَ الَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ﴿۳﴾ وَ الَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ﴿۴﴾

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک مراد کو پہنچے ایمان والے جو اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں اور وہ جو کسی بیہودہ بات کی طرف التفات نہیں کرتے اور وہ کہ زکوٰۃ دینے کا کام کرتے ہیں۔

(پ ١٨، المؤمنون ١ تا ٤)

(5) نصرتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کا مستحق

اللہ تعالیٰ زکوۃ ادا کرنے والے کی مدد فرماتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

وَ لَیَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ یَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ ﴿۴۰﴾ اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَ لِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿۴۱﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اور بیشک اللہ ضرور مدد فرمائے گا اس کی جو اس کے دین کی مدد کرے گا بیشک ضرور اللہ قدرت والا غالب ہے، وہ لوگ کہ اگر ہم انہیں زمین میں قابو دیں تو نماز برپا رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور بھلائی کا حکم کریں اور برائی سے روکیں اور اللہ ہی کے لئے سب کاموں کا انجام۔

(پ ١٧، الحج: ٤٠، ٤١)

(6) اچھے لوگوں میں شمار ہونے والا

زکوۃ ادا کرنا اللہ کے گھروں یعنی مساجد کو آباد کرنے والوں کی صفات میں سے ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

اِنَّمَا یَعۡمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَ اَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَی الزَّکٰوۃَ وَ لَمۡ یَخۡشَ اِلَّا اللّٰہَ فَعَسٰۤی اُولٰٓئِکَ اَنۡ یَّکُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُہۡتَدِیۡنَ ﴿۱۸﴾

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتے اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تو قریب ہے کہ یہ لوگ ہدایت والوں میں ہوں۔

(پ ۱۰، التوبۃ: ۱۸)

(7) اسلامی بھائیوں کے دل میں خوشی داخل کرنے کا ثواب

زکوٰۃ کی ادائیگی سے غریب اسلامی بھائیوں کی ضرورت پوری ہوجاتی ہے اوران کے دل میں **خوشی** داخل ہوتی ہے۔

(8) اسلامی بھائی چارے کا بہترین اظہار

زکوٰۃ دینے کا عمل اخوتِ اسلامی کی بہترین تعبیر ہے کہ ایک غنی مسلمان اپنے غریب اسلامی بھائی کو **زکوٰۃ** دے کر معاشرے میں سر اٹھا کر جینے کا حوصلہ مہیا کرتا ہے۔ نیز غریب اسلامی بھائی کا دل کینہ وحسد کی شکارگاہ بننے سے محفوظ رہتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس کے غنی اسلامی بھائی کے مال میں اس کا بھی حق ہے چنانچہ وہ اپنے بھائی کے جان، مال اور اولاد میں برکت کے لئے دعا گو رہتا ہے، نبی پاک ، صاحبِ لولاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: ''بیشک مؤمن کیلئے مؤمن مثل عمارت کے ہے، بعض بعض کو **تقویت** پہنچاتا ہے۔''

(صَحِیْحُ الْبُخَارِی، کتاب الصلوۃ، باب تشبیک الاصابع...الخ، الحدیث ۴۸۱، ج۱، ص ۱۸۱)

(9) فرمانِ مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا مصداق

زکوٰۃ مسلمانوں کے درمیان بھائی چارہ مضبوط بنانے میں بہت اہم کردار ادا کرتی ہے جس سے اسلامی معاشرے میں اجتماعیت کو فروغ ملتا ہے اور امدادِ باہمی کی بنیاد پر مسلمان اپنے پیارے آقا مدینے والے مصطفیٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم کے اس فرمانِ عظیم کا مصداق بن جاتے ہیں: مسلمانوں کی آپس میں دوستی اور رحمت اور شفقت کی مثال جسم کی طرح ہے، جب جسم کا کوئی عضو بیمار ہوتا ہے تو بخار اور بے خوابی میں سارا جسم اس کا شریک ہوتا ہے۔

(صحیح مسلم ، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب تراحم المؤمنین ..الخ، الحدیث ۲۵۸۶، ص۱۳۹۶)

(10) مال پاک ہوجاتا ہے

زکوٰۃ دینے سے مال پاک ہوجاتا ہے جیسا کہ حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم نے فرمایا: ''اپنے مال کی زکوٰۃ نکال کہ وہ پاک کرنے والی ہے، تجھے پاک کردے گی۔''

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند انس بن مالک، الحدیث ۱۲۳۹۷، ج۴، ص۲۷۴)

(۱۱) بُری صفات سے چھٹکارا

زکوٰۃ دینے سے لالچ وبخل جیسی بُری صفات سے (اگر دل میں ہوں تو) چھٹکارا پانے میں مدد ملتی ہے اور سخاوت وبخشش کا محبوب وصف مل جاتا ہے۔

(12)مال میں برکت

زکوٰۃ دینے والے کا مال کم نہیں ہوتا بلکہ دنیا و آخرت میں بڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ﴿۳۹﴾

(پ ۲۲، سبا: ۳۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو چیز تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو وہ اس کے بدلے اور دے گا اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا۔"

ایک مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ﴿۲۶۱﴾ اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَاۤ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَاۤ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۲۶۲﴾

(پ ۳، البقرۃ: ۲۶۱، ۲۶۲)

ترجمۂ کنزالایمان: ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس دانہ کی طرح جس نے اوگائیں سات بالیں، ہر بال میں سو دانے اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کے لئے چاہے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے، وہ جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، پھر دیئے پیچھے نہ احسان رکھیں نہ تکلیف دیں ان کا نیگ (انعام) ان کے رب کے پاس ہے اور انہیں نہ کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم۔

پس زکوٰۃ دینے والے کو یہ یقین رکھتے ہوئے خوش دلی سے زکوٰۃ دینی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ اس کو بہتر بدلہ عطا فرمائے گا۔ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: ''صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا۔'' (المعجم الاوسط ،الحدیث ۲۲۷۰،ج۱،ص۶۱۹)

اگرچہ ظاہری طور پر مال کم ہوتا لیکن حقیقت میں بڑھ رہا ہوتا ہے جیسے درخت سے خراب ہونے والی شاخوں کو اُتارنے میں بظاہر درخت میں کمی نظر آ رہی ہے لیکن یہ اُتارنا اس کی نشوونما کا سبب ہے۔ مُفسّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں، زکوٰۃ دینے والے کی زکوٰۃ ہر سال بڑھتی ہی رَہتی ہے۔ یہ تجرِبہ ہے۔ جو کسان کھیت میں بیج پھینک آتا ہے وہ بظاہِر بوریاں خالی کر لیتا ہے لیکن حقیقت میں مع اضافہ کے بھر لیتا ہے۔ گھر کی بوریاں چوہے، سُرسُری وغیرہ کی آفات سے ہلاک ہو جاتی ہیں یا یہ مطلب ہے کہ جس مال میں سے صَدَقہ نکلتا رہے اُس میں سے خرچ کرتے رہو، اِن شاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ بڑھتا ہی رہے گا، کُنویں کا پانی بھرے جاؤ، تو بڑھے ہی جائے گا۔ (مرأۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ج ۳ ص ۹۳)

(13) شر سے حفاظت

زکوٰۃ دینے والا شر سے محفوظ ہو جاتا ہے جیسا کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: ''جس نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی بے شک اللہ تعالیٰ نے اس سے شر کو دور کر دیا۔''

(المعجم الاوسط، باب الالف من اسمہ احمد، الحدیث، ۱۵۷۹، ج۱، ص ۴۳۱)

(14) حفاظتِ مال کا سبب

زکوٰۃ دینا حفاظتِ مال کا سبب ہے جیسا کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے مالوں کو **زکوٰۃ** دے کر مضبوط قلعوں میں کرلو اور اپنے بیماروں کا علاج خیرات سے کرو۔''

(مراسیل ابی داؤد مع سن ابی داؤد ،باب فی الصائم یصیب اھلہ،ص۸)

(15) حاجت روائی

اللہ تعالیٰ **زکوٰۃ** دینے والوں کی حاجت روائی فرمائے گا جیسا کہ نبیِ مُکرَّم، نُورِ مُجسَّم، رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم نے فرمایا: ''جو کسی بندے کی **حاجت روائی** کرے اللہ تعالیٰ دین و دنیا میں اس کی **حاجت روائی** کرے گا۔''

(صحیح مسلم ،کتاب الذکر والدعاء،باب فضل الاجتماع....الخ، الحدیث۲۶۹۹، ص۱۴۴۷)

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا: ''جو کسی مسلمان کو دنیاوی **تکلیف** سے رہائی دے تو اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن کی **مصیبت** دور فرمائے گا۔''

(جامع الترمذی ،کتاب الحدود،باب ماجاء فی السترعلی المسلم،الحدیث، ج۳، ص۱۱۵)

(16) دُعائیں ملتی ہیں

غریبوں کی دعائیں ملتی ہیں جس سے رحمتِ خداوندی اور مددِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ حاصل ہوتی ہے جیسا کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: ''تم کو اللہ تعالیٰ کی مدد اور رزق ضعیفوں کی برکت اور ان کی **دعاؤں** کے سبب پہنچتا ہے۔''

(صحیح البخاری، کتاب الجہاد،باب عن استعان بالضعفاء،...الخ، الحدیث،۲۸۹۶، ج۲،ص ۲۸۰)

”عذابِ جہنم“ کے آٹھ حُروف کی مناسبت سے زکوٰۃ نہ دینے کے 8 نقصانات

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! زکوٰۃ کی عدمِ ادائیگی کے متعدد نقصانات ہیں جن میں چند یہ ہیں:

(1) ان فوائد سے **محرومی** جو اسے ادائیگیٔ زکوٰۃ کی صورت میں مل سکتے تھے۔

(2) بخل یعنی کنجوسی جیسی **بُری صفت** سے (اگر کوئی اس میں گرفتار ہو تو) چھٹکارا نہیں مل پائے گا۔ پیارے آقا، دوعالم کے داتا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ خبردار ہے: ”**سخاوت** جنت میں ایک درخت ہے جو سخی ہوا اس نے اس درخت کی شاخ پکڑ لی، وہ شاخ اسے نہ چھوڑے گی یہاں تک کہ اسے **جنت** میں داخل کردے اور **بخل** آگ میں ایک درخت ہے، جو بخیل ہوا، اس نے اس کی شاخ پکڑی، وہ اسے نہ چھوڑے گی، یہاں تک کہ **آگ** میں داخل کرے گی۔“

(شعب الایمان ،باب فی الجود والسخاء،الحدیث،۱۰۸۷۷،ج۷،ص۴۳۵)

(3) **مال کی بربادی** کا سبب ہے جیسا کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم فرماتے ہیں: ”خشکی وتری میں جو مال ضائع ہوا ہے وہ **زکوٰۃ** نہ دینے کی وجہ سے **تلف** ہوا ہے۔“

(مجمع الزوائد، کتاب الزکوٰۃ،باب فرض الزکوٰۃ،الحدیث ۴۳۳۵،ج۳،ص۲۰۰)

ایک مقام پر ارشاد فرمایا: ”**زکوٰۃ کا مال جس میں ملا ہوگا اسے تباہ و برباد کردے گا۔**“

(شعب الایمان،باب فی الزکوٰۃ،فصل فی الاستعفاف،الحدیث ۳۵۲۲،ج۳،ص۲۷۳)

صدرالشریعہ، بدرالطریقہ مفتی **محمد امجد علی اعظمی** علیہ رحمۃ اللہ الغنی (اَلْمُتَوَفّٰی ۱۳۷۶ھ) اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: بعض ائمہ نے اس حدیث کے یہ معنی بیان کیے کہ **زکاۃ** واجب ہوئی اور ادا نہ کی اور اپنے مال میں ملائے رہا تو یہ حرام اُس حلال کو **ہلاک** کردے گا اور امام احمد (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا کہ معنے یہ ہیں کہ مالدار شخص مالِ زکاۃ لے تو یہ مالِ زکاۃ اس کے مال کو **ہلاک** کردے گا کہ زکاۃ تو فقیروں کے لیے ہے اور دونوں معنے صحیح ہیں۔ (بہارِ شریعت، ج۱، حصہ۵، ص۸۷۱)

(4) زکوٰۃ ادا نہ کرنے والی قوم کو **اجتماعی نقصان** کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔

نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم نے فرمایا: ''جو قوم **زکوٰۃ** نہ دے گی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے **قحط** میں مبتلاء فرمائے گا۔''

(المعجم الاوسط ،الحدیث ٤٥٧٧، ج٣،ص ٢٧٥)

ایک اور مقام پر فرمایا: '' جب لوگ **زکوٰۃ** کی ادائیگی چھوڑ دیتے ہیں تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ بارش کو روک دیتا ہے اگر زمین پر چوپائے موجود نہ ہوتے تو آسمان سے پانی کا ایک قطرہ بھی نہ گرتا۔''

(سنن ابن ماجه ، کتاب الفتن،باب العقوبات،الحدیث ٤٠١٩، ج٤،ص ٣٦٧)

(5) زکوٰۃ نہ دینے والے پر **لعنت** کی گئی ہے جیسا کہ حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: ''زکوٰۃ نہ دینے والے پر رسول اللہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم نے لعنت فرمائی ہے۔''

(صَحِیحُ ابْنُ خُزَیْمَة، کتاب الزکاة،باب جماع ابواب التغلیظ،ذکر لعن لاوی...الخ،الحدیث ٢٢٥٠، ج٤،ص٨)

(6) بروزِ قیامت یہی مال وبال جان بن جائے گا۔ سورۂ توبہ میں ارشاد ہوتا ہے:

وَالَّذِیۡنَ یَكۡنِزُوۡنَ الذَّهَبَ وَالۡفِضَّةَ وَلَا یُنۡفِقُوۡنَهَا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرۡهُمۡ بِعَذَابٍ اَلِیۡمٍ ﴿۳۴﴾ یَّوۡمَ یُحۡمٰى عَلَیۡهَا فِیۡ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكۡوٰى بِهَا جِبَاهُهُمۡ وَجُنُوۡبُهُمۡ وَظُهُوۡرُهُمۡ ؕ هٰذَا مَا كَنَزۡتُمۡ لِاَنۡفُسِكُمۡ فَذُوۡقُوۡا مَا كُنۡتُمۡ تَكۡنِزُوۡنَ ﴿۳۵﴾

ترجمۂ کنز الایمان: اور وہ کہ جوڑ کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں خوشخبری سناؤ درد ناک عذاب کی جس دن وہ تپایا جائے گا جہنم کی آگ میں پھر اس سے داغیں گے ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں یہ ہے وہ جو تم نے اپنے لئے جوڑ کر رکھا تھا اب چکھو مزا اس جوڑنے کا۔

(پ ۱۰، التوبۃ: ۳۴، ۳۵)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن وہ مال **گنجے سانپ** کی صورت میں کر دیا جائے گا جس کے سر پر دو چتیاں ہوں گی (یعنی دو نشان ہوں گے)، وہ سانپ اس کے گلے میں طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا۔ پھر اس (یعنی زکوٰۃ نہ دینے والے) کی باچھیں پکڑے گا اور کہے گا: ''**میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔**'' اس کے بعد نبی کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ

(پ ٤، ال عمران: ١٨٠)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو بخل کرتے ہیں اس چیز میں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی، ہرگز اسے اپنے لئے اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لئے برا ہے عنقریب وہ جس میں بخل کیا تھا قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق ہوگا۔

(صحیح البخاری، کتاب الزکوٰۃ ، باب اثم مانع الزکوٰۃ،الحدیث ١٤٠٣، ج ١،ص ٤٧٤)

(7) حساب میں سختی کی جائے گی جیسا کہ شہنشاہِ مدینہ،قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ،فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم نے فرمایا: ''فقیر ہرگز ننگے بھوکے ہونے کی تکلیف نہ اٹھائیں گے مگر اغنیاء کے ہاتھوں ،سن لو ایسے مالداروں سے اللہ تعالیٰ سخت حساب لے گا اور انہیں دردناک عذاب دے گا۔''

(مجمع الزوائد، کتاب الزکوٰۃ،باب فرض الزکوٰۃ،الحدیث ٤٣٢٤، ج٣،ص ١٩٧)

(8) عذابِ جہنم میں مبتلا ہوسکتا ہے۔حضورِ اقدس صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم نے کچھ لوگ دیکھے جن کے آگے پیچھے غرقی لنگوٹیوں کی طرح کچھ چیتھڑے تھے اور جہنم کے گرم پتھر اور تھوہر اور سخت کڑوی جلتی بدبودار گھاس چوپایوں کی طرح چرتے پھرتے تھے۔ جبرائیل امین علیہ السلام سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ عرض کی: یہاں پر مالوں کی زکوٰۃ نہ دینے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا،اللہ تعالیٰ بندوں پر ظلم نہیں فرماتا۔

(الزواجر ، کتاب الزکوٰۃ،الکبیرۃ السابعۃ،الثامنۃ والعشرون....الخ، ج ١،ص ٣٧٢)

ایک مقام پر نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم نے فرمایا: زکوۃ نہ دینے والا قیامت کے دن دوزخ میں ہوگا۔

(مجمع الزوائد ، کتاب الزکوٰۃ،باب فرض الزکوۃ،الحدیث ٤٣٣٧، ج٣،ص ٢٠١)

ایک اور مقام پر فرمایا: ''دوزخ میں سب سے پہلے تین شخص جائیں گے ان میں سے ایک وہ مالدار کہ اپنے مال میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا حق ادا نہیں کرتا۔''

(صحیح ابن خزیمہ، کتاب الزکوٰۃ،باب الذکر ادخال مانع الزکوۃ النار....الخ ،الحدیث٢٢٤٩، ج٤،ص٨ ملخصاً)

عذابات کا نقشہ

شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار** قادری دامت برکاتہم العالیہ اپنی مشہورِ زمانہ تالیف **''فیضانِ سنّت''** جلد اوّل کے صفحہ 405 پر لکھتے ہیں:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یاد رکھئے! زکوۃ ادا کرنے کے جہاں بے شمار ثوابات ہیں نہ دینے والے کیلئے وہاں خوفناک **عذابات** بھی ہیں، چنانچہ میرے آقا اعلیٰحضرت ، اِمامِ اَہلسنّت ، مولیٰنا شاہ امام اَحمد رَضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن قرآن وحدیث میں بیان کردہ **عذابات** کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرماتے ہیں، ''خُلاصہ یہ ہے کہ جس سونے **چاندی** کی زکوٰۃ نہ دی جائے ، روزِ قیامت جہنّم کی آگ میں تپا کر اُس سے اُن کی پیشانیاں ، کروٹیں ، پیٹھیں داغی جائیں گی ۔ اُن کے سر، پستان پر جہنّم کا گرم پتّھر رکھیں گے کہ چھاتی توڑ کر شانے سے نکل جائیگا اور شانے کی ہڈّی پر رکھیں گے کہ ہڈّیاں توڑتا سینے سے نکل آئے گا، پیٹھ توڑ کر کروٹ سے نکلے گا، گُدّی توڑ کر پیشانی سے اُبھرے گا۔ جس **مال** کی زکوٰۃ نہ دی جائے گی روزِ قیامت پُرانا خبیث **خونخوار**

اَژدہا بن کراُس کے پیچھے دوڑے گا، یہ ہاتھ سے روکے گا، وہ ہاتھ چبالے گا، پھر گلے میں طوق بن کر پڑے گا، اس کا مُنہ اپنے مُنہ میں لے کر چبائے گا کہ میں ہوں تیرا مال، میں ہُوں تیرا خزانہ۔ پھر اسکا سارا بدن چباڈالے گا۔ والعِیاذ باللّٰہ رب العٰلمین (فتاوٰی رضویہ تخریج شدہ ج ۱۰ ص ۱۵۳) میرے آقا اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ زکوٰۃ نہ دینے والے کو قِیامت کے عذاب سے ڈرا کر سمجھاتے ہوئے فرماتے ہیں، اے عزیز! کیا خداو رسول عَزَّوَجَلَّ وصلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے فرمان کو یونہی ہنسی ٹھٹّھا سمجھتا ہے یا (قِیامت کے ایک دن یعنی) پچاس ہزار برس کی مدّت میں یہ جانکاہ مُصیبتیں جھیلنی سَہل جانتا ہے، ذرا یہیں کی آگ میں ایک آدھ روپیہ (چھوٹا سا سکّہ) گرم کر کے بدن پر رکھ کر دیکھ، پھر کہاں یہ خفیف (ہلکی سی) گرمی، کہاں وہ قہر آگ، کہاں یہ ایک ہی روپیہ کہاں وہ ساری عمر کا جوڑا ہوا مال، کہاں یہ مِنٹ بھر کی دیر کہاں وہ ہزاردن برس کی آفت، کہاں یہ ہلکا سا چہکا (یعنی معمولی سا داغ) کہاں وہ ہڈّیاں توڑ کر پار ہونے والا غضب۔ اللہ تعالٰی مسلمان کو ہدایت بخشے۔ (ایضاً ص ۱۷۵)

ایک اور مقام پر اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃُ ربِّ العزّت لکھتے ہیں: غرض زکوٰۃ نہ دینے کی جانکاہ آفتیں وہ نہیں جن کی تاب آسکے، نہ دینے والے کو ہزار سال ان سخت عذابوں میں گرفتاری کی امید رکھنا چاہیے کہ ضعیف البنیان انسان کی کیا جان، اگر پہاڑوں پر ڈالی جائیں سُرمہ ہوکر خاک میں مل جائیں۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول سے ہردم وابَستہ رہئے اِن شاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ زکوٰۃ وخیرات کے ضَروری احکامات کی معلومات ہوتی رہیں گی اور عمل کے جذبے میں بھی اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔

زکوٰۃ کی تعریف

زکوٰۃ شریعت کی جانب سے مقرر کردہ اس **مال** کو کہتے ہیں جس سے اپنا **نفع** ہر طرح سے **ختم** کرنے کے بعد رضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے لئے کسی ایسے **مسلمان فقیر** کی **ملکیت** میں دے دیا جائے جو نہ تو خود **ہاشمی**[1] ہو اور نہ ہی کسی **ہاشمی کا آزاد کردہ غلام** ہو۔(الدرالمختار، کتاب الزکوٰۃ، ج۳،ص ۲۰۴،۲۰۶ ملخصاً)

زکوٰۃ کو زکوٰۃ کہنے کی وجہ

زکوٰۃ کا لُغوی معنی طہارت، افزائش (یعنی اضافہ اور برکت) ہے۔ چونکہ زکوٰۃ بقیہ مال کے لئے معنوی طور پر طہارت اور افزائش کا سبب بنتی ہے اسی لئے اسے زکوٰۃ کہا جاتا ہے۔(الدرالمختار و ردالمختار، کتاب الزکوٰۃ، ج۳،ص ۲۰۳ ملخصاً)

زکوٰۃ کی اقسام

زکوٰۃ کی بنیادی طور پر 2 قسمیں ہیں۔

(۱) مال کی زکوٰۃ (۲) اَفراد کی زکوٰۃ (یعنی صدقۂ فطر)

مال کی زکوٰۃ کی مزید دو قسمیں ہیں:

(1) سونے، چاندی کی زکوٰۃ۔

(2) مالِ تجارت اور مویشیوں، زراعت اور پھلوں کی زکوٰۃ (یعنی عشر)۔

(ماخوذ از بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، کتاب الزکوٰۃ، ج۲،ص ۷۵)

---

[1]: بنی ہاشم سے مراد حضرت علی و جعفر و عقیل اور حضرت عباس و حارث بن عبدالمطلب کی اولادیں ہیں۔ ان کے علاوہ جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اِعانت نہ کی مثلاً ابولہب کہ اگرچہ یہ کافر بھی حضرت عبدالمطلب کا بیٹا تھا مگر اس کی اولادیں بنی ہاشم میں شمار نہ ہوں گی۔(بہارِ شریعت، ج۱،حصہ۵،ص۹۳۱)

زکوٰۃ کس پر فرض ہے؟

زکوٰۃ دینا ہر اُس **عاقل، بالغ** اور **آزاد مسلمان** پر **فرض** ہے جس میں یہ **شرائط** پائی جائیں:

(1) **نصاب** کا مالک ہو۔

(2) یہ نصاب **نامی** ہو۔

(3) نصاب اس کے **قبضے** میں ہو۔

(4) نصاب اس کی **حاجتِ اصلیہ** (یعنی ضروریاتِ زندگی) سے **زائد** ہو۔

(5) نصاب دَین سے **فارغ** ہو (یعنی اس پر ایسا قرض نہ ہو جس کا مطالبہ بندوں کی جانب سے ہو، کہ اگر وہ قرض ادا کرے تو اس کا نصاب باقی نہ رہے۔)

(6) اس نصاب پر **ایک سال** گزر جائے۔

(ملخصاً، بہارِ شریعت، ج ۱ حصہ ۵، ص ۸۷۵ تا ۸۸۴)

شرائط کی تفصیل

نصاب کا مالک

مالکِ نصاب ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس شخص کے پاس **ساڑھے سات تولے سونا**، یا **ساڑھے باون تولے چاندی**، یا اتنی مالیت کی **رقم**، یا اتنی مالیت کا **مالِ تجارت** یا اتنی مالیت کا حاجاتِ اصلیہ (یعنی ضروریاتِ زندگی) سے زائد **سامان** ہو۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت، ج ۱، حصّہ ۵، ص ۹۰۲ تا ۹۰۵، ۹۲۸)

مالکِ نصاب ہونے سے پہلے زکوٰۃ دے دی تو؟

اگر پہلے زکوٰۃ دے دی پھر مالکِ نصاب ہوا تو ایسی صورت میں دیا گیا

مال زکوٰۃ میں شمار نہیں ہوگا بلکہ اس کی زکوٰۃ الگ سے دینا ہوگی۔

(الفتاوی الهندیه، کتاب الزکوٰة،الباب الاول ج ۱،ص ۱۷٦)

مالِ حرام پر زکوٰۃ

جس کا کل مال حرام ہو، اس پر زکوٰۃ فرض نہیں ہوگی کیونکہ وہ اس مال کا مالک ہی نہیں ہے، درمختار میں ہے: ''اگر کل مال حرام ہو تو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔''

(الدرالمختار، کتاب الزکوٰة، ج۳،ص ۲۵۹) **اعلیٰ حضرت**، امام اہلسنّت، مولینا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: ''چالیسواں حصہ دینے سے وہ مال کیا پاک ہو سکتا ہے جس کے باقی انتالیس حصے بھی ناپاک ہیں۔'' (فتاوی رضویہ، ج۱۹،ص ٦۵٦)

ایسے شخص پر لازم ہے کہ توبہ کرے اور مالِ حرام سے **نجات** حاصل کرے۔

مالِ حرام سے نجات کا طریقہ

شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا **ابو بلال محمد الیاس عطّار** قادری دامت برکاتہم العالیہ اپنے رسالے **''پُراَسرار بھکاری''** کے صفحہ 27 پر لکھتے ہیں:

حرام مال کی دو صورتیں ہیں: (۱) ایک وہ **حرام مال** جو چوری، رشوت، غصب اور انہیں جیسے دیگر ذرائع سے مِلا ہو اِس کو حاصِل کرنے والا اِس کا اصلاً یعنی بالکل مالِک ہی نہیں بنتا اور اِس مال کے لئے شرعاً فرض ہے کہ جس کا ہے اُسی کو **لوٹا** دیا جائے وہ نہ رہا ہو تو **وارِثوں** کو دے اور ان کا بھی پتا نہ چلے تو بلا نیّتِ ثواب فقیر پر **خیرات** کر دے (۲) دوسرا وہ **حرام مال** جس میں قبضہ کر لینے سے مِلکِ خبیث حاصِل ہو جاتی ہے اور یہ وہ مال ہے جو کسی عقدِ فاسد کے ذَرِیعہ حاصِل ہوا ہو جیسے سُود یا

داڑھی مُونڈنے یا خَشْخَشِی کرنے کی اُجرت وغیرہ۔اِس کا بھی وُہی حکم ہے مگر فرق یہ ہے کہ اس کو مالِک یا اِس کے وُرثا ہی کو **لوٹانا** فرض نہیں اوّلاً فقیر کو بھی بِلا نیّتِ ثواب **خیرات** میں دے سکتا ہے۔البتّہ **افضل** یہی ہے کہ مالِک یا وُرثا کو لوٹا دے۔

(ماخوذ از: فتاویٰ رضویہ ج۲۳ص۵۵۱،۵۵۲وغیرہ)

مالِ نامی کا مطلب

مالِ نامی کے معنی ہیں بڑھنے والا مال خواہ حقیقۃً بڑھے یا حکماً،اس کی **3** صورتیں ہیں:

(1)یہ بڑھنا **تجارت** سے ہوگا،یا

(2)اَفزائشِ نسل کے لئے **جانوروں** کو جنگل میں چھوڑ دینے سے ہوگا،یا

(3)وہ مال خَلْقِی (یعنی پیدائشی)طور پر نامی ہوگا جیسے سونا چاندی وغیرہ

(الفتاوی الهندیة، کتاب الزکوٰة ،الباب الاول ،ج ۱،ص ۱۷٤)

حاجتِ اَصلیہ کسے کہتے ہیں؟

حاجتِ اصلیہ (یعنی ضروریاتِ زندگی) سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کی عموماً انسان کو **ضرورت** ہوتی ہے اوران کے بغیر گزراوقات میں شدید تنگی ودشواری محسوس ہوتی ہے جیسے رہنے کا گھر، پہننے کے کپڑے،سواری،علمِ دین سے متعلق کتابیں،اور پیشے سے متعلق اوزار وغیرہ۔(الهدایة، کتاب الزکوٰة،ج ۱،ص ۹٦)

مثلاً جنہیں مختلف لوگوں سے رابطہ کی حاجت ہوتی ہو ان کے لیے ٹیلی فون یا موبائل، جو لوگ کمپیوٹر پر کتابت کرتے ہوں یا اس کے ذریعے روزگار کماتے ہوں ان کے لیے کمپیوٹر، جن کی نظر کمزور ہو ان کے لیے عینک یا لینس، جن لوگوں کو کم سنائی

دیتا ہو ان کے لیے آلہ سماعت، اسی طرح سواری کے لیے سائیکل، موٹر سائیکل یا کار یا دیگر گاڑیاں، یا دیگر اشیاء کہ جن کے بغیر اہل حاجت کا گزارہ مشکل سے ہو، حاجتِ اصلیہ میں سے ہیں۔

سال کب مکمل ہوگا؟

جس تاریخ اور وقت پر آدمی صاحبِ نصاب ہُوا جب تک نصاب رہے وہی **تاریخ** اور **وقت** جب آئے گا اُسی **منٹ** سال **مکمل** ہوگا۔

(ماخوذ از فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ، ج ۱۰، ص ۲۰۲)

مثلاً زید کے پاس ماہ ربیع النور شریف کی 12 تاریخ یعنی عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو دِن کے بارہ بجے ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولے چاندی یا اس کی قیمت کے برابر رقم حاصل ہوئی یا مال تجارت حاصل ہوا تو سال گزرنے کے بعد عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم (۱۲ ربیع الاول) کو دن کے 12 بجے اگر وہ نصاب کا بدستور مالک ہوا تو اس مال کی **زکوٰۃ** کی ادائیگی اُس پر فرض ہوگی۔ اگر اب بلاعذرِ شرعی ادائیگی میں تاخیر کرے گا تو گناہ گار ہوگا۔

قمری مہینوں کا اعتبار ہوگا یا شمسی کا؟

سال گزرنے میں **قمری** (یعنی چاند کے) مہینوں کا اعتبار ہوگا۔ شمسی مہینوں کا اعتبار **حرام** ہے۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ ج ۱۰، ص ۱۵۷)

دورانِ سال نصاب میں کمی ہونا

چونکہ زکوٰۃ کی فرضیت میں سال کے شروع اور آخر کا **اعتبار** کیا جاتا ہے اس لئے اگر سال **مکمل** ہونے پر نصابِ زکوٰۃ **پورا** ہے تو دورانِ سال (نصاب میں) ہونے والی کمی کا کوئی نقصان نہیں موجودہ مال کی **زکوٰۃ** دی جائے گی۔

(الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الزکوٰۃ، باب زکوٰۃ المال، ج ۳، ص ۲۷۸، و الفتاوی الهندیة، کتاب الزکوٰۃ، الباب الاول فی نضیرھا....الخ، ج ۱، ص ۱۷۵)

مثلاً بکر یکم رمضان کو 12 بجے **ساڑھے سات تولے سونے کا مالک بنا**، اِسی لمحے سال شمار ہونا شروع ہوجائے گا، پھر شوّال میں اس نے ایک تولہ سونا بیچ دیا اور نصاب میں کمی واقع ہوگئی، جب دوبارہ رمضان المبارک کی آمد قریب ہوئی تو اسے شعبان کے مہینے میں کہیں سے ایک تولہ سونا تحفے میں ملا، چنانچہ یکم رمضان کو 12 بجے وہ پھر سے مالکِ نصاب تھا لہٰذا اب اسے اس سونے کی **زکوٰۃ** ادا کرنا ہوگی کیونکہ سال **مکمل** ہوگیا۔

دورانِ سال نصاب میں اضافہ ہونا

جو شخص مالکِ نصاب ہے اگر درمیان سال میں کچھ اور مال **اُسی جنس** کا حاصل کیا تو اِس نئے **مال** کا **جُدا سال** نہیں، بلکہ **پہلے مال** کا **ختمِ سال** اِس کے لیے بھی سالِ **تمام** ہے، اگرچہ سالِ تمام سے ایک ہی **منٹ** پہلے حاصل کیا ہو، خواہ وہ مال اُس کے پہلے مال سے حاصل ہوا یا میراث و ہبہ یا اور کسی جائز ذریعہ سے ملا ہو اور اگر **دوسری جنس** کا ہے مثلاً پہلے اُس کے پاس اونٹ تھے اور اب بکریاں **ملیں** تو اس کے لیے جدید سال شمار ہوگا۔ (بہارِ شریعت، ج ۱، حصہ ۵، مسئلہ نمبر ۴۳، ص ۸۸۴)

نوٹ:اس سلسلے میں سونا، چاندی، کرنسی نوٹ، سامانِ تجارت ایک ہی جنس شمار ہوں گے۔

(ماخوذ از فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ، ج۱۰، ص۲۱۰)

مثلاً زید کو سالانہ گیارہویں شریف یعنی 11 ربیع الغوث کے دن 11000 روپے حاصل ہوئے پھر عید میلا النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم یعنی 12 ربیع النور کو بطور میراث 12000 روپے حاصل ہوئے۔ پچیس صفر المظفر (عرسِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے دن 25000 روپے بطور تحفہ یا مکان کے کرائے کے 25000 روپے حاصل ہوئے۔ اس طرح سال کے آخر میں زید کے پاس 48000 ہزار روپے جمع ہو گئے اب زید پر شرعاً واجب ہے کہ ان تمام روپوں کی **زکوٰۃ** نکالے کیونکہ تمام نوٹ ایک دوسرے کے ہم جنس ہیں لہذا دورانِ سال جتنے روپے حاصل ہوں گے ان سب کا وہی سال شمار کیا جائے گا جو پچھلے 11000 کا تھا۔

دورانِ سال نصاب ہلاک ہونا

اگر دورانِ سال نصاب **ہلاک** ہو جائے کہ اس کا کوئی بھی حصہ نہ بچے تو **شمارِ سال** جاتا رہا، جس دن **دوبارہ** مالکِ نصاب ہوگا اُسی دن نئے سرے سے **حساب** کیا جائے گا۔ مثلاً یکم محرم کو مالکِ نصاب ہوا، صفر میں سب مال سفر کر گیا، ربیع النور میں پھر بہار آئی تو اسی مہینہ سے سال کا آغاز ہوگا۔ (ماخوذ از فتاوٰی رضویہ، ج۱۰، ص۸۹)

زمانۂ کفر کی زکوٰۃ

اگر پہلے کوئی **کافر** تھا پھر مسلمان ہوا تو اس پر حالتِ کفر کی **زکوٰۃ** کی ادائیگی فرض نہیں ہے کیونکہ **زکوٰۃ** مسلمان پر فرض ہوتی ہے کافر پر نہیں۔

(الفتاوی الھندیہ، کتاب الزکوٰۃ، ج۱، ص۱۷۱۔۱۷۵)

نابالغ اور پاگل پر زکوٰۃ

نابالغ پر زکوٰۃ فرض نہیں۔ **مجنون** کی چند صورتیں ہیں:

(۱) اگر جنون پورے سال کو گھیر لے **تو زکوٰۃ واجب نہیں**، اور

(۲) اگر سال کے اوّل آخر میں افاقہ ہوتا ہے، اگرچہ باقی زمانہ جنون میں گزرتا ہے **تو زکوٰۃ واجب** ہے۔ (ماخوذ از بہارشریعت، ج۱، حصہ۵، ص۸۷۵)

مجنون کے سالِ زکوٰۃ کا آغاز

جنون دو قسم کا ہوتا ہے:

(۱) جنونِ اصلی **(۲)** جنونِ عارضی

(1) اگر جنون **اصلی** ہو یعنی جنون ہی کی حالت میں بالغ ہوا تو اس کا سال ہوش آنے سے **شروع** ہوگا۔

(2) اور اگر **عارضی** ہے مگر پورے سال کو گھیر لیا تو جب افاقہ ہوگا اس وقت سے سال کی **ابتدا** ہوگی۔ (ماخوذ از بہارشریعت، ج۱، حصہ۵، ص۸۷۵)

اَموالِ زکوٰۃ

زکوٰۃ تین قسم کے **مال** پر ہے۔

(۱) سونا چاندی۔ (کرنسی نوٹ بھی انہی کے حکم میں ہیں بشرطیکہ ان کا رواج اور چلن ہو۔)

(۲) مالِ تجارت۔

(۳) سائمہ یعنی چرائی پر چھوٹے جانور۔

(الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الأول، ج۱، ۱۷٤. **فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ، ج۱۰، ص۱۶۱، بہارشریعت، ج۱، حصہ۵، ص۸۸۲، مسئلہ ۳۳**)

سونے چاندی کا نِصاب

سونے کا نصاب بیس مثقال یعنی ساڑھے سات تولے ہے، جبکہ **چاندی کا نصاب** دوسو درہم یعنی ساڑھے باون تولے ہے[1]۔ (بہارشریعت، ج۱، حصہ۵، ص۹۰۲)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جب تمہارے پاس دوسو درہم ہوجائیں اور ان پر سال گزر جائے تو ان پر پانچ درہم ہیں اور سونے میں تم پر کچھ نہیں ہے یہاں تک کہ بیس دینار ہو جائیں۔ جب تمہارے پاس بیس دینار ہو جائیں اور ان پر سال گزر جائے تو ان پر نصف دینار زکوٰۃ ہے۔''

(سنن ابی داؤد ، کتاب الزکاۃ،باب فی زکاۃ السائمۃ،الحدیث ۱۵۷۳ ، ج۲،ص۱۴۳)

کتنی زکوٰۃ دینا ہوگی؟

نصاب کا چالیسواں حصہ (یعنی 2.5%) **زکوٰۃ** کے طور پر دینا ہوگا۔

(فتاوٰی امجدیہ، ج۱،ص۳۷۸)

نصاب سے زائد کا حکم

اگر کسی کے پاس تھوڑا سا مال نصاب سے زائد ہو تو دیکھا جائے گا کہ نصاب سے زائد مال نصاب کا پانچواں حصہ (خُمُس) بنتا ہے یا نہیں؟

☆ اگر بنتا ہو تو اس پانچویں حصے (خُمُس) کا بھی اڑھائی فیصد یعنی چالیسواں

---

[1] سُناروں کے مطابق ساڑھے سات تولہ سونا میں تقریباً 87 گرام، 48 ملی گرام ہوتے ہیں اور ساڑھے باون تولہ چاندی تقریباً 612 گرام، 41 ملی گرام کے برابر ہے۔

حصہ زکوٰۃ میں دینا ہوگا۔

☆اگر زائد مقدار پانچوں حصے (خُمُس) سے کم ہے تو وہ عَفو ہے اس پر زکوٰۃ نہیں ہوگی۔

مثلاً کسی کے پاس آٹھ تولے سونا ہے تو صرف ساڑھے سات تولے سونے کی زکوٰۃ دینا ہوگی کیونکہ زائد مقدار (یعنی آدھا تولہ) نصاب کے پانچویں حصے (یعنی ڈیڑھ تولہ) کو نہیں پہنچتی ہے اور اگر کسی کے پاس 9 تولے سونا ہو تو وہ 9 تولے کی زکوٰۃ دے گا، کیونکہ یہ زائد مقدار (یعنی ڈیڑھ تولہ) سونے کے نصاب کا پانچواں حصہ بنتی ہے۔علی ھذاا لقیاس

(ماخوذ از فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ، ج ۱۰، ص ۸۵)

نصاب اور خُمس سے زائد پر زکوٰۃ

جو نصاب اور خُمس سے زائد ہو مگر دوسرے خُمس سے کم ہو تو عفو ہے اس پر زکوٰۃ نہیں۔مثلاً اگر کسی کے پاس **10** تولے سونا ہو تو وہ صرف **9** تولے کی زکوٰۃ دے گا ، دسواں تولہ معاف ہے۔اور اگر کسی کے پاس ساڑھے دس تولے سونا ہو تو وہ ساڑھے دس تولے کی زکوٰۃ دے گا کیونکہ دوسرا خُمس مکمل ہو گیا۔

(ماخوذ از فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ، ج ۱۰، ص ۸۵)

ایک ہی جنس کے مختلف اموال اور زکوٰۃ کا حساب

اگر مختلف مال ہوں اور کوئی بھی نصاب کو نہ پہنچتا ہو تو تمام مال مثلاً سونا، چاندی یا مالِ تجارت یا کرنسی کو **مِلا** کر اس کی **کل مالیت** نکالی جائے گی اور اس کی زکوٰۃ

کا حساب اُس **نصاب** سے لگایا جائے گا جس میں فقراء کا زیادہ **فائدہ** ہو مثلاً اگر تمام مال کو چاندی شمار کر کے زکوٰۃ نکالنے میں زکوٰۃ **زیادہ** بنتی ہے تو یہی کیا جائے اور اگر سونا شمار کرنے میں زکوٰۃ **زیادہ** بنتی ہے تو اسی طرح کیا جائے گا اور اگر دونوں صورتوں میں **یکساں** بنتی ہے تو اس سے حساب لگائیں گے جس سے زکوٰۃ کی ادائیگی کا رواج زیادہ ہو، پھر اگر رواج **یکساں** ہو تو زکوٰۃ دینے والے کو **اِختیار** ہے کہ چاہے تو سونے کے حساب سے زکوٰۃ دے یا چاندی کے حساب سے۔

فتاویٰ شامی میں ہے: ''نصاب کو پہنچانے والی قیمت ضم کے لئے متعین ہوگی دوسرے کی نہیں، اور اگر دونوں سے نصاب پورا ہوتا ہو جبکہ ایک کا زیادہ رواج ہو تو جو زیادہ رائج ہو اسی کے حساب سے قیمت لگائی جائے گی۔'' (ردالمحتار، کتاب الزکوٰۃ، باب زکوٰۃ المال، ج۳، ص ۲۷۱ ملخصاً) شرح نقایہ میں ہے: ''اگر دونوں (کا رواج) یکساں ہو تو مالک کو اختیار ہوگا۔'' (شرح نقایه، کتاب الزکوٰۃ، ج ۱، ص ۳۱۳)

اگر مختلف مال ہوں اور ہر ایک نصاب کو پہنچتا ہو تو اس میں 3 صورتیں ممکن ہیں:

پہلی: ہر ایک مال محض **مکمل نصاب** پر مشتمل ہو، اس سے کچھ **زائد** نہ ہو، (مثلاً ساڑھے سات تولے سونا اور ساڑھے باون تولے چاندی ہو) تو ایسی صورت میں اگر ملانا چاہیں تو وہ حساب لگایا جائے گا جس میں زکوٰۃ زیادہ بنتی ہو۔

(ماخوذ از بدائع الصنائع، فصل و امامقدار الواجب فیه، ج ۲، ص ۱۰۸)

دوسری: نصاب کو پہنچنے کے بعد تمام اقسام کے مال کی کچھ مقدارِ عَفُو (یعنی معاف شدہ مقدار) زائد ہوگی تو ہر مال کی محض اس **زائد مقدارِ عفو** کو آپس میں ملا کر اُس نصاب کے مطابق **حساب** لگایا جائے گا جس میں **زکوٰۃ** زیادہ بنے۔ (مثلاً 8 تولے سونا اور 53 تولے چاندی ہو تو دونوں میں آدھا آدھا تولہ مقدارِ عفو ہے ان دونوں کو ملا کر حساب لگایا جائے گا۔)

تیسری: نصاب کو پہنچنے کے بعد ایک مال کی کچھ مقدارِ عَفُو (یعنی معاف شدہ مقدار) زائد ہوگی جبکہ دوسرا مال بغیر عفو کے ہو تو پہلے مال کی محض اس **زائد مقدارِ عفو** کو دوسرے مال (بغیر عفو والے) میں ملائیں گے مثلاً سونے کا نصاب مع عفو ہے اور چاندی کا نصاب بغیر عفو کے تو سونے کے محض عفو کو چاندی میں ملائیں گے۔ (8 تولے سونا اور ساڑھے باون تولے چاندی ہو تو سونے کی زائد مقدار (عفو) کو چاندی میں ملا کر حساب لگایا جائے گا۔) (ماخوذ از الفتاویٰ الھندیہ، کتاب الزکوٰۃ، الباب الاول، الفصل الاول فی زکوٰۃ الذھب والفضۃ، ج ۱، ص ۱۷۹ و فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجَہ ج ۱۰، ص ۱۱٦)

اگر سونے کا نصاب مکمل ہو اور چاندی کا نامکمل

دونوں میں سے جس کا نصاب (بغیر عفو کے) مکمل ہوگا اس میں دوسرے مال کو ملا دیں گے مثلاً ساڑھے باون تولے چاندی ہے اور سونا 4 تولے تو سونے کو چاندی میں ملا دیں گے اور اگر اس کے برعکس ہو یعنی سونا ساڑھے سات تولے اور چاندی 40 تولے ہو تو چاندی کو سونے میں ملائیں گے۔ (فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجَہ ج ۱۰، ص ۱۱۵)

زکوٰۃ میں سونے چاندی کی قیمت دینا

زکوٰۃ میں سونے یا چاندی کی جگہ ان کی **قیمت** دے دینا **جائز** ہے،

درمختار میں ہے: ''زکوٰۃ میں قیمت دے دینا بھی جائز ہے۔''

(الدر المختار، کتاب الزکوٰۃ، باب زکوٰۃ الغنم، ج۳، ص ۲۵۰)

قیمت کی تعریف

شرعاً قیمت اس کو کہتے ہیں جو اس چیز کا بازار میں بھاؤ ہو، اتفاقی طور پر یا بھاؤ تاؤ کرنے کے بعد کمی یا زیادتی کے ساتھ کوئی چیز خرید لی جائے تو اس کو قیمت نہیں کہیں گے (بلکہ ثَمَن کہیں گے)۔ (فتاویٰ امجدیہ ج ۱ ص ۳۸۲)

کس بھاؤ کا اعتبار ہوگا؟

جس مقام پر اشیاء واقعی حکومتی ریٹ کے مطابق فروخت ہوتی ہوں وہاں اسی ریٹ کا اعتبار ہوگا اور اگر حکومتی ریٹ اور بازار کے بھاؤ میں فرق ہو تو بازار کے بھاؤ کا اعتبار ہوگا۔ (فتاویٰ امجدیہ، ج ۱، ص ۳۸۶، ملخصاً)

کس جگہ کی قیمت لی جائے گی؟

قیمت اس جگہ کی ہونی چاہیے جہاں مال ہے۔ (بہارِ شریعت، ج ۱، حصہ ۵، مسئلہ ۱۸، ص ۹۰۸)

قیمت کس دن کی معتبر ہے؟

قیمت نہ تو بنوانے کے وقت کی معتبر ہے نہ ادائیگیٔ زکوٰۃ کے وقت کی بلکہ جب زکوٰۃ کا سال **پورا** ہوا اسی **وقت** کی قیمت کا **حساب** لگایا جائے گا۔

(ماخوذ از فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ، ج ۱۰، ۱۳۳)

سونے چاندی کی زکوٰۃ کا حساب کیسے لگائیں؟

اِس کی دو صورتیں ہیں:

(۱) آپ رقم کی صورت میں زکوٰۃ دینا چاہتے ہیں......یا

(۲) سونے یا چاندی کی صورت میں۔

﴿1﴾ اگر رقم کی صورت میں زکوٰۃ دینا چاہتے ہیں تو آسان ترین حساب یہ ہے کہ زکوٰۃ کا سال پورا ہونے پر ان کی قیمت معلوم کرلیں پھر اس کا 2.5% (یعنی ہر سو روپے پر اڑھائی روپے) بطورِ زکوٰۃ ادا کردیں۔ اس طرح چاہے تھوڑی رقم زائد چلی جائے لیکن زکوٰۃ مکمل ادا ہونا یقینی ہے اور زائد رقم نفلی صدقہ شمار ہوگی۔

(زائد رقم کیسے جائے گی اس کی وضاحت کے لئے اسی کتاب کے صفحہ نمبر 27 کو دوبارہ ملاحظہ کرلیجئے۔)

﴿2﴾ اگر آپ سونے کی زکوٰۃ سونے کی صورت میں یا چاندی کی زکوٰۃ چاندی کی صورت میں دینا چاہتے ہیں تو اس کا بھی چالیسواں حصہ (یعنی 2.5%) بطورِ زکوٰۃ دینا ہوگا۔ اس کا حساب یوں لگائیں گے کہ (سُنار سے حاصل کی گئی معلومات کے مطابق) ایک تولہ تقریباً 11 گرام 665 ملی گرام کے برابر ہوتا ہے۔ لہٰذا ساڑھے سات تولے کی زکوٰۃ (2.5%) تقریباً 2 گرام 187 ملی گرام سونا اور ساڑھے باون تولے چاندی کی زکوٰۃ (2.5%) تقریباً 15 گرام 310 ملی گرام چاندی بنے گی۔

اور اگر آپ کے پاس نصاب سے تھوڑی زائد سونا یا چاندی ہو تو آسانی اسی میں ہے کہ سونے کی کل مقدار کا اڑھائی فیصد یا چاندی کی کل مقدار کا

اڑھائی فیصد بطورِ زکوٰۃ ادا کردیجئے کہ اس طرح چاہے کچھ مقدار زائد چلی جائے لیکن زکوٰۃ مکمل ادا ہونا یقینی ہے اور زائد مقدار نفلی صدقہ شمار ہوگی۔

(ماخوذ از فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ جلد ۱۰، و بہارِ شریعت حصہ پنجم)

نوٹ: زکوٰۃ کا پورا پورا حساب جاننے کے لئے ''بہارِ شریعت'' حصہ 5 کا مطالعہ کر لیجئے۔

کھوٹ کا حکم

اگر سونے چاندی میں کھوٹ ہو تو **اس کی 3 صورتیں ہیں:**

(1) اگر سونا یا چاندی کھوٹ پر **غالب** ہوں تو **کُل** سونا یا چاندی قرار پائے گا اور **کُل** پر **زکوٰۃ** واجب ہے۔

(2) اگر کھوٹ سونے چاندی کے **برابر** ہو تو بھی **زکوٰۃ** واجب ہے۔

(3) اگر کھوٹ غالب ہو تو سونا چاندی نہیں پھر اس کی **2 صورتیں** ہیں۔

(i) اگر اس میں سونا چاندی اِتنی **مقدار** میں ہو کہ جُدا کریں تو **نصاب** کو پہنچ جائے یا وہ نصاب کو نہیں پہنچتا مگر اس کے پاس اور **مال** ہے کہ اس سے مل کر نصاب ہو جائے گی یا وہ **ثمن** میں چلتا ہے اور اس کی قیمت نصاب کو پہنچتی ہے تو ان سب صورتوں میں **زکوٰۃ واجب ہے**،......اور

(ii) اگر ان صورتوں میں کوئی نہ ہو تو اس میں اگر تجارت کی نیّت ہو تو بشرائط تجارت اُسے **مالِ تجارت** قرار دیں اور اس کی قیمت **نصاب** کی قدر ہو، خود یا اوروں کے ساتھ مل کر تو **زکوٰۃ** واجب ہے ورنہ نہیں۔

(ماخوذ از بہارِ شریعت، ج ۱، حصہ ۵، مسئلہ نمبر ۶، ص ۹۰۴)

پہننے والے زیورات کی زکوٰۃ

پہننے کے زیورات پر بھی زکوٰۃ فرض ہوگی۔

(الدر المختار وردالمحتار، کتاب الزکوٰۃ،باب زکوٰۃ المال ،ج ۱،ص ۲۷۰،ملخصاً)

آگ کے کنگن

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم کی خدمت میں ایک عورت آئی، اس کے ساتھ اس کی بیٹی بھی تھی ،جس کے ہاتھ میں سونے کے موٹے موٹے **کنگن** تھے۔ آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم نے اس عورت سے پوچھا ''کیا تم ان کی **زکوٰۃ** ادا کرتی ہو؟'' اس عورت نے عرض کی ''جی نہیں۔'' آپ نے ارشاد فرمایا ''کیا تم اس بات سے خوش ہو کہ قیامت کے دن اللہ تعالٰی تمہیں ان کنگنوں کے بدلے **آگ کے کنگن** پہنا دے؟''

یہ سنتے ہی اس نے وہ کنگن رسول اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم کے آگے ڈال دیئے اور کہا: ''یہ اللہ تعالٰی اور اس کے رسول (صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم) کے لئے ہیں۔''

(سنن ابی داؤد، کتاب الزکوٰۃ،باب الکنز ماھو؟الحدیث ۱۵۶۳،ج۲،ص۱۳۷)

سونے چاندی کے زیورات اور برتنوں کی زکوٰۃ

اگر سونے ،چاندی کے زیورات یا برتنوں وغیرہ کی زکوٰۃ روپوں میں دیں تو اصل سونے یا چاندی کی قیمت لیں گے۔ (فتاویٰ امجدیہ، ج۱،ص ۳۷۸)

سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال

صدرالشریعہ بدرالطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی بہارِ شریعت حصہ 16 صفحہ 39,38 پر لکھتے ہیں:

☆ سونے چاندی کے برتن میں کھانا پینا اور ان کی پیالیوں سے تیل لگانا یا ان کے عطردان سے عطر لگانا یا ان کی انگیٹھی سے بخور کرنا (یعنی دھونی لینا) منع ہے اور یہ ممانعت مرد وعورت دونوں کے لیے ہے۔

☆ سونے چاندی کے چمچے سے کھانا، ان کی سلائی یا سرمہ دانی سے سرمہ لگانا، ان کے آئینہ میں منہ دیکھنا، ان کی قلم دوات سے لکھنا، ان کے لوٹے یا طشت سے وضو کرنا یا ان کی کرسی پر بیٹھنا، مرد عورت دونوں کے لیے ممنوع ہے۔

☆ چائے کے برتن سونے چاندی کے استعمال کرنا ناجائز ہے۔

☆ سونے چاندی کی چیزیں محض مکان کی آرائش و زینت کے لیے ہوں، مثلاً قرینہ سے یہ برتن و قلم و دوات لگا دیے، کہ مکان آراستہ ہو جائے اس میں حرج نہیں۔ یوہیں سونے چاندی کی کرسیاں یا میز یا تخت وغیرہ سے مکان سجا رکھا ہے، ان پر بیٹھتا نہیں ہے تو حرج نہیں۔

جہیز کی زکوٰۃ

جہیز چونکہ عورت کی ملک ہوتا ہے لہٰذا فرض ہونے کی صورت میں اس کی زکوٰۃ بھی عورت کو دینا ہوگی۔

بیوی کے زیور کی زکوٰۃ

اگر شوہر نے بیوی کو زیور بنوا کر دیا ہو تو اگر وہ زیور بیوی کی ملکیت میں دے چکا ہے تو زکوٰۃ بیوی ادا کرے گی اور اگر محض پہننے کے لئے دیا ہے اور مالک شوہر ہی ہے تو شوہر زکوٰۃ ادا کرے گا۔ (ماخوذ از فتاوٰی رضویہ مُخَرَّجہ، کتاب الزکوٰۃ، ج۱۰، ص۱۴۳)

شوہر کے سمجھانے کے باجود بیوی زکوٰۃ نہ دے تو؟

اگر شوہر کے سمجھانے کے باوجود زوجہ زیور کی زکوٰۃ نہ دے تو اس کا وبال شوہر پر نہیں آئے گا قرآن پاک میں ہے:

اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰىۙ ﴿۳۸﴾ (پ۲۷: النجم ۳۸)

ترجمہ کنز الایمان: کہ کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسری کا بوجھ نہیں اٹھاتی۔

ہاں! اس پر مناسب انداز میں سمجھانا لازم ہے کہ قرآن پاک میں ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ (پ ۲۸، التحریم ٦)

ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔

(ماخوذ از فتاوٰی رضویہ مُخَرَّجہ، کتاب الزکوٰۃ، ج۱۰، ص۱۳۲)

رہن رکھے گئے زیور کی زکوٰۃ

رہن رکھے زیور کی زکوٰۃ نہ رکھنے والے (یعنی مرتہن) پر ہے نہ رکھوانے والے (یعنی راہن) پر کیونکہ رکھنے والے کی ملک نہیں اور رکھوانے والے کے قبضے میں نہیں۔ اور جب رہن رکھنے والا اس زیور کو واپس لے گا تو گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ اس پر واجب نہیں ہوگی۔ (فتاوٰی رضویہ مُخَرَّجہ، کتاب الزکوٰۃ، ج۱۰، ص۱۴۶)

اگر شوہر نے بیوی کا زیور رہن رکھوایا ہو تو؟

رہن رکھا گیا زیور زکوٰۃ کے حساب میں شامل نہیں ہوگا۔

(فتاوٰی رضویہ مُخرَّجہ، کتاب الزکوٰۃ، ج ۱۰، ص ۱۴۷)

زیور کی گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ

اگر کسی کے پاس زیور ہو اور اُس نے کئی سال سے **زکوٰۃ** ادا نہ کی ہو تو گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ کا حساب لگانے کے لئے دیکھا جائے گا کہ صاحبِ نصاب ہونے کے بعد **مقدارِ زیور** میں کوئی **کمی بیشی** ہوئی یا نہیں۔ **اگر نہیں ہوئی تو پہلا سال** ختم ہونے کے دن زیور کی **قیمت معلوم** کرلے اور اس کی زکوٰۃ ادا کرے پھر اگر بچ رہنے والا زیور نصاب کو پہنچے تو اس کی **دوسرے سال** کے اختتام کے دن کی **قیمت معلوم** کرکے زکوٰۃ دے، اس کے بعد بھی بچ رہنے والا زیور نصاب کو پہنچے تو **تیسرے سال** کے اختتامی دن پر زیور کی **قیمت معلوم** کرے اور **زکوٰۃ** دے۔ عَلٰی ھٰذَا القیاس

(ماخوذ از فتاوٰی رضویہ مُخرَّجہ ج ۱۰، ص ۱۲۸)

اور اگر زیور کی مقدار میں **کمی ہوئی ہو یا اضافہ ہوا** ہو تو ہر سال کے اختتامی دن پر **کمی** کو نصاب سے منہا (یعنی خارج) کرلے اور **قیمت معلوم** کرکے زکوٰۃ ادا کرے اور **اگر اضافہ ہوا** ہو تو نصاب میں شامل کرکے زکوٰۃ ادا کرے۔

سونے کا ناجائز استعمال کرنے والے پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟

سونا چاندی کا استعمال چاہے مالک کے لئے جائز ہو یا نہ ہو، اس پر ان کی زکوٰۃ دینا واجب ہے۔ درمختار میں ہے: ''ان دونوں (یعنی سونا اور چاندی) سے بنی ہوئی اشیاء میں چالیسواں حصہ زکوٰۃ لازم ہے اگرچہ یہ ڈلی کی صورت میں ہوں یا زیورات کی صورت میں، ان کا استعمال جائز ہو یا ممنوع۔''

(الدر المختار وردالمحتار، کتاب الزکوٰۃ، باب زکوٰۃ المال، ج ۱، ص ۲۷۰، ملخصاً)

ہیروں اور موتیوں پر زکوٰۃ

ہیروں اور موتی پر زکوٰۃ واجب نہیں اگرچہ ہزاروں کے ہوں، ہاں! اگر تجارت کی نیت سے لئے تو زکوٰۃ واجب ہے۔

(الدرالمختار، کتاب الزکوٰۃ، ج ۳، ص ۲۳۰)

سونے یا چاندی کی کڑھائی پر زکوٰۃ

اگر کپڑوں پر سونے یا چاندی کی کڑھائی کروائی ہو تو اس پر بھی زکوٰۃ ہوگی۔

(فتاویٰ امجدیہ، کتاب الزکوٰۃ، ج ۱، ص ۳۷۷)

حج کے لئے جمع کی جانے والی رقم پر زکوٰۃ

سفرِ حج وزیارتِ مدینہ کے لئے جمع کی جانے والی رقم پر بھی وجوبِ زکوٰۃ کی شرائط پوری ہونے پر زکوٰۃ دینا ہوگی۔ (فتاوٰی رضویہ مُخَرَّجہ، ج ۱۰، ص ۱۴۰)

مالِ تجارت اور اس کی زکوٰۃ

مالِ تجارت کسے کہتے ہیں؟

مالِ تجارت اُس مال کو کہتے ہیں جسے بیچنے کی **نیت** سے خریدا گیا ہے اور اگر خریدنے یا میراث میں ملنے کے **بعد** تجارت کی **نیت** کی تو اب وہ مالِ تجارت **نہیں** کہلائے گا۔(ماخوذ از ردالمحتار، کتاب الزکوٰۃ، باب زکوٰۃ المال، ج۳،ص ۲۲۱)

مثلاً زید نے موٹر سائیکل اس نیت سے خریدی کہ اسے بیچ دوں گا اور نفع کماؤں گا تو یہ مالِ تجارت ہے اور اگر اپنے استعمال کے لیے خریدی تھی، اُس وقت بیچنے کی نیت نہیں تھی صرف استعمال کی تھی مگر خریدنے کے بعد نیت کرلی کہ اچھے دام ملیں گے تو بیچ دوں گا یا پختہ نیت ہی کرلی کہ اب اس کو بیچ ڈالنا ہے تب بھی زکوٰۃ فرض نہیں ہوگی کیونکہ خریدتے وقت کی نیت پر زکوٰۃ کے احکام مرتب ہوں گے۔

وراثت میں چھوڑا ہوا مالِ تجارت

اگر کسی نے وراثت میں مالِ تجارت چھوڑا تو اگر اس کے مرنے کے بعد وارثوں نے **تجارت کی نیّت** کرلی تو **زکوٰۃ** واجب ہے۔(بہارِ شریعت، ج۱، حصہ ۵، مسئلہ ۳۶،ص ۸۸۳)

مالِ تجارت کا نصاب

مالِ تجارت کی کوئی بھی چیز ہو، جس کی **قیمت** سونے یا چاندی کے نصاب (یعنی ساڑھے سات تولے سونے یا ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت) کو پہنچے تو اس پر بھی **زکوٰۃ** واجب ہے۔

(بہارِ شریعت، ج۱، مسئلہ ۴، حصہ ۵، ص ۹۰۳)

مال تجارت کی زکوٰۃ

قیمت کا چالیسواں حصہ (یعنی 2.5%) زکوٰۃ کے طور پر دینا ہوگا۔

(فتاوٰی امجدیہ، ج۱، ص۳۷۸)

مالِ تجارت کے نفع پر زکوٰۃ

زکوٰۃ مال تجارت پر فرض ہوگی نہ صرف نفع پر بلکہ سال مکمل ہونے پر نفع کی موجودہ مقدار اور مال تجارت دونوں پر زکوٰۃ ہے۔

(فتاوٰی رضویہ مُخَرَّجہ، کتاب الزکوٰۃ، ج۱۰، ص۱۵۸)

مال تجارت کی زکوٰۃ کا حساب

مالِ تجارت کی زکوٰۃ دینے کے لئے اسکی کی قیمت لگوالی جائے پھر اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ دے دی جائے۔ (ماخوذاً فتاوٰی امجدیہ ج۱ ص۳۷۸)

قیمت وقت خریداری کی یا سال تمام ہونے کی؟

مالِ تجارت میں سال گزرنے پر جو قیمت ہوگی اس کا اعتبار ہے۔

(بہارِ شریعت، ج۱، حصہ۵، مسئلہ ۱۶، ص۹۰۷)

ہول سیل کاروبار کرنے والے کے لئے زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ

ہول سیل کاروبار کرنے والا شخص جس دن جس وقت مالکِ نصاب ہوا تھا دیگر شرائط پائے جانے اور سال گزرنے پر جب وہ دن وہ وقت آئے تو جتنا مال موجود ہے حساب لگا کر اس کی فوراً زکوٰۃ ادا کرے اور جو اُدھار میں گیا ہوا ہے اس کا حساب اپنے پاس محفوظ کرلے اور جب اس میں سے مقدارِ نصاب کا پانچواں حصہ

وصول ہو تو اس وصول شدہ حصے کی زکوٰۃ کی ادائیگی کرے، اسی حساب سے جتنا مال ملتا جائے اتنے حصے کی زکوٰۃ ادا کرتا جائے۔(ردالمحتار، کتاب الزکوٰۃ،مطلب فی وجوب الزکوٰۃ...الخ، ج۳،ص ۲۸۱) لیکن آسانی اسی میں ہے کہ اُدھار میں گئے ہوئے مال کی زکوٰۃ بھی ابھی ادا کردے تاکہ بار بار کے حساب سے نجات ملے۔

(فتاویٰ رضویہ مُخرَّجہ،ج۱۰،ص۱۳۳)

اُدھار میں لیا ہوا مال

اُدھار میں لئے ہوئے مال کو اصل مال سے تفریق کرے جو باقی بچے اس کی زکوٰۃ ادا کرے۔

ہول سیل (تھوک) کے نرخ کا اعتبار ہوگا یا ریٹیل (پرچون) کا

ہول سیل کا کاروبار کرنے والے ہول سیل کے نرخ کے اعتبار سے اور پرچون کا کاروبار کرنے والے ریٹل (پرچون) کے نرخ کے اعتبار سے قیمت نکالیں گے۔

حساب کا طریقہ

مالِ تجارت کی زکوٰۃ دینے والے کو چاہئیے کہ وہ زکوٰۃ کا حساب اس طرح کرے:

موجودہ سامانِ تجارت کی قیمت	:........................
کرنسی نوٹ	:........................
اُدھار میں گئی ہوئی رقم	:........................
اُدھار میں گیا ہوا سامانِ تجارت	:........................
میزان	:........................

پھر اس میں سے ادھار لی ہوئی رقم یا اُدھار میں لئے ہوئے سامانِ تجارت کی قیمت **تفریق** کردے اب جو باقی بچے اس کا اڑھائی فیصد (2.5%) بطورِ زکوٰۃ ادا کرے۔ **یاد رہے** کہ اُدھار میں گئی ہوئی رقم یا سامانِ تجارت کی زکوٰۃ فی الحال ادا کرنا واجب نہیں، لیکن **آسانی** کی خاطر اسے حساب میں شامل کیا گیا ہے۔

کیا ہر سال زکوٰۃ دینا ہوگی؟

مالِ تجارت جب تک خود یا دیگر اموال سے مل کر نصاب کو پہنچتا رہے گا، وجوبِ زکوٰۃ کی دیگر شرائط مکمل ہونے پر اس پر **ہر سال** زکوٰۃ واجب ہوتی رہے گی۔

(ماخوذ از فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ کتاب الزکوٰۃ، ج ۱۰، ص ۱۵۵)

خریدنے کے بعد نیت بدل جانا

اگر کسی نے کوئی چیز مثلاً کار وغیرہ تجارت کی نیت سے خریدی، مگر جب دیکھا یہ کار استعمال کے لیے بہتر ہے تو بیچنے کا ارادہ ترک کر دیا، کچھ دنوں بعد اسے رقم کی ضرورت پیش آ گئی اس نے کار کو بیچنے کی نیت کر لی مگر سال بھر تک نہ بک سکی تو اس کار پر زکوٰۃ نہیں بنے گی کیونکہ اگر مال تجارت کے بارے میں ایک مرتبہ تجارت کی نیت تبدیل ہوگئی یا اس کو بیچنے کا ارادہ ترک کر دیا پھر اس پر تجارت کی نیت کی تو وہ چیز دوبارہ مال تجارت نہیں بن سکتی۔

دُکان کی زکوٰۃ

کاروبار کے لئے دکان خریدی تو شاملِ نصاب نہیں ہوگی۔ فتاویٰ شامی میں ہے: ''دکانوں اور جاگیروں میں (زکوٰۃ نہیں)۔''

(الدر المحتار وردالمحتار، کتاب الزکوٰۃ، مطلب فی زکوٰۃ ثمن المبیع، ج ۳، ص ۲۱۷)

ایڈوانس پر زکوٰۃ

کرائے پر دکان یا مکان لینے کے لئے ایڈوانس دیا، نصاب میں شامل ہوگا کیونکہ دکان یا مکان کرائے پر لینے کے لئے دیا جانے والا ایڈوانس یا ڈپازٹ ہمارے عُرف میں **قرض** کی ایک صورت ہے۔ لہٰذا یہ بھی **شاملِ نصاب** ہوگا۔

(وقار الفتاوٰی، ج۱، ص۲۳۹)

دھوبی کے صابن اور رنگساز کے رنگ پر زکوٰۃ

اس سلسلے میں **اُصول** یہ ہے کہ ایسی چیز خریدی جس سے کوئی کام کرے گا اور کام میں اس کا **اثر** باقی رہے گا اور وہ بقدرِ نصاب ہو تو اس پر سال گزرنے پر **زکوٰۃ** فرض ہو جائے گی اور اگر وہ ایسی چیز ہو جس کا **اثر** باقی نہیں رہتا تو اگرچہ بقدرِ نصاب ہو اور سال بھی گزر جائے **زکوٰۃ** فرض نہیں ہوگی۔ چنانچہ دھوبی پر صابن کی **زکوٰۃ** فرض نہیں ہے کیونکہ دھوبی کا صابن **فَـنَـا** (یعنی ختم) ہو جاتا ہے لہٰذا ایسی چیز پر **زکوٰۃ** نہیں جبکہ **رنگساز** پر زکوٰۃ ہوگی کیونکہ رنگ کپڑے پر باقی رہتا ہے اس لئے اس پر **زکوٰۃ** ہوگی۔ (الفتاوی الھندیة، کتاب الزکوٰۃ، الباب الاول، ج۱، ص۱۷۲ ملخصاً)

خوشبو بیچنے والے کی شیشیوں پر زکوٰۃ

عطر فروش کے پاس **2** قسم کی شیشیاں ہوتی ہیں؛ **ایک** وہ چھوٹی شیشیاں جو عطر کے ساتھ فروخت ہوتی ہیں، ان پر **زکوٰۃ** ہوگی اور **دوسری** وہ بڑی بوتلیں یا شیشے کے جار جن میں عطر بھر کر دکان یا گھر پر رکھتے ہیں بیچتے نہیں ہیں، ان پر **زکوٰۃ** نہیں ہے۔ (ردالمحتار، کتاب الزکوٰۃ، مطلب فی زکوٰۃ ثمن... الخ، ج۳، ص۲۱۸ ملخصاً)

نان بائی پر زکوٰۃ

نان بائی (یعنی روٹیاں پکانے والا) روٹی پکانے کے لئے جو **لکڑیاں** یا آٹے میں ڈالنے کے لئے **نمک** خریدتا ہے، ان میں **زکوٰۃ** نہیں اور روٹیوں پر لگانے کے لئے **تِل** خریدے تو ان میں **زکوٰۃ** ہے۔

(الفتاوی الهندية، كتاب الزكوٰة ،الباب الاول ، ج ١، ص ١٨٠)

کتابوں پر زکوٰۃ

اگر کسی کے پاس بہت ساری کتابیں ہوں تو اس پر **زکوٰۃ** واجب نہیں ہوگی کیونکہ کتابوں پر زکوٰۃ واجب نہیں جبکہ **تجارت** کے لئے نہ ہوں۔

(الدر المحتار وردالمحتار، كتاب الزكوٰة، مطلب فی زكوٰة ثمن المبيع، ج٣، ص ٢١٧)

کرائے پر دیئے گئے مکان پر زکوٰۃ

وہ مکانات جو **کرائے** پر اٹھانے کے لئے ہوں اگرچہ پچاس کروڑ کے ہوں ان پر **زکوٰۃ** نہیں ہے، ہاں! ان سے حاصل ہونے والا نفع تنہا یا دیگر مال کے ساتھ مل کر **نصاب** کو پہنچ جائے تو زکوٰۃ کی دیگر شرائط پائے جانے پر اس پر **زکوٰۃ** دینا ہوگی۔

(فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجَہ، ج١٠، ص١٦١ ملخصاً)

کرائے پر چلنے والی گاڑیوں اور بسوں پر زکوٰۃ

کرائے پر چلنے والی گاڑیوں یا بسوں پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی، ہاں! ان کی **آمدنی** پر فرض ہوگی۔ (فتاویٰ فقیہ ملت، کتاب الزکوٰۃ، ج١، ص٣٠٦)

گھریلو سامان پر زکوٰۃ

جس کے پاس ٹی وی، کمپیوٹر، فریج اور واشنگ مشین (اوون، اے، سی) وغیرہ ہوں تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ اس لئے کہ یہ سب گھریلو سامان ہیں، خواہ انہیں استعمال کرتا ہو یا نہیں کیونکہ یہ **مالِ نامی** نہیں ہیں۔

(وقار الفتاویٰ، کتاب الزکوٰۃ، ج ۲، ص ۳۸۹)

سجاوٹ کی اشیاء پر زکوٰۃ

مکان کی سجاوٹ کی اشیاء مثلاً تانبے، چینی کے برتن وغیرہ پر **زکوٰۃ** نہیں، اگرچہ لاکھوں روپے کی ہوں۔ (فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ کتاب الزکوٰۃ، ج ۱۰، ص ۱۶۱)

بیعانہ میں دی گئی رقم پر زکوٰۃ

ہمارے ہاں بیعانہ زرِ ضمانت کے طور پر عموماً خرید و فروخت سے پہلے اس لئے دیا جاتا ہے کہ اس چیز کو ہم ہی خریدیں گے۔ یہ بیعانہ محض **امانت** یا اجازتِ استعمال کی صورت میں **قرض** ہوتا ہے، دونوں صورتوں میں یہ بیعانہ بھی **شاملِ نصاب** ہوگا۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ ج ۱۰، ص ۱۴۹)

خریدی گئی چیز پر قبضہ سے پہلے زکوٰۃ

اگر کسی نے کوئی چیز خریدی مگر قبضہ نہیں کیا تو ایسی صورت میں خریدار یا بیچنے والے کسی پر **زکوٰۃ** نہیں۔ خریدار پر اس لئے نہیں کہ قبضہ نہ ہونے کے سبب اس کی **مِلک**

کامل نہیں ہوئی جو کہ وجوبِ زکوٰۃ کے لئے **شرط** ہے اور بیچنے والے پر اس لئے نہیں کہ بیچ دینے کے سبب وہ اس کا **مالک** نہ رہا، ہاں! **قبضہ** ہونے کے بعد خریدار کو اِس سال کی بھی **زکوٰۃ** دینا ہوگی۔ صدر الشریعہ، بدر الطریقہ مفتی **محمد امجد علی اعظمی** علیہ رحمۃ اللہ الغنی **بہارِ شریعت** ج 1، حصہ 5، صفحہ 878 میں **لکھتے ہیں**: جو مال تجارت کے لیے خریدا اور سال بھر تک اس پر قبضہ نہ کیا تو قبضہ کے قبل مشتری پر **زکوٰۃ** واجب نہیں اور قبضہ کے بعد اس سال کی بھی **زکوٰۃ** واجب ہے۔ (الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الزکاۃ، مطلب في زکاۃ ثمن المبیع وفاء، ج۳، ص ۲۱۵، بہارشریعت، ج۱، مسئلہ۱۶، حصہ۵، ص۸۷۸)

کرنسی نوٹ کی زکوٰۃ

کرنسی نوٹ کی زکوٰۃ بھی واجب ہے، جب تک ان کا رواج اور چلن ہو۔ (بہارشریعت، ج۱، مسئلہ نمبر۹، حصہ۵، ص۹۰۵)

نوٹ کا نصاب

جب نوٹوں کی قیمت سونے یا چاندی کے نصاب کو پہنچے تو ان پر بھی **زکوٰۃ** واجب ہے۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت، مسئلہ نمبر۹، حصہ۵، ص۴۰)

نوٹ کی زکوٰۃ کا حساب

نصاب کا چالیسواں حصہ (یعنی %2.5) زکوٰۃ کے طور پر دینا ہوگا۔

(فتاوٰی امجدیہ، ج۱، ص۳۷۸)

کرنسی نوٹوں کی زکوٰۃ کا جدول

رقم	زکوٰۃ	رقم	زکوٰۃ
سو روپے	2.5 (یعنی اڑھائی روپے)	دس لاکھ روپے	25,000 روپے
ہزار روپے	25 روپے	ایک کروڑ روپے	2,50,000 روپے
دس ہزار روپے	250 روپے	دس کروڑ روپے	25,00000
ایک لاکھ روپے	25,00 روپے	ایک ارب	2,50,00000

بیٹیوں کی شادی کے لئے جمع کی گئی رقم پر زکوٰۃ

اگر بیٹیوں کی شادی کے لئے رقم جمع کی اور ان کے بالغ ہونے سے پہلے ان کی مِلک کر دیا تو بچیوں کے بالغ ہونے تک ان پر زکوٰۃ فرض نہیں ہوگی کیونکہ نابالغ پر زکوٰۃ فرض نہیں ہوتی اور بالغ ہونے کے بعد اگر شرائط پائی گئیں تو ان پر زکوٰۃ واجب ہو جائے گی۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ، ج ۱۰، ص ۱۴۴)

امانت میں دی گئی رقم پر زکوٰۃ

مالک کی اجازت سے امانت کی رقم خرچ کی تو اس کی زکوٰۃ مالک کے ذمے ہے۔ (حبیب الفتاویٰ، ص ۶۳۷)

انشورنس کی رقم پر زکوٰۃ

انشورنس میں جمع کروائی گئی رقم اگر تنہا یا دیگر اموال سے مل کر نصاب کو پہنچتی ہے تو اس پر بھی زکوٰۃ ہوگی۔

حج کے لئے جمع کروائی گئی رقم پر زکوٰۃ

عموماً حج کے لئے جمع کرائی گئی رقم میں سے کچھ **کرایوں** کے مد میں کاٹ لی جاتی ہے اور کچھ حاجی کو عرب شریف میں دیگر **اخراجات** کے لئے دی جاتی ہے۔ کرایوں کی مد میں کٹ جانے والی رقم حاجی کی **ملکیت** نہ رہی کیونکہ اجارے میں بطورِ ایڈوانس دی جانے والی رقم مالک کی **مِلک** نہیں رہتی بلکہ لینے والے کی **مِلک** ہو جاتی ہے چنانچہ یہ رقم **شاملِ نصاب** نہ ہوگی۔ دیارِ عرب میں ملنے والی رقم اسی کی **ملکیت** ہے اور اس کا حکم ہمارے عرف میں **قرض** کا ہے، اس لئے اگر یہ رقم تنہا یا دیگر اموال سے مل کر **نصاب** کو پہنچ جائے اور ان اموال پر سال بھی پورا ہو چکا ہو تو اس کی **زکوٰۃ** فرض ہو جائے گی لیکن جمع کروائی گئی رقم کی زکوٰۃ اُس **وقت** دینا واجب ہے جب مقدارِ نصاب کا کم از کم **پانچواں حصہ** وصول ہو جائے۔

(ماخوذ از فتاوی اہلسنّت، سلسلہ نمبر 4، ص ۲۷، ۲۸)

پراویڈنٹ فنڈ پر زکوٰۃ

چونکہ یہ فنڈ مالک کی **مِلک** ہوتا ہے اس لئے اگر ملازم مالک نصاب ہے تو جب سے یہ رقم جمع ہونا شروع ہوئی اُسی وقت سے اِس رقم کی بھی **زکوٰۃ** ہر سال فرض ہوتی رہے گی۔ (فتاوٰی فیض الرسول، حصّہ اوّل، ص ۴۷۹) لیکن **ادائیگی** اس وقت واجب ہوگی جب مقدارِ نصاب کا کم از کم **پانچواں حصہ** وصول ہو جائے۔ (ماخوذ از فتاوٰی فقیہ ملت ج ۱، ص ۳۲۰)

ملازمین کو ملنے والے بونس پر زکوٰۃ

سرکاری یا نجی اداروں کے ملازمین کو سال کے آخر پر کچھ مخصوص رقم تنخواہ کے علاوہ بھی دی جاتی ہے جسے **بونس** کہتے ہے۔ یہ ایک طرح کا **انعام** ہے جس کی شرعی حیثیت **مالِ موہوب** (یعنی ہبہ کئے ہوئے مال) کی ہے چنانچہ اس پر قبضہ کے بغیر **ملکیت** ثابت نہیں ہوگی، ملازم بعدِ قبضہ ہی اس کا مالک ہوگا پھر اگر وہ تنہا یا دیگر اموالِ زکوٰۃ سے مل کر نصاب کو پہنچے تب اس پر **زکوٰۃ** واجب ہوگی۔ (جدید مسائلِ زکوٰۃ، ص۴)

بینک میں جمع کراوائی گئی رقم پر زکوٰۃ

بینک میں رقم اگرچہ امانت کے طور پر رکھوائی جاتی ہے مگر ہمارے عرف میں **قرض** شمار ہوتی ہے کیونکہ دینے والے کو معلوم ہوتا ہے کہ اس کی رقم بینک انتظامیہ کاروبار وغیرہ میں لگائے گی۔ چنانچہ اس رقم پر بھی **زکوٰۃ** واجب ہوگی مگر ادا اس وقت کی جائے گی جب نصاب کا کم از کم **پانچواں حصہ** وصول ہو جائے۔

(ماخوذ از فتاوٰی امجدیہ، کتاب الزکوٰۃ، ج ۱، ص ۳۶۸)

فقیہ اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ رحمۃ اللہ الھادی فتاوٰی امجدیہ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں: آسانی اسی میں ہے کہ جتنے روپے جمع ہوں، سب کی **زکوٰۃ** سال بسال دیتا جائے۔ معلوم نہیں کب موت آئے اور وارثین زکوٰۃ دیں نہ دیں، شیطان کو بہکاتے دیر نہیں لگتی۔

بِیسی (کمیٹی) کی رقم پرزکوٰۃ

بیسی (کمیٹی) کا معاملہ بھی **قرض** کی طرح ہے، لہٰذا دیکھا جائے گا کہ اس کو بیسی (کمیٹی) مل چکی ہے یا نہیں؟ پوری کمیٹی ملنے کی صورت میں اس کی بھری ہوئی رقم پر **زکوٰۃ** ہوگی جتنی رقم بھرنا باقی ہے وہ نصاب میں شامل نہیں ہوگی کیونکہ یہ اس پر ایک طرح سے **قرض** ہے۔

اور اگر بیسی (کمیٹی) نہیں ملی تو نصاب پورا ہونے اور دیگر شرائطِ زکوٰۃ پائے جانے کی صورت میں سال گزرنے پر **زکوٰۃ** فرض ہو جائے گی لیکن ادائیگی اس وقت لازم ہوگی جب مقدارِ نصاب کا کم از کم **پانچواں حصہ** وصول ہو جائے، لہٰذا! اس وصول شدہ حصے کی **زکوٰۃ** ادا کی جائے گی۔ (فتاویٰ اہلِ سنت، سلسلہ نمبر ۴، ص ۱۰، ملخصاً)

حساب کا طریقہ

بیسی بھرنے والے کو چاہئے کہ اگر وہ بیسی وصول کر چکا ہے تو زکوٰۃ کا حساب اس طرح کرے:

وصول ہونے والی رقم	:....................
بقیہ اقساط کی رقم (خارج کرے)	:....................
کل رقم	:....................

اب اس کل رقم کا اڑھائی فیصد 2.5% بطورِ زکوٰۃ ادا کرے۔

قرض اور زکوٰۃ

مَدیُون پرزکوٰۃ؟

مَدیُون[1] پر اتنا دَین ہو کہ اگر وہ اِسے ادا کرتا ہے تو نصاب باقی رہتا ہے تو اس پرزکوٰۃ فرض ہوگی اور اگر باقی نہ رہتا ہو تو زکوٰۃ فرض نہیں ہوگی۔

صدرالشریعہ، بدرالطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی (اَلْمُتَوَفّٰی ۱۳۷۶ھ) بہارِشریعت، جلد اوّل، حصہ 5 صفحہ 878 پر لکھتے ہیں: ''نصاب کا مالک ہے مگر اس پر دَین ہے کہ ادا کرنے کے بعد نصاب نہیں رہتی تو زکوٰۃ واجب نہیں، خواہ وہ دَین بندہ کا ہو، جیسے قرض، زرِثمن (کسی خریدی گئی چیز کے دام) کسی چیز کا تاوان یا اللہ عَزَّوَجَلَّ کا دَین ہو، جیسے زکوٰۃ، خراج۔ مثلاً کوئی شخص صرف ایک نصاب کا مالک ہے اور دو سال گزر گئے کہ زکوٰۃ نہیں دی تو صرف پہلے سال کی زکوٰۃ واجب ہے دوسرے سال کی نہیں کہ پہلے سال کی زکوٰۃ اس پر دَین ہے اس کے نکالنے کے بعد نصاب باقی نہیں رہتی، لہٰذا دوسرے سال کی زکوٰۃ واجب نہیں۔

(الفتاوی الهندية، كتاب الزكاة، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۲۔۱۷۴، و ردالمحتار، كتاب الزكاة، مطلب: الفرق بين السبب والشرط والعلة، ج۳، ص۲۱۰)

---

[1] مَدیُون اس شخص کو کہتے ہیں جس پر کسی کا دَین ہو، جو چیز وَاجِب فِی الذِّمَہ (یعنی کسی کے ذمہ واجب) ہو کسی ''عقد'' مثلاً ''بیع'' یا ''اِجارہ'' کی وجہ سے یا کسی چیز کے ہلاک کرنے سے اس کے ذمہ ''تاوان'' واجب ہوا یا ''قرض'' کی وجہ سے واجب ہوا، اِن سب کو ''دَین'' کہتے ہیں۔ ''دَین'' کی ایک خاص صورت کا نام ''قرض'' ہے جس کو لوگ ''دستگرداں'' کہتے ہیں ہر ''دَین'' کو آج کل لوگ ''قرض'' بولا کرتے ہیں یہ ''فقہ'' کی اِصطلاح کے خلاف ہے۔ (بہارِشریعت، حصہ ۱۱، ص ۱۳۰)

اگر خود مَدیُون نہ ہو مگر مَدیُون کا ضامِن ہو تو؟

اگر خود مدیُون نہیں مگر مدیُون کا **کفیل** ہے اور کَفالَت [1] کے روپے نکالنے کے بعد نصاب باقی نہیں رہتا، **زکوٰۃ** واجب نہیں، مثلاً زید کے پاس 1000 روپے ہیں اور بکر نے کسی سے ہزار قرض لیے اور زید نے اس کی کفالت کی تو زید پر اس صورت میں **زکوٰۃ** واجب نہیں کہ زید کے پاس اگرچہ روپے ہیں مگر بکر کے قرض میں مُستَغرَق ہیں کہ قرض خواہ کو اختیار ہے زید سے مطالبہ کرے اور روپے نہ ملنے پر یہ اختیار ہے کہ زید کو قید کرادے تو یہ روپے دَین میں مُستَغرَق ہیں، لہٰذا **زکوٰۃ** واجب نہیں۔

(ردالمحتار، کتاب الزکاۃ، مطلب: الفرق بین السبب والشرط والعلۃ، ج۳، ص ۲۱۰)

کیا ہر طرح کا دَین وجوبِ زکوٰۃ میں رکاوٹ بنے گا؟

جس دَین (یعنی قرض وغیرہ) کا مطالبہ بندوں کی طرف سے نہ ہو اس کا اس جگہ اعتبار نہیں یعنی وہ **مانعِ زکوٰۃ** نہیں مثلاً نذر و کفارہ و صدقۂ فطر و حج و قربانی کہ اگر ان کے مصارف نصاب سے نکالیں تو اگرچہ نصاب باقی نہ رہے **زکوٰۃ** واجب ہے۔

(الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الزکاۃ، مطلب: الفرق بین السبب والشرط والعلۃ، ج۳، ص ۲۱۱. وغیرھما)

سال گزرنے کے بعد مقروض ہو گیا تو؟

اگر نصاب پر سال گزرنے کے بعد مقروض ہو گیا تو **زکوٰۃ** ادا کرنا ہوگی **کیونکہ** قرض اس وقت زکوٰۃ کی ادائیگی میں مانع (رکاوٹ) ہوگا جب زکوٰۃ فرض

---

[1]: اصطلاحِ شرع میں کفالت کے معنی یہ ہیں کہ ایک شخص اپنے ذمّہ کو دوسرے کے ذمّہ کے ساتھ مطالبہ میں ضم کر (یعنی ملا) دے یعنی مطالبہ ایک شخص کے ذمہ تھا دوسرے نے بھی مطالبہ اپنے ذمہ لے لیا۔ تفصیلی معلومات کے لئے بہارِ شریعت حصّہ 12 کا مطالعہ کیجئے۔

ہونے سے پہلے کا ہوا گر نصاب پر سال گزرنے کے بعد مقروض ہوا تو اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ (ردالمحتار، کتاب الزکوٰۃ، مطلب فی زکوٰۃ ثمن المبیع، ج۳، ص۲۱۵)

مہر اور زکوٰۃ

عورتوں کا مہر عموماً مؤخر ہوتا ہے یعنی جن کا مطالبہ بعدِ موت یا طلاق کے بعد ہی کیا جاتا ہے۔ مرد کو اپنے تمام مصارِف (یعنی اخراجات) میں یہ خیال تک نہیں آتا کہ مجھ پر دَین (یعنی قرض) ہے، اس لئے ایسا مہر زکوٰۃ کے واجب ہونے میں رکاوٹ نہیں ہے چنانچہ جس کے ذمے مہر ہو اس پر دیگر شرائط پوری ہونے پر زکوٰۃ فرض ہوجائے گی۔ (ماخوذ از الفتاوی الهندیة، کتاب الزکوٰۃ، الباب الاول، ج۱، ص۱۷۳)

عورت پر اس کے مہر کی زکوٰۃ

مہر دو قسم کا ہوتا ہے، **مُعَجَّل** (یعنی خلوت سے پہلے مہر دینا قرار پایا ہے) اور غیرِ **مُعَجَّل** (جس کے لئے کوئی میعاد مقرر ہو)، اگر عورت کا مہرِ معجّل نصاب کے بقدر ہو تو اس کا کم از کم پانچواں حصہ وصول ہونے پر اس کی زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہوگا اور غیر معجّل مہر میں عموماً ادائیگی کا وقت طے نہیں ہوتا اور اس کا مطالبہ عورت طلاق یا شوہر کی موت سے پہلے نہیں کر سکتی۔ اس پر وصول کرنے کے بعد شرائط پوری ہونے کی صورت میں زکوٰۃ فرض ہوگی۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ، ج۱۰، ص۱۶۹)

مقروض شوہر کی زوجہ پر زکوٰۃ

بیوی اور شوہر کا معاملہ دنیاوی اعتبار سے کتنا ہی ایک کیوں نہ ہو مگر زکوٰۃ کے معاملے میں جدا جدا ہیں، لہٰذا، شوہر پر چاہے کتنا ہی **قرض** ہو شرائطِ وجوبِ زکوٰۃ پوری

ہونے پر بیوی پر زکوٰۃ واجب ہوجائے گی۔(فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ کتاب الزکوٰۃ،ج۱۰،ص۱۶۸ملخصاً)

دَین (قرض) کا حکم

ہماری جو رقم کسی کے ذمے ہو اسے **دَین** کہتے ہیں اس کی 3 قسمیں ہیں اور ہر ایک کا حکم الگ الگ ہے:

(۱) دَین قوِی:

دین قَوِی اسے کہتے ہیں جو ہم نے کسی کو **قرض** دیا ہوا ہو،......یا تجارت کا مال **اُدھار** بیچا ہو،......یا کوئی زمین یا مکان تجارت کی غرض سے خرید کر کرائے پر دیا اور وہ **کرایہ** کسی کے ذمے ہو۔

حکم: اس کی **زکوٰۃ** ہر سال فرض ہوتی رہے گی لیکن ادا کرنا اس وقت واجب ہوگا جب مقدارِ نصاب کا کم از کم **پانچواں حصہ** وصول ہوجائے تو اس پانچویں حصے کی **زکوٰۃ** دینا ہوگی ،مثلاً 50,000 روپے نصاب ہو تو جب اس کا پانچواں حصہ 10,000 روپے وصول ہر جائیں تو اس کا چالیسواں حصہ 250 روپے بطورِ زکوٰۃ دینا واجب ہوگا۔البتہ آسانی اس میں ہے کہ ہر سال اس کی بھی **زکوٰۃ** ادا کردی جائے۔

(۲) دَین مُتَوَسِّط:

دَین مُتَوَسِّط اسے کہتے ہیں جو غیر تجارتی مال کا عوض یا بدل ہو جیسے گھر کی کرسی یا چارپائی یا دیگر سامان بیچا اور اس کی قیمت لینے والے پر اُدھار ہو۔

حکم : اس میں بھی **زکوٰۃ** فرض ہوگی مگر ادائیگی اُس وقت واجب ہوگی جب بقدرِ نصاب پوری رقم آجائے۔

(۳) دَین ضعیف:

وہ ہے جو غیرِ مال کا **بدل** ہو جیسے مہر اور مکان یا دکان کا کرایہ کہ نفع کا بدلہ ہے مال کا نہیں۔

حکم: اس میں گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔ جب قبضہ میں آ جائے اور شرائطِ زکوٰۃ پائی جائیں تو سال گزرنے پر زکوٰۃ فرض ہوگی۔(الدرالمختار، کتاب الزکوٰۃ ،باب زکوٰۃالمال ج۳،ص ۲۸۱ ملخصاً: بھارِ شریعت ،حصہ ۵، ص۹۰۶)

قرض کی واپسی کی امید نہ ہو تو؟

جس کے ذمے ہمارا دَین (قوی یا ضعیف) ہو اور وہ لاپتہ ہو گیا، یا اس نے ہمارا مقروض ہونے سے انکار کر دیا اور ہمارے پاس گواہ بھی نہیں، الغرض قرض کی واپسی کی کوئی امید نہ رہی تو اب ہم پر زکوٰۃ دینا واجب نہیں۔

پھر اگر خوش قسمتی سے اس نے قرض لوٹا دیا تو ایسی صورت میں گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔

(الدر المختار وردالمحتار، کتاب الزکوٰۃ،مطلب فی زکوٰۃ ثمن المبیع، ج۳،ص۲۱۸)

زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد مال میں کمی کا حکم

مال میں کمی کی **3** صورتیں ہیں:

(۱) اِستِہلاک:

یعنی رقم ضائع ہونے میں اس کے فعل کو **دخل** ہو مثلاً خرچ کر ڈالا، پھینک دیا یا کسی غنی کو ہبہ کر دیا (یعنی تحفۃً دے دیا) یا کسی نذر یا کفارے یا کسی اور صدقۂ واجبہ کی نیت

سے صدقہ کردیا۔ اس صورت میں اگرچہ سارا مال جاتا رہے **مگر زکوٰۃ** سے کچھ بھی ساقط نہ ہوگا **مکمل زکوٰۃ** دینا ہوگی۔ **فتاویٰ سراجیه** میں ہے: ''اگر نصاب کوکسی نے ہلاک کردیا تو زکوٰۃ ساقط نہ ہوگی۔'' (فتاوی سراجیه، کتاب الزکوٰۃ، باب سقوط الزکوٰۃ، ج۳، ص۲۵) اور **درمختار** میں ہے: ''جب کسی نے نذر کی نیت کرلی یا کسی اور واجب کی تو درست ہے **مگر زکوٰۃ** کی ضمانت دینی ہوگی۔''

(الدرالمختار، کتاب الزکوٰۃ، باب سقوط الزکوٰۃ، ج۳، ص۲۲۵)

(۲) تَصَدُّق:

یعنی اگر مطلقاً صدقہ کیا یا کسی واجب یا نذر کی ادائیگی کی نیت کئے بغیر کسی محتاج فقیر کو دے دیا تو تمام مال صدقہ کرنے کی صورت میں **زکوٰۃ** ساقط ہوگئی۔ **فتاویٰ عالمگیری** میں ہے: ''جس نے تمام مال صدقہ کردیا اور زکوٰۃ کی نیت نہ کی تو اس سے فرض ساقط ہوجائے گا۔'' (الفتاوی الهندية، کتاب الزکوٰۃ، الباب الاول، ج۱، ص۱۷۱)

اور اگر کچھ مال صدقہ کیا تو اس کی زکوٰۃ ساقط نہ ہوگی، پوری زکوٰۃ دینا ہوگی۔ (فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ، ج۱۰، ص۹۳)

(۳) ھلاک:

اس کی صورت یہ ہے کہ اس کے فعل کے بغیر تلف یا ضائع ہوگیا مثلاً چوری ہوگئی یا کسی کو قرض دے دیا پھر وہ مُکر گیا اور اس کے پاس گواہ بھی نہیں یا قرض دار فوت ہوگیا اور اس نے کوئی ترکہ نہیں چھوڑا یا مال کسی فقیر پر دَین (یعنی قرض) تھا اس نے اسے معاف کردیا۔ اس کا حکم یہ ہے کہ جتنا **ہلاک** ہوا اس کی **ساقط** اور جو باقی ہے اس کی واجب اگرچہ وہ بقدرِ نصاب نہ ہو۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ، ج۱۰، ص۹۱، ۹۵)

مَصارِف زکوٰۃ

زکوٰۃ کسے دَی جائے؟

اِن لوگوں کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے:

(1) فقیر (2) مِسکین (3) عامِل (4) رِقاب (5) غارِم (6) فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہ (۷) اِبن سبیل (یعنی مسافر)

(الفتاوی الھندیة، کتاب الزکوٰۃ، الباب السابع فی المصارف ،ج۱،ص۱۸۷)

اِن کی تفصیل

فقیر: وہ ہے کہ (الف) جس کے پاس کچھ نہ کچھ ہو مگر اتنا نہ ہو کہ نِصاب کو پَہُنچ جائے (ب) یا نِصاب کی قَدَر تو ہو مگر اس کی حاجتِ اَصلِیّہ (یعنی ضَروریاتِ زندَگی) میں مُستَغرَق (گِھرا ہوا) ہو۔ مَثَلاً رہنے کا مکان، خانہ داری کا سامان، سُواری کے جانور (یا اسکوٹر یا کار) کاریگروں کے اَوزار، پہننے کے کپڑے، خِدمت کیلئے لونڈی، غلام، عِلمی شُغل رکھنے والے کے لیے اسلامی کتابیں جو اس کی ضَرورت سے زائد نہ ہوں (ج) اِسی طرح اگر مَدیُون (مَقروض) ہے اور دَین (قرضہ) نکالنے کے بعد نِصاب باقی نہ رہے تو **فقیر** ہے اگرچہ اس کے پاس ایک تو کیا کئی نِصابیں ہوں۔

(رَدُّالمُحتَار ج ۳ ص ۳۳۳ ، بہارِشریعت، ج ۱، مسئلہ نمبر ۲، حصہ ۵ ص ۹۲۴)

مِسکین: وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو یہاں تک کہ کھانے اور بدن چُھپانے کیلئے اِس کا مُحتاج ہے کہ لوگوں سے سُوال کرے اور اسے سُوال حلال ہے۔ **فقیر** کو (یعنی جس کے

پاس کم از کم ایک دن کا کھانے کیلئے اور پہننے کیلئے موجود ہے) **بغیر ضرورت و مجبوری سُوال حرام ہے۔** (الفتاوٰی الھندیۃ، کتاب الزکوٰۃ،الباب السابع فی المصارف ،ج۱،ص۱۸۷)

عامِل: وہ ہے جسے بادشاہِ اسلام نے زکوٰۃ اور عشر وصول کرنے کے لئے مقرر کیا ہو۔(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الزکوٰۃ،الباب السابع فی المصارف ،ج۱،ص۱۸۸)

نوٹ: صدرالشریعہ بدرالطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی بہارِ شریعت میں فرماتے ہیں کہ "عامل اگرچہ غنی ہو اپنے کام کی اجرت لے سکتا ہے اور ہاشمی ہو تو اس کو مال زکوٰۃ میں سے دینا بھی ناجائز اور اسے لینا بھی ناجائز، ہاں اگر کسی اور مد (یعنی ضمن) میں دیں تو لینے میں حرج نہیں۔ (بہارِ شریعت، ج ا، مسئلہ نمبر ۶، حصہ ۵، ص ۹۲۵)

رِقاب: سے مراد مکاتب ہے۔ مکاتب اس غلام کو کہتے ہیں جس سے اس کے آقا نے اس کی آزادی کے لئے کچھ قیمت ادا کرنا طے کی ہو، فی زمانہ رقاب موجود نہیں ہیں۔

غارِم: اس سے مراد مقروض ہے یعنی اس پر اتنا قرض ہو کہ دینے کے بعد زکوٰۃ کا نصاب باقی نہ رہے اگرچہ اس کا بھی دوسروں پر قرض باقی ہو مگر لینے پر قدرت نہ رکھتا ہو۔(الدرالمختار مع ردالمحتار، کتاب الزکوٰۃ ،باب المصرف ،ج۳،ص۳۳۹)

فِی سَبِیلِ اللّٰہ: یعنی راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں خرچ کرنا۔ اس کی چند **صورتیں** ہیں:

(۱) کوئی شخص محتاج ہے اور جہاد میں جانا چاہتا ہے مگر اس کے پاس سواری اور زادِ راہ نہیں ہیں تو اسے مالِ زکوٰۃ دے سکتے ہیں کہ یہ راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں دینا ہے اگرچہ وہ کمانے پر قادر ہو۔

(۲) کوئی حج کے لئے جانا چاہتا ہے اور اس کے پاس زادِ راہ نہیں ہے تو اسے

بھی زکوٰۃ دے سکتے ہیں لیکن اسے حج کے لئے لوگوں سے سوال کرنا جائز نہیں ہے۔

(۳) طالبِ علم کہ علمِ دین پڑھتا ہے یا پڑھنا چاہتا ہے اس کو بھی زکوٰۃ دے سکتے ہیں بلکہ طالبِ عِلم سوال کرکے بھی مالِ زکوٰۃ لے سکتا ہے جبکہ اُس نے اپنے آپ کواسی کام کے لیے فارغ کررکھا ہو، اگرچہ وہ کمانے پر قدرت رکھتا ہو۔

(٤) اسی طرح ہر نیک کام میں مالِ زکوٰۃ استعمال کرنا بھی فی سبیل اللہ یعنی راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں خرچ کرنا ہے۔ مالِ زکوٰۃ میں دوسرے کو مالک بنادینا ضروری ہے بغیر مالک کئے زکوٰۃ ادا نہیں ہوسکتی۔ (الدرالمختار و رد المحتار، کتاب الزکوٰۃ، باب المصرف، ج۳،ص ۳۳۵، ۳٤۰،بہارِشریعت،ج۱،مسئلہ نمبر۱٤،حصہ ۵،ص۹۲٦،ملخصاً)

ابن سبیل: یعنی وہ مسافر جس کے پاس سفر کی حالت میں مال نہ رہا، یہ زکوٰۃ لے سکتا ہے اگرچہ اس کے گھر میں مال موجود ہو مگر اسی قدر لے کہ اس کی ضرورت پوری ہو جائے، زیادہ کی اجازت نہیں اور اگر اسے قرض مل سکتا ہو تو **بہتر** ہے کہ قرض لے لے۔

(الفتاویٰ الھندیة، کتاب الزکوٰۃ، الباب السابع فی المصارف، ج۱،ص۱۸۸)

نوٹ: صدر الشریعہ، بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''جن لوگوں کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ انہیں زکوٰۃ دے سکتے ہیں ان سب کا فقیر ہونا شرط ہے سوائے عامل کے کہ اس کے لئے فقیر ہونا شرط نہیں اور ابن سبیل (یعنی مسافر) اگرچہ غنی ہو اس وقت فقیر کے حکم میں ہے، باقی کسی کو جو فقیر نہ ہو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔''

(بہارِ شریعت، ج۱، مسئلہ نمبر۴۴ حصہ۵،ص۹۳۲)

مستحقِ زکوٰۃ کو کیسے پہچانیں؟

جسے ہم زکوٰۃ دینا چاہ رہے ہیں وہ مستحقِ زکوٰۃ ہے یا نہیں؟ ظاہر ہے کہ اس کی مکمل **تحقیق** بہت دشوار ہے اس لئے جس کو دینا ہو اس کے متعلق اگر **غالِب گمان** ہو کہ یہ مستحقِ زکوٰۃ ہے (یعنی ادائیگی کی شرائط پر پورا اترتا ہے) تو دے دے **زکوٰۃ** ادا ہوجائے گی اور اگر گمان غالب نہ ہوتا ہو تو نہ دے۔ (فتاوٰی امجدیہ، ج۱ص۳۷۴)

زکوٰۃ دینے کے بعد پتہ چلا زکوٰۃ لینے والا مستحقِ زکوٰۃ نہیں تو؟

اگر غالب گمان کے بعد زکوٰۃ دی تھی کہ **مستحق** ہے مگر بعد میں معلوم ہوا کہ وہ غنی تھا یا اُس کے والدین میں کوئی تھا یا اپنی اولاد تھی یا شوہر تھا یا زوجہ تھی یا ہاشمی یا ہاشمی کا غلام تھا یا ذِمّی (کافر) تھا، زکوٰۃ ادا ہوگئی اور اگر یہ معلوم ہوا کہ اُس کا غلام تھا یا حَرْبی (کافر) تھا تو ادا نہ ہوئی۔ اور اگر بغیر سوچے سمجھے زکوٰۃ دی پھر معلوم ہوا کہ وہ زکوٰۃ کا **مستحق** نہیں تھا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوئی۔ (الفتاوی الهندیة، کتاب الزکوٰة، الباب السابع فی المصارف، ج ۱، ص ۱۹۰، بہارشریعت ج ۱، حصه ۵، ص ۹۳۲)

کیا مدارِس کے سفیر بھی عامل ہیں؟

عامل مقرر کرنے کا اختیار شرعی قاضی کے پاس ہے اگر وہ نہ ہو تو شہر کے سب سے بڑے **عالم** کے پاس جس کی طرف مسلمان اپنے دینی معاملات میں رجوع کرتے ہوں۔ لہٰذا، اگر مدارس کے سفیر مذکورہ عالم کے مقرر کئے ہوئے ہوں تو **عامل** کہلائیں گے ورنہ نہیں۔ (فتاوٰی فقیہ ملت، ج۱ص۳۲۳، ۳۲۷)

کن کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے؟

اِن مسلمانوں کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے اگرچہ **شرعی فقیر** ہوں:

(۱) بنو ہاشم (یعنی ساداتِ کرام) چاہے دینے والا ہاشمی ہو یا غیر ہاشمی

(۲) اپنی اَصل (یعنی جن کی اولاد میں سے زکوٰۃ دینے والا ہو) جیسے ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی وغیرہ

(۳) اپنی فروع (یعنی جو اس کی اولاد میں سے ہوں) جیسے بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسا، نواسی وغیرہ

(٤) میاں بیوی ایک دوسرے کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے

(۵) غنی کے نابالغ بچے (کیونکہ وہ اپنے باپ کی وجہ سے غنی شمار ہوتے ہیں۔)

(الدرالمختارو رد المحتار، کتاب الزکوٰۃ، باب المصرف، ج۳،ص۳٤٤،۳٤۹، ۳۵۰،فتاوٰی رضویہ ،ج۱۰،ص۱۰۹)

کن رشتہ داروں کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں؟

اِن رشتہ داروں کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں جبکہ زکوٰۃ کے **مستحق** ہوں:

﴿1﴾ بہن ﴿2﴾ بھائی ﴿3﴾ چچا ﴿4﴾ پھوپھی ﴿5﴾ خالہ ﴿6﴾ ماموں ﴿7﴾ بہو ﴿8﴾ داماد ﴿9﴾ سوتیلا باپ ﴿10﴾ سوتیلی ماں ﴿11﴾ شوہر کی طرف سے سوتیلی اولاد ﴿12﴾ بیوی کی طرف سے سوتیلی اولاد۔

(ماخوذ از فتاوٰی رضویہ مُخَرَّجہ، ج۱۰،ص۱۱۰)

کن غُلاموں کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے؟

مملوکِ شرعی (یعنی شرعی غلام) کا وجود فی زمانہ مفقود ہے، بہر حال ان

غلاموں کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے: ﴿1﴾ ہاشمی کا غلام، اگرچہ ''مُکاتَب'' ہو ﴿2﴾ ہاشمی کا آزاد کردہ غلام ﴿3﴾ غنی کا غلام ''غیر مُکاتَب'' ﴿4﴾ بیوی کا غلام اگرچہ ''مُکاتَب'' ہو ﴿5﴾ شوہر کا غلام اگرچہ ''مُکاتَب'' ہو ﴿6﴾ اپنی اصل کا غلام اگرچہ ''مُکاتَب'' ہو ﴿7﴾ اپنی فروع کا غلام اگرچہ ''مُکاتَب'' ہو ﴿8﴾ اپنا غلام اگرچہ ''مُکاتَب'' ہو۔

(ماخوذ از فتاوٰی رضویہ مُخَرَّجہ ج۱۰،ص۱۰۹)

کن غُلاموں کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں؟

اِن غلاموں کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں جبکہ زکوٰۃ کے **مستحق** ہوں: ﴿1﴾ غیر ہاشمی کا آزاد کردہ غلام ﴿2﴾ اگرچہ خود اپنا ہی ہو ﴿3﴾ اپنے اور اپنے اُصول (ماں ،باپ، دادا، دادی، نانا، نانی) اور اپنے فُروع (بیٹا ، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسا، نوسی) اور شوہر اور بیوی اور ''ہاشمی'' کے علاوہ کسی غنی کا ''مُکاتَب'' غلام۔ (ماخوذ از فتاوٰی رضویہ، ج۱۰،ص۱۱۰)

مُطَلَّقَه بیوی کو زکوٰۃ دینا

اگر شوہر اپنی بیوی کو طلاق دے چکا ہو اور عورت **عدت** میں ہو تو نہیں دے سکتا اور اگر **عدت** گزار چکی ہو تو دے سکتا ہے۔(الدرالمختار، کتاب الزکوٰۃ، باب المصرف ،ج۳،ص۳۴۵ و بہارِ شریعت، ج۱ ،مسئلہ نمبر۲۶، حصہ ۵، ص۹۲۸)

غنی کی بیوی یا باپ کو زکوٰۃ دینا

غنی کی بیوی کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں جب کہ مالکِ نصاب نہ ہو۔ **یوہیں غنی** کے باپ کو دے سکتے ہیں جبکہ فقیر ہے۔

(الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف، ج۱، ص۱۸۹)

غنی ماں کے نابالغ بچے

غنی ماں کے نابالغ بچوں کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں جبکہ ان کا باپ فوت ہو چکا ہو کیونکہ بچہ غنی باپ کی طرف سے غنی شمار ہوتا ہے ماں کی طرف سے نہیں۔

(الدر المختار و ردالمحتار، کتاب الزکوٰۃ، مطلب فی حوائج الاصلیه، ج۳، ص۳۴۹)

جس عورت کا مہر ابھی شوہر پر باقی ہو

جس عورت کا مہر اس کے شوہر پر دَین ہے، اگرچہ وہ بقدر نصاب ہو اگرچہ شوہر مالدار ہو ادا کرنے پر قادر ہو، اُسے **زکوٰۃ** دے سکتے ہیں۔

(الجوهرة النيرة، كتاب الزكاة، باب من يجوز دفع الصدقة اليه و من لا يجوز، ص۱۶۷)

کافر کو زکوٰۃ دینا

کافر کو زکوٰۃ دینے سے **زکوٰۃ** ادا نہیں ہوگی۔

(ماخوذ از فتاوٰی رضویہ مُخَرَّجہ، ج۱۰، ص۲۹۰)

بدمذہب کو زکوٰۃ دینا

بدمذہب کو **زکوٰۃ** دینا حرام ہے اور ان کو دینے سے **زکوٰۃ** ادا بھی نہیں ہوگی۔

(فتاوٰی رضویہ مُخَرَّجہ، ج۱۰، ص۲۹۰)

طالب علم کو زکوٰۃ دینا

ایسے طلبہ جو صاحبِ نصاب نہ ہوں انہیں **زکوٰۃ** دی جاسکتی ہے، بلکہ اُنہیں دینا **افضل** ہے جبکہ وہ علمِ دین بطورِ دین پڑھتے ہوں۔ (فتاوٰی رضویہ مُخَرَّجہ، ج۱۰، ص۲۵۳)

اِمام مسجد کو زکوٰۃ دینا

اگر مسجد کے امام صاحب شرعاً **فقیر** نہ ہوں یا **سید** صاحب ہوں تو انہیں **زکوٰۃ** نہیں دی جاسکتی اور اگر وہ شرعی فقیر ہوں اور سید صاحب نہ ہوں تو **دی** جاسکتی ہے بلکہ اگر وہ **عالم** بھی ہوں تو انہی کو دینا **افضل** ہے۔مگر عالم کو دیتے وقت اس بات کا لحاظ رکھا جائے کہ ان کا **احترام** پیشِ نظر ہو اور دینے والا ادب کے ساتھ دے جیسے چھوٹے، بڑوں کو،کوئی چیز نذر کرتے ہیں اور **معاذ اللہ** عَزَّوَجَلَّ اگر عالمِ دین کو زکوٰۃ دیتے وقت دل میں حقارت آئی تو باعثِ **ہلاکت** ہے۔(ماخوذ از بہارِ شریعت، ج۱،حصہ ۵، ص۹۲۴)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: ''فقیر عالم پر صدقہ کرنا جاہل فقیر پر صدقہ کرنے سے **افضل** ہے۔'' (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الزکوٰۃ، الباب السابع فی المصارف، ج ۱،ص۱۸۷)

زکوٰۃ کی رقم سے امام مسجد کو تنخواہ دینا

زکوٰۃ کی رقم سے امام مسجد کو تنخواہ نہیں دے سکتے کیونکہ تنخواہ معاوضۂ عمل ہے اور **زکوٰۃ** خالصاً اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔اگر دیگر اسباب میسر نہ ہوں تو حیلۂ شرعی کے بعد دے سکتے ہیں۔(ماخوذ از فتاویٰ امجدیہ، ج۱، ص۳۷۶)

ماں ہاشمی ہو اور باپ غیر ہاشمی تو؟

کسی کی والدہ ہاشمی بلکہ سیدانی ہو اور باپ ہاشمی نہ ہو تو وہ ہاشمی نہیں کہ شرع میں نسب باپ سے ہے،لہٰذا ایسے شخص کو **زکوٰۃ** دے سکتے ہیں اگر کوئی دوسرا مانع نہ ہو۔

(بہارِ شریعت، ج۱،حصّہ ۵،مسئلہ ۴۱،ص۹۳۱)

ساداتِ کرام کو زکوٰۃ نہ دینے کی وجہ

سادات کرام اور دیگر بنو ہاشم کو زکوٰۃ اس لئے نہیں دے سکتے کہ سادات کرام اور دیگر بنو ہاشم پر زکوٰۃ حرامِ قطعی ہے جس پر چاروں مذاہب (یعنی حنفی، شافعی، حنبلی ، مالکی) کے ائمہ کرام کا اجماع ہے ۔ فتاوٰی رضویہ میں ہے:''باتفاقِ ائمہ اربعہ بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب پر صدقہ فرضیہ حرام ہے۔'' (فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ، ج۱۰،ص۹۹)

بنو ہاشم کون ہیں؟

بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب سے مراد پانچ خاندان ہیں، آلِ علی، آلِ عباس، آلِ جعفر، آلِ عقیل، آلِ حارث بن عبدالمطلب ۔ ان کے علاوہ جنھوں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی اِعانت نہ کی ، مثلاً ابولہب کہ اگر چہ یہ کافر بھی حضرت عبدالمطلب کا بیٹا تھا، مگر اس کی اولادیں بنی ہاشم میں شمار نہ ہوں گی۔ (الفتاوی الھندیۃ، کتاب الزکوٰۃ، الباب السابع فی المصارف ،ج۱،ص۱۸۹و بہارِشریعت ،ج۱،حصہ۵،مسئلہ ۳۹ص ۹۳۱)

بنو ہاشم کو زکوٰۃ نہ دینے کی حکمت

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے''یہ صدقات لوگوں کے مَیل ہیں، نہ یہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم) کو حلال ہیں اور نہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم) کی آل کو۔''

(صحیح مسلم ، کتاب الزکوٰۃ، باب ترک استعمال...الخ، الحدیث ۱۰۷۲، ص ۵۴۰)

حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں:''یہ حدیث ایسی واضح اور صاف ہے جس میں کوئی تاویل نہیں ہوسکتی یعنی

مجھے اور میری اولاد کو زکوٰۃ لینا اس لئے **حرام** ہے کہ یہ مال کا میل ہے، لوگ ہمارے میل سے ستھرے ہوں ہم کسی کا میل کیوں لیں۔'' (مرأۃ المناجیح، ج۳، ص۴۶)

ساداتکی امداد کی صورت

اولاً تو مالداروں کو چاہئے کہ اپنے مال سے بطورِ ہدیہ ان حضراتِ عالیہ کی خدمت اپنی **جیب** سے کریں اور وہ وقت یاد کریں کہ جب ان ساداتِ کرام کے جدِّ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم کے سوا ظاہری آنکھوں کو بھی کوئی ملجا و ماوا نہ ملے گا۔ وہ مال جو انہی کی بارگاہ سے عطا ہوا اور عنقریب چھوڑ کر زیرِ زمین جانے والے ہیں اگر ان کی **خوشنودی** کے لئے ان کی مبارک اولاد پر **خرچ** ہو جائے تو اس سے بڑھ کر کیا **سعادت** ہوگی۔ اور اگر کسی علاقے میں ایسی ترکیب نہ بن سکے تو کسی مستحقِ زکوٰۃ کو **مالِ زکوٰۃ** کا مالک بنا کر مال اس کے قبضہ میں دے دیں پھر اسے اس سید صاحب کی خدمت میں **پیش** کرنے کا مشورہ دیں۔ (فتاویٰ امجدیہ، ج۱، ص۳۹۰، ملخصاً)

گداگروں کو زکوٰۃ دینا

گداگر تین قسم کے ہوتے ہیں:

(۱) غنی مالدار: انہیں سوال کرنا **حرام** اور ان کو دینا بھی **حرام**، انہیں دینے سے **زکوٰۃ** ادا نہیں ہوگی کہ مستحقِ زکوٰۃ نہیں ہیں۔

(۲) وہ فقیر جو تندرست اور کمانے پر قادر ہو: یہ لوگ بقدرِ حاجت کمانے پر قادر ہونے کے باوجود مفت کی روٹیاں توڑنے اور اس کے لئے بھیک مانگنے کے عادی ہوتے ہیں۔ ایسے پیشہ وروں کو سوال کرنا **حرام** ہے اور جو کچھ ان کو ملے ان کے حق میں مالِ خبیث ہے

جسے مالک کو لوٹانا یا صدقہ کر دینا واجب ہوتا ہے۔ لیکن اگر ان کو کسی نے **زکوٰۃ** دے دی تو ادا ہو جائے گی کیونکہ یہ شرعی فقیر ہوتے ہیں جبکہ کوئی اور مانِع زکوٰۃ نہ ہو۔

(۳) کمانے سے عاجز فقیر: یہ لوگ یا تو کمانے کی قدرت نہیں رکھتے یا پھر حاجت کے بقدر کما نہیں سکتے، انہیں بقدرِ ضرورت سوال حلال ہے اور جو کچھ ان کو ملے ان کے لئے حلال ہے، انہیں **زکوٰۃ** دی تو ادا ہو جائے گی۔

(ماخوذ از فتاوٰی رضویہ مُخَرَّجہ، ج۱۰، ص۲۵۳)

مدرسہ یا جامعہ میں زکوٰۃ دینا

اگر مدرسہ یا جامعہ اہلِ حق کا ہے بدمذہبوں کا نہیں تو اس میں **مالِ زکوٰۃ** اس شرط پر دیا جا سکتا ہے کہ **مُہتَمِم** (ناظم) اس مال کو جدا رکھے اور محض تملیکِ فقیر میں صرف کرے مثلاً طَلَبہ کو بطورِ امداد جو وظیفہ دیا جاتا ہے اس میں دے یا کتابیں یا کپڑے خرید کر طلبہ کو ان کا مالک بنا دے یا بیمار ہونے کی صورت میں دوائی خرید کر انہیں اس کا مالک بنا دے۔ مدرسین یا دیگر عملے کی **تنخواہ** اس مال سے نہیں دی جا سکتی کیونکہ تنخواہ معاوضۂ عمل ہے اور زکوٰۃ خالصاً اللہ تعالیٰ کے لئے ہے، اور نہ ہی تعمیرات وغیرہ میں استعمال کی جا سکتی ہے اور نہ ہی طلبہ کے لئے پکائے گئے کھانے میں استعمال ہو سکتی ہے کیونکہ یہ کھانا انہیں بطورِ **اِباحت** کھلایا جاتا ہے **مالک** نہیں بنایا جاتا ہے لیکن اگر کھانا دے کر انہیں مالک بنا دیا جائے تو دُرُست ہے۔ ہاں! اگر **زکوٰۃ** کا روپیہ بنیت زکوٰۃ کسی مصرفِ زکوٰۃ کو دے کر اسے اس کا **مالک** بنا دیں پھر وہ اپنی طرف سے مدرسہ یا جامعہ کو دے دے تو اب یہ **رقم** تنخواہِ مدرسین اور تعمیرات وغیرہ میں استعمال ہو سکتی ہے۔ (ماخوذ از فتاوٰی رضویہ مُخَرَّجہ، ج۱۰، ص۲۵۴)

زکوٰۃ کے بارے میں بتادیجئے

بہت سے اسلامی بھائی مالِ زکوٰۃ مدارس وجامعات میں بھیج دیتے ہیں ان کو چاہیے کہ مدرسہ کے مُتَوَلِّی کو اطلاع دیں کہ یہ مالِ زکوٰۃ ہے تاکہ متولّی اس مال کو جُدا رکھے اور مال میں نہ ملائے اور غریب طلبہ پر صَرف کرے، کسی کام کی اُجرت میں نہ دے ورنہ زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

ایک ہی شخص کو ساری زکوٰۃ دے دینا

زکوٰۃ دینے والے کو اختیار ہوتا ہے کہ چاہے تو مالِ زکوٰۃ تمام مصارفِ زکوٰۃ میں تھوڑا تھوڑا تقسیم کردے اور اگر چاہے تو کسی ایک کو ہی دے دے۔ اگر بطورِ زکوٰۃ دیا جانے والا مال **بقدرِ نصاب** نہ ہو تو ایک ہی شخص کو دے دینا **افضل** ہے اور اگر بقدرِ نصاب ہو تو ایک ہی شخص کو دے دینا مکروہ ہے لیکن **زکوٰۃ** بہر حال ادا ہو جائے گی۔ ایک شخص کو بقدرِ نصاب دینا **مکروہ** اُس وقت ہے کہ وہ فقیر مدیُون نہ ہو اور مدیُون ہو تو اتنا دے دینا کہ دَین نکال کر کچھ نہ بچے یا نصاب سے کم بچے **مکروہ** نہیں۔ یونہی اگر وہ فقیر بال بچوں والا ہے کہ اگرچہ نصاب یا زیادہ ہے، مگر اہل وعیال پر تقسیم کریں تو سب کو نصاب سے کم ملتا ہے تو اس صورت میں بھی حرج نہیں۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الزکوٰۃ، الباب السابع فی المصارف، ج۱، ص۱۸۸، ملخصاً)

ایک شخص کو کتنی زکوٰۃ دینا مستحب ہے

مستحب یہ ہے کہ ایک شخص کو اتنا دیں کہ اُس دن اُسے سوال کی حاجت نہ پڑے اور یہ اُس فقیر کی حالت کے اعتبار سے **مختلف** ہے، اُس کے کھانے بال بچوں کی

کثرت اور دیگر امور کا لحاظ کر کے دے۔(الدرالمختار و رُدالمحتار، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، مطلب في حوائج الأصلية، ج۳، ص۳۵۸)

کس کو زکوٰۃ دینا افضل ہے؟

اگر بہن بھائی غریب ہوں تو پہلے ان کا حق ہے، پھر ان کی اولاد کا پھر چچا اور پھوپھیوں کا، پھر ان کی اولاد کا، پھر ماموؤں اور خالاؤں کا، پھر ان کی اولاد کا، پھر ذَوِی الْاَرْحَام (وہ رشتہ دار جو ماں، بہن، بیوی یا لڑکیوں کی طرف سے منسوب ہوں) کا، پھر پڑوسیوں کا، پھر اپنے اہل پیشہ کا، پھر اہل شہر کا (یعنی جہاں اس کا مال ہو)۔

(الفتاویٰ الھندیة، کتاب الزکوٰۃ، الباب السابع فی المصارف، ص ۱۹۰)

سیّد کسے زکوٰۃ دے؟

زکوٰۃ قریبی رشتہ دار کو دینا افضل ہے مگر سید کس کو دے کیونکہ اس کا قریبی رشتہ دار بھی تو سید ہوگا؟ اس کا جواب دیتے ہوئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن لکھتے ہیں: بے شک زکوٰۃ اور دیگر صدقات اپنے قریبی رشتہ داروں کو دینا افضل ہے اور اس میں دوگنا اجر ہے لیکن یہ اسی صورت میں ہے کہ وہ صدقہ قریبی رشتہ داروں کو دینا جائز بھی ہو۔ (فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ، ج۱۰، ص۲۸۷)

کیا بہت ساری کتابوں کا مالک زکوٰۃ لے سکتا ہے؟

اگر کسی کے پاس بہت ساری کتابیں ہوں اور وہ کتابیں اس کی حاجتِ اصلیہ میں سے ہیں تو لے سکتا ہے اگرچہ لاکھوں کی ہوں اور اگر حاجتِ اصلیہ میں سے نہیں ہیں تو بقدرِ نصاب ہونے کی صورت میں نہیں لے سکتا۔ اس میں تفصیل یہ ہے کہ

☆ فقہ، تفسیر اور حدیث کی کتابیں اہلِ علم (یعنی جسے پڑھنے، پڑھانے یا تصحیح کے لئے ان کتابوں کی ضرورت ہو) کے لئے **حاجتِ اصلیہ** میں سے ہیں اور دوسروں کے لئے **حاجتِ اصلیہ** میں سے نہیں۔ اگر ایک کتاب کے ایک سے زائد نسخے ہوں تو وہ اہلِ علم کے لئے بھی **حاجتِ اصلیہ** میں سے نہیں ہیں۔

☆ کفار اور بد مذہبوں کے رد اور اہلِ سنت کی تائید میں لکھی گئیں اور فرض علوم پر مشتمل کتابیں، عالم اور غیر عالم دونوں کی **حاجتِ اصلیہ** میں سے ہیں۔

☆ عالم اگر بد مذہبوں کی کتابیں ان کے رد کے لئے رکھے تو یہ اس کی **حاجتِ اصلیہ** میں سے ہیں۔ غیرِ عالم کو تو ان کا دیکھنا ہی جائز نہیں۔

☆ قرآن مجید غیرِ حافظ کے لئے **حاجتِ اصلیہ** میں سے ہے حافظِ قرآن کے لئے نہیں۔ (جبکہ اس کا حفظِ قرآن مضبوط ہو)

☆ طب کی کتابیں طبیب کے لئے **حاجتِ اصلیہ** میں سے ہیں جبکہ ان کو مطالعہ میں رکھے یا دیکھنے کی ضرورت پڑتی ہو۔

(الدر المحتار وردالمحتار، کتاب الزکوٰۃ، مطلب فی ثمن المبیع وفاءً، ج۳، ص۲۱۷، بہارِ شریعت، ج۱ حصہ ۵، ص۸۸۲)

غنی کا زکوٰۃ لینا

حضورِ پاک، صاحبِ لولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلَّم نے فرمایا: ''زکوٰۃ کسی مال میں نہ ملے گی مگر اسے ہلاک کردے گی۔'' امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کے معنی یہ کئے کہ مالدار شخص زکوٰۃ لے لے تو یہ اس کے (بقیہ) مال کو ہلاک کردے

گی۔

(الترغیب والترھیب، کتاب الصدقات، باب الترھیب من منع الزکوٰۃ، الحدیث ۱۸، ج ۱، ۳۰۹)

زکوٰۃ تو فقیروں کے لئے ہوتی ہے، غنی کو زکوٰۃ لینا **حرام** ہے اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ ایسے شخص کو اس مالِ حرام کے سبب قبر و حشر اور میزان کی پریشانیوں اور عذاباتِ جہنم کا سامنا کرنا پڑے گا۔ (فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ ج ۱۰، ص ۲۶۱ ملخصًا)

جس کے پاس چھ تولے سونا ہو!

جس کے پاس چھ تولے یا ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر سونا ہو اگرچہ اس پر **زکوٰۃ** فرض نہیں ہوتی کہ سونے کی نصاب ساڑھے سات تولے ہے مگر ایسا شخص **زکوٰۃ** لے نہیں سکتا۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت، ج ۱، حصہ ۵، مسئلہ ۷ ۲، ص ۹۲۹)

حاجتِ اصلیہ سے زائد سامان ہو تو؟

جس کے پاس ضرورت کے سوا ایسا سامان ہے جو **مال نامی** نہ ہو اور نہ ہی **تجارت** کے لیے اور وہ ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہے تو اسے **زکوٰۃ** نہیں دے سکتے اگرچہ خُود اس پر **زکوٰۃ** واجب نہیں۔

(ماخوذ از بہارِ شریعت، ج ۱، حصہ ۵، مسئلہ ۷ ۲، ص ۹۲۹)

جس کے پاس بہت سا جہیز ہو!

عورت کو ماں باپ کے یہاں سے جو جہیز ملتا ہے اس کی مالک عورت ہی ہے، اس میں 2 طرح کی چیزیں ہوتی ہیں **ایک:** حاجت کی جیسے خانہ داری کے سامان، پہننے کے کپڑے، استعمال کے برتن اس قسم کی چیزیں کتنی ہی قیمت کی ہوں ان

کی وجہ سے عورت غنی نہیں، **دوسری:** وہ چیزیں جو حاجتِ اصلیہ سے زائد ہیں زینت کے لیے دی جاتی ہیں جیسے زیور اور حاجت کے علاوہ اسباب اور برتن اور آنے جانے کے بیش قیمت بھاری جوڑے، ان چیزوں کی قیمت اگر بقدر نصاب ہے عورت **غنی** ہے **زکوٰۃ** نہیں لے سکتی۔

(ردالمحتار، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، مطلب في جهاز المرأة هل تصير به غنية، ج٣، ص٣٤٧)

جس کے پاس موتی جواہر ہوں!

موتی وغیرہ جواہر جس کے پاس ہوں اور **تجارت** کے لیے نہ ہوں تو ان کی **زکوٰۃ** واجب نہیں، مگر جب نصاب کی قیمت کے ہوں تو **زکوٰۃ** لے نہیں سکتا۔

(ماخوذ از بہارِ شریعت، ج۱، حصہ۵، مسئلہ۳۷ ص۹۳۰)

جس کے پاس سردیوں کے بیش قیمت کپڑے ہوں!

سردیوں کے کپڑے جن کی گرمیوں میں حاجت نہیں پڑتی **حاجت اصلیہ** میں ہیں، وہ کپڑے اگرچہ بیش قیمت ہوں **زکوٰۃ** لے سکتا ہے۔

(ماخوذ از بہارِ شریعت، ج۱، حصہ۵، مسئلہ۳۵ ص۹۳۰)

جس کے پاس بہت بڑا مکان ہو!

جس کے پاس رہنے کا مکان حاجت سے زیادہ ہو یعنی پورے مکان میں اس کی سکونت (یعنی رہائش) نہیں یہ شخص **زکوٰۃ** لے سکتا ہے۔

(ردالمحتار، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، ج٣، ص٣٤٧)

جس کے مکان میں باغ ہو!

جس کے مکان میں نصاب کی قیمت کا **باغ** ہواور باغ کے اندر ضروریات مکان باورچی خانہ، غسل خانہ وغیرہ نہیں تو اسے **زکوٰۃ** لینا جائز نہیں۔

(الفتاوی الهندیة، کتاب الزکاة، الباب السابع في المصارف، ج۱، ص۱۸۹)

کیا مالدار کے لئے صدقہ لینا جائز ہے؟

صدقہ 2 قسم کا ہوتا ہے ،صدقۂ واجبہ اور نافلہ ۔**صدقۂ واجبہ** مالدار کو لینا **حرام** اوراس کو دینا بھی **حرام** ہےاوراس کو دینے سے زکوٰۃ بھی ادا نہ ہوگی ۔رہا**صدقۂ نافلہ** تواس کے لئے مالدار کو مانگ کر لینا **حرام** اور بغیر مانگے ملے تو **مناسب** نہیں جبکہ دینے والا مالدار جان کر دے اور اگرمحتاج سمجھ کر دے تو لینا **حرام** اوراگر لینے کے لئے اپنے آپ کومحتاج ظاہر کیا تو دوسرا **حرام**۔ہاں وہ صدقاتِ نافلہ کہ عام مخلوق کے لئے ہوتے ہیں اوران کو لینے میں کوئی **ذِلت** نہ ہوتو وہ غنی کو لینا بھی **جائز** ہے جیسے، سبیل کا پانی، نیاز کی شیرینی وغیرہ۔(فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ،ج۱۰،ص۲۶۱)

غیرمستحق نے زکوٰۃ لے لی تو؟

غیرمستحق نے زکوٰۃ لے لی ، بعد میں پشیمانی ہوئی تو اگر دینے والے نے غوروفکر کے بعد **زکوٰۃ** دی تھی اوراُسے اس کے مستحق نہ ہونے کا معلوم نہیں تھا تو **زکوٰۃ** بہرحال ادا ہوگئی لیکن اس کو لینا **حرام** تھا کیونکہ یہ زکوٰۃ کا مستحق نہیں تھا۔غیر مستحق مال پر حاصل ہونے والی ملکیت ''ملکِ خبیث'' کہلاتی ہے اوراس کا حکم یہ ہے کہ اُتنا مال **صدقہ** کردیا جائے۔

زکوٰۃ کی ادائیگی

زکوٰۃ کی ادائیگی کی شرائط

زکوٰۃ کی ادائیگی درست ہونے کی 2 شرائط ہیں (۱) **نیت** اور (۲) **مستحق** زکوٰۃ کواس کا **مالک** بنا دینا۔ **الاشباہ والنظائر** میں ہے: ''زکوٰۃ کی ادائیگی نیت کے بغیر درست **نہیں** ہے۔'' (الاشباہ والنظائر ، القاعدۃ الاولیٰ،ما تکون النیۃ الیٰ آخرہ،ص۱۹)

نیّت کے یہ معنیٰ ہیں کہ اگر پوچھا جائے تو بلا تامُّل بتا سکے کہ زکوٰۃ ہے۔

زکوٰۃ دیتے وقت نیت کرنا بھول گیا تو؟

اگر زکوٰۃ میں وہ مال دیا جو پہلے ہی سے زکوٰۃ کی نیت سے الگ کررکھا تھا تو **زکوٰۃ** ادا ہوگئی اگر چہ دیتے وقت **زکوٰۃ** کا خیال نہ آیا ہو اور اگر ایسا نہیں ہے تو جب تک محتاج کے پاس موجود ہے دینے والا **نیتِ زکوٰۃ** کرسکتا ہے،اور اگر اس کے پاس بھی نہیں ہے تو اب نیت نہیں کرسکتا، دیا گیا مال صدقۂ نفل ہوگا۔ درمختار میں ہے: ''ادائیگیِ زکوٰۃ کے صحیح ہونے کے لئے وقتِ ادا نیت کا **مُتَّصِل** (یعنی ملا ہوا) ہونا ضروری ہے،خواہ یہ **اِتّصال** (یعنی متصل ہونا) حکمی ہو مثلاً کسی نے بلا نیت **زکوٰۃ** ادا کردی اور ابھی مال فقیر کے قبضہ میں ہو تو **نیت** کرلی یا کل یا بعض مال برائے **زکوٰۃ** جدا کرتے وقت **نیت** کرلی۔''

(الدرالمختار ، کتاب الزکوٰۃ،ج۳،ص۲۲۲،۲۲۴)

زکوٰۃ کے الفاظ

زکوٰۃ ادا کرتے وقت زکوٰۃ کے الفاظ بولنا ضروری نہیں فقط دل میں **نیت**

ہونا کافی ہے چاہے زبان سے کچھ اور کہے۔ فتاویٰ شامی میں ہے: ''نام لینے کا کوئی اعتبار نہیں، اگر کسی نے زکوٰۃ کو **ہبہ، تحفہ** یا **قرض** کہہ دیا تب بھی صحیح ترین قول کے مطابق اس کی **زکوٰۃ** ادا ہو جائے گی۔''

(ردالمحتار، کتاب الزکوٰۃ، مطلب فی ثمن المبیع، ج۳، ص۲۲۲)

زکوٰۃ کی ادائیگی میں تاخیر کرنا

زکوٰۃ فرض ہو جانے کے بعد فوراً ادا کرنا **واجب** ہے اور اس کی ادائیگی میں بلا عذرِ شرعی تاخیر کرنا **گناہ** ہے۔

(الفتاوی الھندیۃ، کتاب الزکوٰۃ، فصل فی مال التجارۃ، الباب الاول، ص۱۷۰)

زکوٰۃ یک مشت دیں یا تھوڑی تھوڑی؟

اگر زکوٰۃ سال **مکمل** ہونے سے قبل پیشگی ادا کرنی ہو تو چاہے تھوڑی تھوڑی کر کے دیں یا ایک ساتھ دونوں طرح سے **دُرُست** ہے۔ اور اگر سال گزرنے پر **زکوٰۃ** فرض ہو چکی ہو تو فوراً ادا کرنا **واجب** ہے تاخیر پر گنہگار ہوگا، لہٰذا اب یک مشت دینا ضروری ہے۔ (ماخوذ فتاویٰ رضویہ مُخرَّجہ، ج۱۰، ص۷۵)

زکوٰۃ یک مشت دیجئے

سال مکمل ہو جانے کے بعد ایک ساتھ **زکوٰۃ** دے دیجئے کیونکہ بتدریج یعنی تھوڑی تھوڑی کر کے دینے میں گناہ لازم آنے کے علاوہ دیگر آفتیں بھی ممکن ہیں۔ مثلاً ہو سکتا ہے کہ ایسا شخص زکوٰۃ نہ دینے کا **وبال** اپنی گردن پر لئے دنیا سے رُخصت ہو جائے یا پھر اس کے پاس زکوٰۃ ادا کرنے کے لئے **مال** ہی نہ رہے اور یہ بھی ممکن

ہے کہ آج ادائیگی کا جو پختہ **ارادہ** ہے کل نہ رہے کیونکہ شیطان انسان میں خون کی طرح گردش کرتا ہے۔

نیت میں فرق آجاتا

حضرتِ سیِّدُنا امام محمد باقر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک قبائے نفیس بنوائی۔ طہارت خانے میں تشریف لے گئے، وہاں خیال آیا کہ اسے راہِ خدا میں دے دیجئے۔ فوراً خادم کو آواز دی، قریبِ دیوار حاضر ہُوا۔ حضور نے قبائے معلّٰی اُتار کر دی کہ فلاں محتاج کو دے آؤ۔ جب باہر رونق افروز ہُوئے تو خادم نے عرض کی: ''اس دَرَجہ تَعْجِیْل (یعنی جلدی) کی وجہ کیا تھی؟'' فرمایا: ''کیا معلوم تھا باہر آتے آتے **نیت میں فرق** آجاتا۔''

سبحان اللہ! یہ اُن کی احتیاط ہے جو اہلِ تقویٰ کی آغوش میں پلے اور طہارت و پاکیزگی کے دریا میں نہائے دُھلے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم

کیا زکوٰۃ الگ کر لینے سے بری الذمہ ہو جائے گا؟

زکوٰۃ محض جدا کرنے سے ذمہ داری پوری نہ ہوگی بلکہ فقراء تک پہنچانے سے ہوگی۔ (الدرالمختار ، کتاب الزکوٰۃ، ج۳، ص ۲۲۲، ۲۲۴)

رمضان المبارک میں زکوٰۃ دینا

جب سال پورا ہو جائے تو فوراً ادا کرنا **واجب** ہے اور تاخیر **گناہ**، خواہ کوئی بھی مہینہ ہو اور اگر سال تمام ہونے سے پہلے پیشگی ادا کرنا چاہے تو **رمضان المبارک** میں ادا کرنا بہتر ہے جس میں نفل کا فرض کے **برابر** اور فرض کا ثواب ستّر فرضوں کے

برابر ہوتا ہے۔ (فتاوٰی رضویہ مُخرَّجہ، ج۱۰، ص۱۸۳)

اعلانیہ یا پوشیدہ؟

زکوٰۃ اعلان کے ساتھ دینا بہتر ہے جبکہ **ریا کاری** کا اندیشہ نہ ہو' تاکہ دوسروں کو ترغیب بھی ملے اور وہ اس کے بارے میں **بدگمانی** کا شکار نہ ہوں کہ یہ **زکوٰۃ** نہیں دیتا۔ پوشیدہ دینے میں بھی کوئی حرج نہیں بلکہ اگر **زکوٰۃ** لینے والا ایسا خُوددار ہو کہ اعلانیہ لینے میں ذلت محسوس کرے گا تو اسے پوشیدہ دے دینا **بہتر** ہے۔

(فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجَہ، ج۱۰، ص۱۵۸، والفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکوٰۃ، الباب الاول ج۱، ص۱۷۱)

زکوٰۃ دے کر احسان جتانا

زکوٰۃ دے کر احسان نہیں جتانا چاہئے کہ احسان جتانے سے ثواب ضائع ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰىۙ (پ۳، البقرۃ:۲۶۴)

ترجمہ کنزالایمان: اپنے صدقے باطل نہ کردو احسان رکھ کر اور ایذا دے کر۔

سال بھر خیرات کرنے کے بعد زکوٰۃ کی نیت کی تو؟

سال بھر خیرات کرنے کے بعد اسے **زکوٰۃ** میں شمار نہیں کرسکتا کیونکہ **زکوٰۃ** دیتے وقت یا زکوٰۃ کے لیے **مال** علیحدہ کرتے وقت نیت زکوٰۃ **شرط** ہے۔ (ماخوذ از بہارِ شریعت، ج۱، حصہ۵، مسئلہ نمبر۵۴، ص۸۸۶) ہاں! اگر خیرات کردہ **مال فقیر** کے پاس موجود ہو، ہلاک نہ ہوا ہو تو زکوٰۃ کی **نیت** کرسکتا ہے۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ مُخرَّجہ، ج۱۰، ص۱۶۱)

زکوٰۃ دینے سے پہلے فوت ہوگیا تو؟

ادائیگیٔ زکوٰۃ کی نیت سے مال الگ کیا، پھر فوت ہوگیا تو یہ مال میراث میں شامل ہوجائے گا اور اس پر **وراثت** کے احکام جاری ہوں گے۔

(الدر المختار و ردالمحتار، کتاب الزکوٰۃ، مطلب فی الزکوٰۃ...الخ، ج۳، ص۲۲۵)

زکوٰۃ لینے والے کو اس کا علم ہونا

اگر زکوٰۃ لینے والے کو یہ معلوم نہ ہو کہ یہ **زکوٰۃ** ہے تو بھی زکوٰۃ ادا ہوجائے گی کیونکہ زکوٰۃ لینے والے کا یہ جاننا ضروری نہیں کہ یہ زکوٰۃ ہے بلکہ دینے والے کی **زکوٰۃ** کا اعتبار ہوگا۔ غمز العیون میں ہے: ''دینے والے کی **نیت** کا اعتبار ہے نہ کہ اس کے جاننے کا جسے **زکوٰۃ** دی جارہی ہے۔''

(غمز العیون البصائر، شرح الاشباہ والنظائر، کتاب الزکوٰۃ، الفن الثانی، ج۱، ص۴۴۷)

زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے مقدارِ زکوٰۃ کا معلوم ہونا

ادائے زکوٰۃ میں **مقدارِ واجب** کا **صحیح معلوم** ہونا شرائطِ صحت سے نہیں لہٰذا **زکوٰۃ** ادا ہوجائے گی۔ (فتاوٰی رضویہ، ج۱۰، ص۱۲۶)

قرض کہہ کر زکوٰۃ دینے والا

قرض کہہ کر کسی کو زکوٰۃ دی، ادا ہوگئی۔ پھر کچھ عرصے بعد وہی شخص اس زکوٰۃ کو حقیقۃً **قرض** سمجھ کر واپس کرنے آیا تو دینے والا اسے واپس نہیں لے سکتا ہے اگرچہ اس وقت وہ خود بھی محتاج ہو کیونکہ **زکوٰۃ** دینے کے بعد واپس نہیں لی جاسکتی،

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: "صدقہ دے کر واپس مت لو۔" (صحیح البخاری، کتاب الزکوٰۃ، باب ھل یشتری صدقتہ، الحدیث ۱۴۸۹، ج ۱، ص ۵۰۲)

(فتاویٰ امجدیہ، حصہ اول، ص ۳۸۹)

چھوٹے بچے کو زکوٰۃ دینا

مالک بنانے میں یہ **شرط** ہے کہ لینے والا اتنی عقل رکھتا ہو کہ **قبضے** کو جانے دھوکہ نہ کھائے۔ چنانچہ چھوٹے بچے کو زکوٰۃ دی اور وہ **قبضے** کو جانتا ہے پھینک نہیں دیتا تو **زکوٰۃ** ادا ہو جائے گی ورنہ نہیں یا پھر اس کی طرف سے اس کا باپ یا ولی یا کوئی عزیز وغیرہ ہو جو اس کے ساتھ ہو، قبضہ کرے تو بھی **زکوٰۃ** ادا ہو جائے گی اور اس کا مالک وہ بچہ ہوگا۔ (الدر المختار و ردالمحتار، کتاب الزکوٰۃ، ج ۳، ص ۲۰۴ ملخصاً)

زکوٰۃ کی نیت سے مکان کا کرایہ معاف کرنا

اگر رہنے کے لئے مکان دیا اور کرایہ معاف کر دیا تو **زکوٰۃ** ادا نہیں ہوگی کیونکہ ادائیگیٔ زکوٰۃ کے لئے مالِ زکوٰۃ کا مالک بنانا شرط ہے جبکہ یہاں محض رہائش کے **نفع** کا مالک بنایا گیا ہے، **مال** کا نہیں۔

ہاں! اگر کرائے دار زکوٰۃ کا مستحق ہے تو اسے زکوٰۃ کی رقم بہ نیتِ زکوٰۃ دے کر اسے مالک بنا دے پھر کرائے میں وصول کرلے، **زکوٰۃ** ادا ہو جائے گی۔

(ماخوذ از بحرالرائق، کتاب الزکوٰۃ، ج ۲، ص ۳۵۳)

قرض معاف کردیا تو؟

کسی کوقرض معاف کیااورزکوٰۃ کی نیت کرلی توزکوٰۃادانہیں ہوگی۔

(ردالمحتار، کتاب الزکوٰۃ، مطلب فی زکوٰۃ ثمن المبیع، ج٣،ص٢٢٦)

معاف کردہ قرض کاشاملِ زکوٰۃ ہونا

کسی کوقرض معاف کردیاتومعاف کردہ رقم بھی شاملِ نصاب ہوگی یانہیں؟

اس کی 2 صورتیں ہیں،(1) اگرقرض غنی کومعاف کیاتواس(معاف شدہ)حصے کی بھی **زکوٰۃ** دیناہوگی اور(2) اگرشرعی فقیرکوقرض معاف کیاتواس حصے کی **زکوٰۃ** ساقط ہوجائے گی۔

(ردالمحتار، کتاب الزکوٰۃ، مطلب فی زکوٰۃ ثمن المبیع، ج٣،ص٢٢٦،ملخصاً)

زکوٰۃ کے طورپرکسی کاقرض اداکرنا

اگر کسی کی اجازت لئے بغیراس کا**قرض** اداکردیاتو**زکوٰۃ** ادانہیں ہوگی۔ اس کے لئے بہتریہ ہے کہ اس شخص کونیتِ زکوٰۃ کے ساتھ وہ رقم دیدے پھروہ چاہے تو اپناقرض اداکرے یاکہیں اورخرچ کرے۔(ماخوذفتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ،ج١٠،ص٧٤)

یتیموں کوکپڑے بنواکردینے کاحکم

زکوٰۃ کی رقم سے یتیموں کوکپڑے بنواکردے سکتے ہیں جبکہ انہیں اس کا **مالک** بنادیاجائے اوروہ **مستحقِ زکوٰۃ** بھی ہوں۔(فتاویٰ فیض الرسول،ج١ص٤٩٥)

زکوٰۃ کی رقم سے کتابیں خریدنا

زکوٰۃ کی رقم سے کتابیں خریدکردے سکتے ہیں جبکہ لینے والے مستحق زکوٰۃ ہوں اوران کو**مالک** بنادیاجائے ورنہ **زکوٰۃ** ادانہ ہوگی۔(فتاویٰ امجدیہ ج١ص٣٧٢)

مالِ زکوٰۃ سے دینی کتب چھپوا کر تقسیم کرنا کیسا؟

اس میں کوئی شک نہیں کہ دینی کتب چھپوانے کا کام عظیم ثوابِ جاریہ ہے لیکن اس کے لئے پہلے کسی مستحقِ زکوٰۃ مثلاً فقیر کو اس کا مالک کر دیا جائے پھر وہ کتب کی طباعت کے لئے دیدے۔ (فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ، ج۱۰،ص۲۵۶)

مٹھائی کے ڈبے میں زکوٰۃ کی رقم رکھنا

کسی کو آٹے کے تھیلے یا مٹھائی کے ڈبے وغیرہ میں رقم رکھ کر بطورِ زکوٰۃ دی تو اگر دینے والے نے فقیر کو آٹے یا مٹھائی اور رقم دونوں کا مالک کر دیا ہے اور فقیر نے آٹے کے تھیلے پر قبضہ بھی کرلیا ہے تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی اگرچہ فقیر کو تھیلے یا ڈبے میں موجود رقم کا علم نہ ہو کیونکہ قبضہ کے لئے مقبوض (یعنی قبضے میں لی جانے والی) اشیاء کا علم ہونا شرط نہیں۔ (فتاویٰ امجدیہ، ج۱،ص۳۷۴)

زکوٰۃ کی رقم واپس لینے کا ناجائز حیلہ

کسی کو آٹے کے تھیلے یا مٹھائی کے ڈبے وغیرہ میں رقم رکھ کر بطورِ زکوٰۃ دینے کے بعد اسی تھیلے یا ڈبے کو کسی قیمت پر خرید لیا تو اس شخص کے لئے وہ رقم حرام ہے کیونکہ فقیر نے محض آٹے کا تھیلہ یا مٹھائی کا ڈبہ بیچا ہے رقم نہیں۔

(فتاویٰ امجدیہ ج۱ص۳۷۴)

وکیل کی فیس ادا کرنا

زکوٰۃ کی رقم کسی غریب شخص کے وکیل کو بطورِ فیس نہیں دی جاسکتی کیونکہ

زکوٰۃ کے لئے مالک بنانا شرط ہے۔ اگر وہ غریب شخص مستحق زکوٰۃ ہو تو پہلے اسے زکوٰۃ دے دی جائے پھر وہ چاہے تو وکیل کی فیس ادا کرے یا کچھ اور۔

(ماخوذ از فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ، ج ۱۰، ص ۲۹۱)

تحفے کی صورت میں زکوٰۃ دینا

اگر کوئی شادی وغیرہ کے موقع پر کپڑے یا تحفے دینے میں زکوٰۃ کی نیت کرنا چاہے تو اگر لینے والا مستحقِ زکوٰۃ ہے تو زکوہ کی **نیت** سے دے سکتے ہیں، **زکوٰۃ** ادا ہو جائے گی۔ (فتاویٰ امجدیہ ج ۱، ص ۳۸۷)

زکوٰۃ کی رقم سے اناج خرید کر دینا

اگر کھانا پکا کر یا اناج خرید کر غریبوں میں تقسیم کیا اور دیتے وقت انہیں **مالک** بنا دیا تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی مگر کھانا پکانے پر آنے والا خرچ شاملِ زکوٰۃ نہیں ہوگا بلکہ پکے ہوئے کھانے کے بازاری دام (یعنی قیمت) زکوٰۃ میں شمار ہوں گے اور اگر محض دعوت کے انداز میں بٹھا کر کھلا دیا تو **مالک** نہ بنانے کی وجہ سے **زکوٰۃ** ادا نہ ہوگی۔

(ماخوذ از فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ، ج ۱۰، ص ۲۶۲)

محتاجوں کو کم قیمت میں اناج بیچ کر زکوٰۃ کی نیت کرنا کیسا؟

اگر اناج خرید کر مستحقین زکوٰۃ کو کم قیمت میں بیچیں اور جتنی رقم کم کی گئی اسے **زکوٰۃ** میں شمار کریں تو ایسی صورت میں زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی کیونکہ یہ صورت رعائت کی ہے، مالک بنانا نہیں پایا گیا۔ اس کے بجائے عاقل و بالغ مستحقین زکوٰۃ کو اناج اصل قیمت مثلاً 50 روپے کلو ہی بیچا جائے اور جتنی رعائت مقصود ہو مثلاً پانچ

روپے تو اتنی رقم اپنے پاس سے زکوٰۃ کے طور پر دے کر اس کا قبضہ ہو جانے کے بعد قیمت کے طور پر واپس لی جائے۔اب فی کلو پانچ روپے بطور زکوٰۃ ادا ہو گئے اس کو جمع کر کے زکوٰۃ میں شمار کرلیں۔(ماخوذ فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ، ج۱۰،ص۷۲)

زکوٰۃ دینے میں شک ہو تو؟

اگر شک ہو کہ زکوٰۃ ادا کی تھی یا نہیں؟ تو ایسی صورت میں زکوٰۃ ادا کرے۔

(ردالمحتار، کتاب الزکوٰۃ ،مطلب فی زکوٰۃ ...الخ، ج۳،ص۲۲۸)

لاعلمی میں کم زکوٰۃ دینا

اگر لاعلمی کی بنا پر زکوٰۃ کم ادا کی تو جتنی زکوٰۃ دی وہ ادا ہو گئی کیونکہ ادائے زکوٰۃ میں نیت ضرور **شرط** ہے لیکن مقدارِ زکوٰۃ کا صحیح معلوم ہونا **شرط** نہیں۔مگر ایسا شخص گنہگار ہوگا کیونکہ زکوٰۃ کی ادائیگی میں تاخیر گناہ ہے،ایسے شخص کو چاہئے کہ توبہ کرے اور حساب لگا کر بقیہ زکوٰۃ ادا کرے۔(فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ،ج۱۰،ص۱۲۶)

زکوٰۃ ادا کرنے کے لئے وکیل بنانا

زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے کسی کو وکیل بنانا جائز ہے۔

(ماخوذ ازردالمحتار، کتاب الزکوٰۃ ،مطلب فی زکوٰۃ ...الخ، ج۳،ص۲۲۴)

وکیل کو زکوٰۃ کا علم ہونا

وکیل کو زکوٰۃ کے بارے میں بتانا ضروری نہیں،اگر دل میں زکوٰۃ کی نیت ہے اور وکیل کو کہا کہ یہ نفلی صدقہ وخیرات ہے یا عیدی ہے یا قرض ہے فلاں کو دے

دو، تو بھی وکالت درست ہے۔ لیکن بتا دینا بہتر ہے تا کہ وہ ادائیگی کی **شرائط** کا خیال رکھ سکے۔ (ماخوذ ازردالمحتار، کتاب الزکوٰۃ ،مطلب فی زکوٰۃ ...الخ، ج۳،ص۲۲۳)

کیا وکیل بھی زکوٰۃ کی نیت کرے؟

اگر وکیل کو مالک (یعنی مؤکل) نے زکوٰۃ ادا کرنے کی نیت سے مال دیا تو وکیل کو دوبارہ نیت کرنے کی حاجت نہیں کیونکہ اصل یعنی مالک کی نیت موجود ہے۔

(الدرالمختار، کتاب الزکوٰۃ ،مطلب فی زکوٰۃ ...الخ، ج۳،ص۲۲۲ ملخصاً)

نفلی صدقہ کے لئے وکیل بنانے کے بعد زکوٰۃ کی نیت کرنا

وکیل کو دیتے وقت کہا نفل صدقہ یا کفارہ ہے مگر اس سے پہلے کہ وکیل فقیروں کو دے، اُس نے **زکوٰۃ** کی نیّت کرلی تو زکوٰۃ ہی ہے، اگرچہ وکیل نے نفل یا کفارہ کی نیّت سے فقیر کو دیا ہو۔

(الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الزکاۃ، مطلب في زکاۃ ثمن المبیع وفاء، ج۳، ص۲۲۳)

مختلف لوگوں کی زکوٰۃ ملانا

اگر دینے والوں نے ملانے کی صراحۃً **اِجازت** دی تھی یا اس پر عرف جاری ہو اور مؤکل اس عرف سے **واقف** ہو تو وکیل مختلف لوگوں کی **زکوٰۃ** کو آپس میں ملاسکتا ہے ورنہ نہیں۔

(الدرالمختار، کتاب الزکوٰۃ ،مطلب فی زکوٰۃ ...الخ، ج۳،ص۲۲۳ ملخصاً)

وکیل کا کسی کو وکیل بنانا

وکیل مزید کسی کو وکیل بنا سکتا ہے۔ (المرجع السابق،ص۲۲۴)

کیا وکیل کسی کو بھی زکوٰۃ دے سکتا ہے؟

اگر دینے والوں نے مطلقاً **اجازت** دی ہو کہ جس مصرفِ زکوٰۃ میں چاہو صرف کرو تو جس میں چاہے **صرف** کرے اور اگر دینے والوں نے کسی **معیَّن** مصرف میں خرچ کرنے کا کہا ہو تو وہیں **صرف** کرنا پڑے گا۔ فتاوی شامی میں ہے: ''جب زکوٰۃ دینے والے نے یہ کہا ہو کہ فلاں پر زکوٰۃ کی رقم صرف کرو تو وکیل کو اس بات کا اختیار نہیں کہ وہ اس کے علاوہ کسی اور پر زکوٰۃ کی رقم صرف کرے۔'' (المرجع السابق)

کیا وکیل خود زکوٰۃ رکھ سکتا ہے؟

جب دینے والوں نے مطلقاً **اجازت** دی ہو کہ جہاں چاہو صرف کرو تو مستحقِ زکوٰۃ ہونے کی صورت میں وکیل خود **زکوٰۃ** رکھ سکتا ہے ورنہ نہیں۔ درمختار میں ہے: ''وکیل کو جائز ہے کہ اپنے فقیر بیٹے یا بیوی کو زکوٰۃ دے دے مگر خود نہیں لے سکتا، ہاں! اگر دینے والے نے یہ کہا ہو کہ جہاں چاہو مصرفِ زکوٰۃ میں صرف کرو تو اپنے لئے بھی جائز ہے جبکہ فقیر ہو۔'' (الدر المختار، کتاب الزکوٰۃ، ج۳، ص۲۲٤)

زکوٰۃ پیشگی ادا کرنا

پیشگی زکوٰۃ دے سکتے ہیں لیکن اس کے لئے 2 **شرائط** ہیں۔

(۱) دینے والا مالکِ نصاب ہو، (۲) اختتامِ سال پر نصاب **مکمل** ہو۔

اگر یہ دونوں میں سے ایک بھی **شرط** کم ہوگی تو دیا جانے والا مال **نفلی صدقہ** شمار ہوگا۔

(الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکوٰۃ، الباب الاول، ج۱، ص۱۷۶)

پیشگی حساب کا طریقہ

جو صاحبِ نصاب اسلامی بھائی یا اسلامی بہنیں تھوڑی تھوڑی کر کے **پیشگی زکوٰۃ** دینا چاہتے ہیں انہیں چاہئیے کہ وہ اپنے پاس موجود کل مالِ زکوٰۃ (سونا چاندی، کرنسی نوٹ، مالِ تجارت وغیرہ) کا اندازاً حساب لگالیں پھر کل مالِ زکوٰۃ کی قیمت کا 2.5% بطورِ زکوٰۃ الگ الگ کرلیں۔ پھر اگر وہ ماہانہ کے حساب سے دینا چاہیں تو زکوٰۃ کی رقم کو 12 پر تقسیم کرلیں اور اگر ہفتہ وار دینا چاہیں تو 48 پر اور اگر روزانہ دینا چاہیں تو 360 پر تقسیم کرلیں۔ پھر جب سال تمام ہو تو زکوٰۃ کا مکمل حساب کرلیں اور جو کمی ہو اُسے پورا کریں۔

پیشگی زکوٰۃ زیادہ دے دی تو کیا کرے؟

اگر پیشگی زکوٰۃ زیادہ چلی گئی تو اسے آئندہ سال کی زکوٰۃ میں شامل کرلے۔

(الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکوٰۃ، الباب الاول، ج۱، ص۱۷۶)

جسے پیشگی زکوٰۃ دی تھی بعد میں وہ مالدار ہوگیا تو؟

جس فقیر کو پیشگی زکوٰۃ دی تھی وہ سال کے اختتام پر مالدار ہوگیا یا مرگیا یا مرتد ہوگیا تو زکوٰۃ ادا ہوگئی۔ (الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکوٰۃ، الباب الاول، ج۱، ص۱۷۶)

اختتامِ سال پر نصاب باقی نہ رہا تو؟

ایسی صورت میں جو کچھ دیا، **نفلی صدقہ** میں شمار ہوگا۔

(الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکوٰۃ، الباب الاول، ج۱، ص۱۷۶)

زکوٰۃ دینے والے کے مال سے زکوٰۃ کی ادائیگی

جس پرزکوٰۃ واجب ہو اسی کے مال سے زکوٰۃ دینا ضروری نہیں کوئی دوسرا بھی اس کی **اجازت** سے **زکوٰۃ** ادا کرسکتا ہے۔(ماخوذ از فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ، ج۱۰، ص ۱۳۹) مثلاً بیوی پرزکوٰۃ ہو تو اس کی اجازت سے شوہر اپنے مال سے ادا کرسکتا ہے۔

بلا اجازت کسی کے مال سے اس کی زکوٰۃ دینا

کسی کی اجازت کے بغیر اس کے مال سے پیشگی زکوٰۃ دیتا رہا پھر اسے خبر کی اور اس نے جائز رکھا تو بھی **زکوٰۃ** ادا نہیں ہوگی اور جو کچھ مالک کی اجازت کے بغیر فقراء کو دیا ہے اس کا تاوان ادا کرے۔ فتاویٰ شامی میں ہے: ''اگر کسی نے دوسرے کی اجازت کے بغیر زکوٰۃ ادا کردی پھر دوسرے تک خبر پہنچی اور اس نے جائز بھی رکھا تب بھی **زکوٰۃ** ادا نہ ہوگی۔'' (ردالمحتار، کتاب الزکوٰۃ، مطلب فی زکوٰۃ ...الخ، ج۳، ص۲۲۳)

زکوٰۃ دیئے بغیر انتقال کرجانے والے کا حکم

جس شخص پرزکوٰۃ واجب ہے اگر وہ مرگیا تو ساقط ہوگئی یعنی اس کے مال سے **زکوٰۃ** دینا ضروری نہیں، **ہاں** اگر وصیّت کرگیا تو تہائی مال (یعنی کل مال کے تیسرے حصے) تک وصیّت نافذ ہے اور اگر عاقل بالغ ورثہ اجازت دے دیں تو **کُل مال** سے **زکوٰۃ** ادا کی جائے۔ (بہارِ شریعت، ج۱ حصہ ۵، مسئلہ نمبر ۸۴، ص۸۹۲)

مشروط طور پرزکوٰۃ دینا

اگرزکوٰۃ دیتے وقت کوئی شرط لگادی مثلاً یہاں رہوگے تو دیتا ہوں ورنہ

نہیں، یا اس شرط پر زکوٰۃ دیتا ہوں کہ فلاں کام مثلاً تعمیر مسجد یا مدرسہ میں صرف کرو تو لینے والے پر اس شرط کی **پابندی** ضروری نہیں **زکوٰۃ** ادا ہو جائے گی کیونکہ زکوٰۃ ایک صدقہ ہے اور صدقہ شرطِ فاسد سے فاسد نہیں ہوتا۔

(ماخوذ از الدرالمختار و در المحتار ، کتاب الزکوٰۃ ، باب المصرف، ص۳، ص۳۴۳)

زکوٰۃ کی رقم تجارت میں لگا کر اس کا نفع غریبوں میں تقسیم کرنا کیسا؟

اگر سال پورا ہو چکا ہے تو زکوٰۃ کی رقم اس کے مستحق کو دینے کی بجائے تجارت میں لگانا **حرام** ہے۔ہاں اگر کوئی سال پورا ہونے سے پہلے اس **نیت** کے ساتھ اپنی زکوٰۃ کی رقم کاروبار میں لگائے کہ سال تمام ہونے پر یہ رقم اس کے منافع سمیت فقراء کو دے دوں گا تو یہ **نیت** بہت اچھی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ، ج۱۰، ص۱۵۹ ملخصاً)

مالِ زکوٰۃ سے وقف

مالِ زکوٰۃ سے کوئی چیز خرید کر **وقف** نہیں کی جاسکتی اس لئے کہ مالِ زکوٰۃ سے **وقف** ممکن نہیں کیونکہ وقف کسی کی ملکیت نہیں ہوتا اور **زکوٰۃ** ادا کرنے کے لئے **مالک** بنانا شرط ہے۔اس کی تدبیر، یوں کی جاسکتی ہے کہ کسی مصرف زکوٰۃ کو زکوٰۃ دیں پھر وہ اپنی طرف سے کتابیں وغیرہ خرید کر **وقف** کر دے۔

(فتاویٰ رضویہ مُخَرَّجہ، ج۱۰، ص۲۵۵)

زکوٰۃ شہر سے باہر لے جانا

اگر زکوٰۃ پیشگی ادا کرنی ہو تو دوسرے شہر بھیجنا مطلقاً **جائز** ہے اور اگر سال پورا ہو چکا ہے تو دوسرے شہر بھیجنا **مکروہ**، ہاں اگر وہاں کوئی رشتہ دار ہو یا کوئی شخص زیادہ

محتاج ہو یا کوئی نیک متقی شخص ہو یا وہاں بھیجنے میں مسلمانوں کا زیادہ فائدہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔ درمختار میں ہے: ''زکوٰۃ کو دوسری جگہ منتقل کرنا مکروہ ہے، ہاں ایسی صورت میں مکروہ نہیں جب دوسری جگہ کوئی رشتہ دار ہو یا کوئی زیادہ محتاج ہو یا نیک متقی شخص ہو یا اس میں مسلمانوں کا زیادہ فائدہ ہو یا سال سے پہلے جلدی زکوٰۃ دینا چاہتا ہو۔''

(ماخوذاز الدرالمختارو در المحتار ، کتاب الزکوٰۃ ، باب المصرف مطلب فی الحوائج ج۳،ص۲۵۵)

بینک سے زکوٰۃ کی کٹوتی

بینک سے زکوٰۃ کی کٹوتی کی صورت میں ادائیگی زکوٰۃ کی شرائط پوری نہیں ہو پاتیں مثلاً مالک بنانا، کہ زیادہ روپیہ ایسی جگہ خرچ کیا جاتا ہے جہاں کوئی مالک نہیں ہوتا، لہٰذا زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ (وقار الفتاویٰ، ج ۲،ص ۴۱۴ ملخصاً) لہٰذا شرعی احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ اپنی زکوٰۃ شریعت کے مطابق خُود ادا کی جائے۔

حیلۂ شرعی

امیرِ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ اپنی کتاب **''اسلامی بہنوں کی نماز''** صفحہ 166 پر لکھتے ہیں: **حیلۂ شرعی** کا جواز قرآن وحدیث اور فِقہِ حنفی کی مُعتبر کُتُب میں موجود ہے۔ چنانچہ حضرتِ سیِّدُنا ایّوب عَلٰی نَبِیِّناوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی بیماری کے زمانے میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زوجۂ محترمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک بار خدمتِ سراپا عظمت میں تاخیر سے حاضر ہوئیں تو آپ علیہ الصلوٰۃ السلام نے قسم کھائی کہ ''میں تندرست ہوکر 100 کوڑے ماروں گا'' صحت یاب ہونے پر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے انہیں 100 تیلیوں کی جھاڑو مارنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ چُنانچِہ قرآنِ پاک میں ہے:

وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ؕ
ترجَمۂ کنزالایمان: اورفرمایا کہ اپنے ہاتھ میں ایک جھاڑو لے کر اِس سے مار دے اور قسم نہ توڑ۔ (پ ۲۳،صٓ: ٤٤)

''فتاوٰی عالمگیری''میں حِیلوں کاایک مُستقِل باب ہے جس کا نام''کتابُ الحِیَل '' ہے چُنانچِہ''عالمگیری کتابُ الحِیَل ''میں ہے،''جوحِیلہ کسی کاحق مارنے یا اس میں شُبہ پیدا کرنے یا باطِل سے فَریب دینے کیلئے کیا جائے وہ مکروہ ہے اور جوحِیلہ اس لئے کیا جائے کہ آدمی حرام سے بچ جائے یا حلال کوحاصِل کرلے وہ اچّھا ہے۔اس قسم کے حیلوں کے جائز ہونے کی دلیل **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا یہ فرمان ہے:

وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ؕ
ترجَمۂ کنزالایمان : اورفرمایا کہ اپنے ہاتھ میں ایک جھاڑو لے کراس سے مار دے اور قسم نہ توڑ۔ (پ ۲۳،صٓ: ٤٤)

(الفتاوٰی الھندیۃ ،کتاب الحیل ،ج٦،ص ٣٩٠)

کان چَھید نے کا رَواج کب سے ہوا؟

حیلے کے جواز پرایک اور دلیل مُلاحَظہ فرمایئے چُنانچِہ حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ ابنِ عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک بار حضرتِ سیِّدَتُنا سارہ اور حضرتِ سیِّدَتُنا ہاجِرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں کچھ چپقلش ہوگئی۔حضرتِ سیِّدَتُنا سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے قسم کھائی کہ مجھے اگر قابو ملا تو میں ہاجِرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کوئی عُضو کاٹوں گی۔

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرتِ سیِّدُ نا جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت سیِّدُ نا ابراھیم خلیلُ اللّٰہ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی خدمت میں بھیجا کہ ان میں صُلح کروادیں۔ حضرتِ سیِّدَتُنا سارہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے عرض کی، ''**مَاحِیلَةُ یَمِینِی**'' یعنی میری قسم کا کیا حِیلہ ہوگا؟ تو حضرتِ سیِّدُ نا ابراھیم خلیلُ اللّٰہ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام پر وَحی نازِل ہوئی کہ (حضرتِ) سارہ (رضی اللہ تعالٰی عنہا) کو حکم دو کہ وہ (حضرتِ) ہاجِرہ (رضی اللہ تعالٰی عنہا) کے کان چَھید دیں۔ اُسی وقت سے عورَتوں کے کان چَھیدنے کا رَواج پڑا۔

(غمزعُیون البصائر شرح الاشباہ والنظائر، ج۳، ص۲۹۵)

گائے کے گوشت کا تحفہ

اُمّ الْمُؤمِنِین حضرتِ سیِّدَتُنا عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے رِوایت ہے کہ دو جہاں کے سلطان، سرورِ ذیشان، محبوبِ رَحمٰن عَزَّوَجَلَّ وصَلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم کی خدمت میں گائے کا گوشت حاضِر کیا گیا، کسی نے عَرض کی، یہ گوشت حضرتِ سیِّدَتُنا بریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہا پر صَدَقہ ہوا تھا۔ فرمایا: **ھُوَ لَھَا صَدَقَةٌ وَلَنَا ھَدِیَّةٌ.** یعنی یہ بریرہ کے لیے صَدَقہ تھا ہمارے لیے ہِدیّہ ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ، الحدیث ۱۰۷۵ ص ۵۴۱)

زکوٰۃ کا شَرعی حِیلہ

حضرتِ سیِّدَتُنا بریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہا جو کہ صَدَقہ کی حقدار تھیں ان کو بطورِ صَدَقہ مِلا ہوا گائے کا گوشت اگرچہ ان کے حق میں صَدَقہ ہی تھا مگر ان کے قَبضہ کر لینے کے بعد جب بارگاہِ رسالت میں پیش کیا گیا تھا تو اُس کا حکم بدل گیا تھا اور اب وہ

صَدَقہ نہ رہا تھا۔ یوں ہی کوئی مستحق شخص زکوٰۃ اپنے قبضہ میں لینے کے بعد کسی بھی آدمی کو تحفۃً دے سکتا یا مسجِد وغیرہ کیلئے پیش کرسکتا ہے کہ مذکورہ مستحق شخص کا پیش کرنا اب زکوٰۃ نہ رہا، ھدِیَّہ یا عَطِیَّہ ہوگیا۔

حیلۂ شرعی کا طریقہ

حیلہ شرعی کا طریقہ یہ ہے کسی شرعی فقیر کو زکوٰۃ کا مالک بنا دیں پھر وہ (آپ کے مشورے پر یا خود) اپنی طرف سے کسی نیک کام میں خرچ کرنے کے لئے دے دے۔ تو ان شآء اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ دونوں کو ثواب ہوگا۔ فُقَہائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ تعالٰی ارشاد فرماتے ہیں، زکوٰۃ کی رقم مُردے کی تَجہِیز و تکفین یا مسجِد کی تعمیر میں صَرف نہیں کرسکتے کہ تَملیکِ فقیر (یعنی فقیر کو مالِک کرنا) نہ پائی گئی۔ اگر ان اُمور میں خرچ کرنا چاہیں تو اِس کا طریقہ یہ ہے کہ **فقیر** کو (زکوٰۃ کی رقم کا) مالِک کردیں اور وہ (تعمیرِ مسجِد وغیرہ میں) صَرف کرے، اس طرح ثواب دونوں کو ہوگا۔ (ردالمحتار، کتاب الزکوٰۃ، ج۳، ص۳۴۳)

100 افراد کو برابر ثواب ملے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! کفن دَفن بلکہ تعمیرِ مسجِد میں بھی حیلۂ شَرعی کے ذَرِیعہ زکوٰۃ استِعمال کی جاسکتی ہے۔ کیونکہ زکوٰۃ تو فقیر کے حق میں تھی جب فقیر نے قَبضہ کرلیا تو اب وہ مالِک ہو چکا، جو چاہے کرے۔ حیلۂ شَرعی کی بَرَکت سے دینے والے کی زکوٰۃ بھی ادا ہوگئی اور فقیر بھی مسجِد میں دیکر ثواب کا حقدار ہوگیا۔ فقیرِ شَرعی کو حِیلے کا مسئلہ بے شک سمجھا دیا جائے۔ حِیلہ کرتے وقت مُمکِن ہو تو زیادہ

افراد کے ہاتھ میں رقم پِھرانی چاہئے تاکہ سب کو ثواب ملے مَثَلاً حِیلہ کیلئے فقیرِ شَرعی کو ۱۲ لاکھ روپے زکوٰۃ دی، قبضہ کے بعد وہ کسی بھی اسلامی بھائی کو تُحفۃً دیدے یہ بھی قبضے میں لیکر کسی اور کو مالِک بنا دے، یوں سبھی بہ نیّتِ ثواب ایک دوسرے کو مالک بناتے رہیں، آخر والا مسجِد یا جس کام کیلئے حِیلہ کیا تھا اُس کیلئے دیدے تو اِن شآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سبھی کو بارہ بارہ لاکھ روپے صَدَقہ کرنے کا ثواب ملیگا۔ چُنانچِہ حضرتِ سیِّدُنا ابوہُریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت، تاجدارِ رسالت، شَہَنْشاہِ نُبُــوَّت، پیکرِ جُود وسخاوت، سراپا رَحمت، محبوبِ ربُّ العزّت عَــزَّوَجَــلَّ وصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا، اگر سو ہاتھوں میں صَدَقہ گزرا تو سب کو وَیسا ہی ثواب ملے گا جیسا دینے والے کیلئے ہے اور اس کے اَجر میں کچھ کمی نہ ہوگی۔ (تاریخ بغداد، ج۷، ص۱۳۵)

رکھ مت لینا

حِیلہ کرتے وقت شَرعی فقیر کو یہ نہ کہئے کہ واپَس دے دینا، رکھ مت لینا وغیرہ وغیرہ، بِالفرض ایسا کہہ بھی دیا تب بھی زکوٰۃ کی ادائیگی وحِیلہ میں کوئی فرق نہیں پڑے گا کیونکہ صَدَقات وزکوٰۃ اورتُحفہ دینے میں اِس قسم کے شَرطِیَہ اَلفاظ فاسِد ہیں۔ اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنت، مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فتاوٰی شامی کے حوالے سے فرماتے ہیں، ’’ہبہ اور صَدَقہ شرطِ فاسِد سے فاسِد نہیں ہوتے‘‘۔ (فتاوی رضویہ مُخَرَّجہ، ج۱۰، ص۱۰۸)

اگر شرعی فقیر زکوٰۃ لے کر واپس نہ دے تو؟

اگر حیلہ کرنے کیلئے شَرعی فقیر کو زکوٰۃ دی جائے اور وہ لے کر رکھ لے تو اب اس سے نیک کاموں کیلئے جبراً نہیں لے سکتے کیونکہ اب وہ مالِک ہو چکا اور اسے اپنے مال پر اختیار حاصل ہے۔ (فتاوی رضویہ مُخَرَّجَہ، ج۱۰، ص۱۰۸)

حیلہ شرعی کیلئے بھروسے کا آدمی نہ مل سکے تو؟

اگر بھروسے کا کوئی آدمی نہ مل سکے تو اس کا ممکنہ طریقہ یہ ہے کہ اگر پانچ ہزار روپے زکوٰۃ بنتی ہو تو کسی شرعی فقیر کے ہاتھ کوئی چیز مثلاً چند کلو گندم پانچ ہزار کی بیچی جائے اور اسے سمجھا دیا جائے کہ اس کی قیمت تمہیں نہیں دینی پڑے گی بلکہ ہم تمہیں رقم دیں گے اسی سے ادا کر دینا۔ جب وہ بیع قبول کر لے تو گندم اسے دے دی جائے، اس طرح وہ آپ کا پانچ ہزار کا مقروض ہو گیا۔ اب اسے پانچ ہزار روپے زکوٰۃ کی مد میں دیں جب وہ اس پر قبضہ کر لے تو زکوٰۃ ادا ہو گئی، پھر آپ گندم کی قیمت کے طور پر وہ پانچ ہزار واپس لے لیں، اگر وہ دینے سے انکار کرے تو جبراً (زبردستی) بھی لے سکتے ہیں کیونکہ قرض زبردستی بھی وصول کیا جا سکتا ہے۔

(الدر المختار، کتاب الزکوٰۃ، ج۳، ص۲۲۶، ماخوذ از فتاویٰ امجدیہ، ج۱، ص۳۸۸)

فقیر کو زکوٰۃ کی رقم بھلائی کے کاموں میں خرچ کرنے کا مشورہ دینا

حیلہ شرعی میں دینے کے بعد اس فقیر کو کسی امرِ خیر کے لئے دینے کا کہہ سکتے

ہیں اس پر ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ دونوں کو ثواب ملے گا کہ جو کسی بھلائی پر راہنمائی کرتا ہے اس پر عمل کرنے والے کا ثواب اسے بھی ملتا ہے۔

(رد االمحتار، کتاب الزکوٰۃ، ج۳، ص۲۲۷، وماخوذ از فتاویٰ امجدیہ ج۱ ص۳۸۸)

حیلۂ شرعی کئے بغیر زکوٰۃ مدرسے میں خرچ کردی تو؟

اگر کسی نے حیلۂ شرعی کئے بغیر زکوٰۃ مدرسے میں خرچ کردی تو اب وہ خرچ زکوٰۃ میں شمار نہیں ہوسکتا کیونکہ ادائیگی کی شرائط موجود نہیں ہے۔ جو کچھ خرچ کیا گیا وہ خرچ کرنے والے کی طرف سے ہوا۔ اس پر لازم ہے کہ اس تمام رقم کا تاوان دے (یعنی اتنی رقم اپنے پاس سے ادا کرے)۔ (ماخوذ از فتاویٰ فقیہ ملت، ج۱، ص۳۱۱)

ماں باپ کو زکوٰۃ دینے کے لئے حیلۂ شرعی کرنا

ماں باپ محتاج ہوں اور حیلہ کر کے زکوٰۃ دینا چاہتا ہے کہ یہ فقیر کو دے دے پھر فقیر انھیں دے یہ مکروہ ہے۔ یونہی حیلہ کر کے اپنی اولاد کو دینا بھی مکروہ ہے۔

(بہارِ شریعت، ج۱، حصہ۵، مسئلہ۲۴، ص۹۲۸)

زکوٰۃ کی جگہ نفلی صدقہ کرنا

اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولٰینا شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن نے فتاویٰ رضویہ جلد 24 صَفحَہ 206 پر ایک سُوال کے جواب میں جو کچھ ارشاد فرمایا اس کا خُلاصہ پیشِ خدمت ہے، چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

اُس سے بڑھ کر احمق کون کہ اپنا مال جُھوٹے سچے نام کی خیرات میں

صرف کرے اور **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا فرض اور اس بادشاہ قہار کا وہ بھاری قرض گردن پر رہنے دے۔ شیطان کا بڑا دھوکا ہے کہ آدمی کو نیکی کے پردے میں ہلاک کرتا ہے۔ نادان سمجھتا ہی نہیں، یہ سمجھا کہ نیک کام کر رہا ہوں اور نہ جانا کہ نفل بے فرض نرے دھوکے کی ٹٹی ہے، اس کے **قبول** کی اُمید تو مفقود اور اس کے ترک کا **عذاب** گردن پر موجود۔ اے عزیز ! **فرض خاص سلطانی قرض ہے اور نفل گویا تحفہ و نذرانہ۔ قرض** نہ دیجئے اور بالائی بیکار **تحفے** بھیجئے وہ قابلِ قبول ہوں گے خصوصاً اس شہنشاہِ غنی کی بارگاہ میں جو تمام جہان و جہانیاں سے بے نیاز؟ یوں یقین نہ آئے تو دنیا کے جُھوٹے حاکموں ہی کو **آزمالے**، کوئی زمین دار **مال گزاری** تو بند کرلے اور **تحفے** میں ڈالیاں بھیجا کرے، دیکھو تو سرکاری **مجرم** ٹھہرتا ہے یا اس کی ڈالیاں کچھ بہبود کا پھل لاتی ہیں؟ ذرا آدمی اپنے ہی گریبان میں منہ ڈالے، فرض کیجئے آسامیوں سے کسی کھنڈ ساری (چینی بنانے والے) کا رَس بندھا ہوا ہے جب دینے کا وقت آئے وہ رَس تو ہرگز نہ دیں مگر تحفے میں آم خربوزے بھیجیں، کیا یہ شخص ان آسامیوں سے راضی ہوگا یا آتے ہوئے اس کی نادہندگی پر جو آزار انھیں پہنچا سکتا ہے ان آم خربوزے کے بدلے اس سے باز آئے گا؟ سبحان اللہ ! جب ایک کھنڈ ساری کے مطالبہ کا یہ حال ہے تو ملک الملوک احکم الحاکمین جل وعلا کے قرض کا کیا پُوچھنا!

امیرُ المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت

جب خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیّدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کی نزع کا وقت ہوا امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو بلا کر فرمایا : اے عمر ! اللہ سے ڈرنا اور جان لو کہ اللہ کے کچھ کام دن میں ہیں کہ انھیں رات میں کرو تو قبول نہ فرمائے گا اور کچھ کام رات میں کہ انھیں دن میں کرو تو مقبول نہ ہوں گے، اور خبردار رہو کہ کوئی نفل قبول نہیں ہوتا جب تک فرض ادا نہ کر لیا جائے۔

(حلیۃ الاولیاء،اسم ابو بکر الصدیق، ج ۱،ص ۷۱)

غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تنبیہ

حضور پُرنور سیّدنا غوث اعظم مولائے اکرم حضرت شیخ محی الملّۃ والدّین **ابو محمد عبد القادر جیلانی** رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب مستطاب **"فتوح الغیب شریف"** میں کیا کیا جگر شگاف **مثالیں** ایسے شخص کے لیے ارشاد فرمائی ہیں جو **فرض** چھوڑ کر **نفل** بجالائے۔ فرماتے ہیں : اس کی **کہاوت** ایسی ہے جیسے کسی شخص کو بادشاہ اپنی **خدمت** کے لیے بلائے ، یہ وہاں تو **حاضر** نہ ہُوا اور اس کے **غلام** کی **خدمتگاری** میں موجود رہے۔ پھر حضرت امیر المومنین مولی المسلمین سید نا **مولیٰ علی مرتضیٰ** کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے اس کی مثال نقل فرمائی کہ جناب ارشاد فرماتے ہیں : ایسے شخص کا **حال** اس عورت کی طرح ہے جسے **حمل** رہا جب بچّہ ہونے کے دن قریب آئے **اِسقاط** (یعنی بچہ ضائع) ہوگیا اب وہ **نہ حاملہ ہے نہ بچّہ والی** ۔یعنی جب پُورے دنوں پر اگر اسقاط ہو تو **محنت** تو پُوری اٹھائی اور **نتیجہ** خاک نہیں کہ اگر بچہ ہوتا تو **ثمرہ** (یعنی پھل) خود موجود تھا حمل باقی رہتا تو آگے **امید** لگی تھی ،اب نہ حمل نہ بچّہ، نہ اُمید نہ ثمرہ

اور **تکلیف** وہی جھیلی جو بچّہ والی کو ہوتی۔ ایسے ہی اس **نفل خیرات** دینے والے کے پاس روپیہ تو اٹھا مگر جبکہ **فرض چھوڑا یہ نفل بھی قبول نہ ہُوا تو خرچ کا خرچ ہوا اور حاصل کچھ نہیں**۔ اسی کتاب مبارک میں حضور مولیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ: فان اشتغل بالسنن والنوافل قبل الفرائض لم یقبل منه واھین **یعنی** فرض چھوڑ کر سنّت ونفل میں مشغول ہوگا یہ قبول نہ ہوں گے اور خوار کیا جائے گا۔

(شرح فتوح الغیب، ص ۵۱۱ تا ۵۱۴)

حضرت **شیخ الشیوخ امام شہاب الملّۃ والدّین سُہروردی** قدس سرہ العزیز **عوارف شریف** کے باب الثامن والثلثین میں **حضرت خواص** رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرماتے ہیں: بلغنا ان اللّٰہ لا یقبل نافلۃ حتی یؤدی فریضۃ یقول اللّٰہ تعالیٰ مثلکم کمثل العبد السوء بداء بالھدایۃ قبل قضاء الدین۔ **یعنی** ہمیں خبر پہنچی کہ اللہ عزّ وجل کوئی نفل قبول نہیں فرماتا یہاں تک کہ فرض ادا کیا جائے، اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے فرماتا ہے کہاوت تمھاری بد بندہ کی مانند ہے جو قرض ادا کرنے سے پہلے تحفہ پیش کرے۔

(عوارف المعارف، ص ۱۹۱)

چار فرائض میں تین پر عمل کرنا

خود حدیث میں ہے: حضور پُر نور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اربع فرضھن اللّٰہ فی الاسلام فمن جاء بثلث لم یغنین عنه شیئًا حتی یاتی بھن جمیعًا الصّلوۃ والزکوٰۃ وصیام رمضان وحج البیت۔ **چار 4 چیزیں**

اللہ تعالیٰ نے اسلام میں فرض کی ہیں جو ان میں سے تین ادا کرے وہ اسے کچھ کام نہ دیں جب تک پُوری چاروں نہ بجالائے نماز، زکوٰۃ، روزہ رمضان، حجِ کعبہ۔

(مسند امام احمد، مسند الشاميين، ج٦، ص٢٣٦)

نماز قبول نہیں

حضرت سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: امرنا باقام الصلوة وايتاء الزكوة ومن لم يزك فلا صلوة له ہمیں حکم دیا گیا کہ نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں اور **جو زکوٰۃ نہ دے اس کی نماز قبول نہیں۔**

(المعجم الكبير، الحديث ١٠٠٩٥ ج١٠، ص١٠٣)

سبحان اللہ! جب زکوٰۃ نہ دینے والے کی نماز، روزے، حج تک **مقبول** نہیں تو اس **نفل خیرات** نام کی کائنات سے کیا **امید** ہے بلکہ انہی سے اصبہانی کی روایت میں آیا کہ فرماتے ہیں: من اقام الصلوة ولم يؤت الزكوة فليس بمسلم ينفعه۔ جو نماز ادا کرے اور زکوٰۃ نہ دے وہ مُسلمان نہیں کہ اسے اس کا عمل کام آئے۔ (الزواجر، ج١، ص٢٨٠) **الٰہی!** مسلمان کو ہدایت فرما آمین!

جو صدقہ و خیرات کر چکا اس کا حکم!

بالجملہ جس شخص نے آج تک جس قدر **خیرات** کی، مسجد بنائی، گاؤں **وقف** کیا، یہ سب امور **صحیح و لازم** تو ہوگئے کہ اب نہ دی ہوئی **خیرات** فقیر سے واپس کرسکتا ہے نہ کئے ہوئے **وقف** کو پھیر لینے کا اختیار رکھتا ہے، نہ اس گاؤں کی توفیر ادائے زکوٰۃ، خواہ اپنے اور کسی کام میں صرف کرسکتا ہے کہ وقف بعد تمامی **لازم و حتمی** ہوجاتا ہے

جس کے **ابطال** کا ہرگز اختیار نہیں رہتا۔

مگر اس کے باوجود جب تک **زکوٰۃ پوری پوری** نہ ادا کرے ان افعال پر **امیدِ ثواب و قبول** نہیں کہ کسی فعل کا **صحیح** ہوجانا اور بات ہے اور اس پر **ثواب** ملنا، مقبول بارگاہ ہونا اور بات ہے، مثلاً اگر کوئی شخص دکھاوے کے لیے نماز پڑھے نماز صحیح تو ہوگئی فرض اُتر گیا، پر نہ قبول ہوگی نہ ثواب پائے گا، بلکہ الٹا گناہگار ہوگا، یہی حال اس شخص کا ہے۔

شیطان کے وار کو پہچانئے

اے عزیز! اب **شیطان لعین** کہ انسان کا کھلا **دُشمن** ہے بالکل ہلاک کر دینے اور یہ ذرا سا ڈورا جو قصدِ خیرات کا لگا رہ گیا ہے جس سے فقراء کو تو نفع ہے اسے بھی کاٹ دینے کے لیے یوں **فقرہ** سُجھائے گا کہ جو خیرات **قبول** نہیں تو کرنے سے کیا **فائدہ**، چلو اسے بھی دُور کرو، اور شیطان کی پوری بندگی بجالاؤ، مگر اللہ عزوجل کو تیری بھلائی اور عذاب شدید سے **رہائی** منظور ہے، وہ تیرے دل میں ڈالے گا کہ اس **حکمِ شرعی کا جواب** یہ نہ تھا جو اس **دشمنِ ایمان** نے تجھے **سکھایا** اور رہا سہا بالکل ہی **متمرد و سرکش** بنایا بلکہ تجھے تو **فکر** کرنی تھی جس کے باعث عذابِ سلطانی سے بھی **نجات** ملتی اور آج تک کہ یہ وقف و مسجد و خیرات بھی سب **قبول** ہوجانے کی اُمید پڑتی، بھلا غور کر وہ بات **بہتر** کہ بگڑتے ہُوئے کام پھر **بن** جائیں، **اکارت** جاتی محنتیں از سرِ نو **ثمرہ** لائیں یا معاذ اللہ یہ بہتر کہ رہی سہی نام کو جو صورتِ بندگی باقی ہے اسے بھی **سلام**

کیجئے اور کھلے ہوئے **سرکشوں**، **اشتہاری باغیوں** میں نام لکھا لیجئے، وہ **نیک تدبیر** یہی ہے کہ زکوٰۃ نہ دینے سے **توبہ** کیجئے۔

زکوٰۃ ادا کردیجئے

آج تک جتنی زکوٰۃ گردن پر ہے **فوراً** دل کی خوشی کے ساتھ اپنے رب کا حکم ماننے اور اسے راضی کرنے کو **ادا** کردیجئے کہ **شہنشاہِ بے نیاز** کی درگاہ میں **باغی غلاموں** کی فہرست سے نام کٹ کر **فرماں بردار بندوں** کے دفتر میں چہرہ لکھا جائے۔ **مہربان مولا** جس نے جان عطا کی، اعضا دئے، مال دیا، کروڑوں نعمتیں بخشیں، اس کے حضور منہ **اُجالا** ہونے کی صورت نظر آئے اور **مژدہ** ہو، بشارت ہو، نوید ہو، تہنیت ہو کہ ایسا کرتے ہی اب تک جس قدر **خیرات** دی ہے وقف کیا ہے، مسجد بنائی ہے، ان سب کی بھی مقبولی کی اُمید ہوگی کہ جس جُرم کے باعث یہ قابلِ قبول نہ تھے جب وہ زائل ہوگیا انھیں بھی باذن اللہ تعالیٰ **شرفِ قبول** حاصل ہوگیا۔

زکوٰۃ کا حساب کیسے لگائیے؟

چارہ کار تو یہ ہے آگے ہر شخص اپنی بھلائی بُرائی کا اختیار رکھتا ہے، مدّتِ دراز گزرنے کے باعث اگر زکوٰۃ کا **تحقیقی حساب** نہ معلوم ہوسکے تو عاقبت پاک کرنے کے لیے **بڑی سے بڑی رقم** جہاں تک خیال میں آسکے **فرض** کرلے کہ **زیادہ** جائے گا تو **ضائع** نہ جائے گا، بلکہ تیرے **رب** مہربان کے پاس تیری بڑی حاجت کے وقت کے لیے **جمع** رہے گا وہ اس کا **کامل اجر** جو تیرے حوصلہ وگمان سے باہر ہے عطا فرمائے گا، اور کم کیا تو بادشاہ قہار کا مطالبہ جیسا ہزار روپیہ کا ویسا ہی ایک پیسے کا۔

قصور اپنا ہے

اگر اس وجہ سے کہ مال کثیر اور برسوں کی زکوٰۃ ہے یہ رقم وافر دیتے ہوئے نفس کو درد پہنچے گا، تو **اوّل** تو یہ ہی خیال کر لیجئے کہ قصور اپنا ہے سال بہ سال دیتے رہتے تو یہ گٹھڑی کیوں بندھ جاتی، پھر خدائے کریم عزّ وجل کی مہربانی دیکھئے، اس نے یہ حکم نہ دیا کہ **غیروں** ہی کو دیجئے بلکہ **اپنوں** کو دینے میں دُونا ثواب رکھا ہے، ایک تصدّق کا، ایک صلہ رحم کا۔ تو جو اپنے گھر سے پیارے، دل کے عزیز ہوں جیسے بھائی، بھتیجے، بھانجے، انھیں دے دیجئے کہ ان کا دینا چنداں ناگوار نہ ہوگا، بس **اتنا لحاظ** کر لیجئے کہ نہ وہ غنی ہو نہ غنی باپ زندہ کہ نابالغ بچّے، نہ اُن سے علاقہ زوجیت یا ولادت ہو یعنی نہ وُہ اپنی اولاد میں نہ آپ انکی اولاد میں۔ پھر اگر رقم ایسی ہی فراواں (یعنی کثیر) ہے کہ گویا ہاتھ بالکل **خالی** ہُوا جاتا ہے تو دئے بغیر تو چھٹکارا نہیں، خدا کے وہ **سخت عذاب** ہزاروں برس تک جھیلنے بہت **دشوار** ہیں، دُنیا کی یہ چند سانسیں تو جیسے بنے **گزر ہی** جائیں گی۔

برسوں کی زکوٰۃ کی ادائیگی کا ایک حیلہ

اگر یہ شخص اپنے ان عزیزوں کو بہ نیّتِ **زکوٰۃ** دے کر قبضہ دلائے پھر وہ ترس کھا کر بغیر اس کے جبر و اِکراہ کے (یعنی مجبور کئے بغیر) اپنی خوشی سے بطورِ ہبہ **جس قدر** چاہیں واپس کر دیں تو سب کے لیے سراسر **فائدہ** ہے، اس کے لیے یہ کہ خدا کے **عذاب** سے چھُوٹا، اللہ تعالیٰ کا قرض وفرض **ادا** ہُوا اور مال بھی **حلال و پاکیزہ** ہو کر واپس ملا، جو **بچ** رہا وُہ اپنے جگر پاروں کے پاس رہا، ان کے لیے یہ **فائدے** ہیں کہ دنیا میں **مال** ملا عقبٰی میں اپنے عزیز مسلمان بھائی پر ترس کھانے اور اسے ہبہ کرنے اور اس کے ادائے زکوٰۃ میں مدد دینے سے **ثواب** پایا، پھر اگر ان پر پُورا اطمینان ہو تو

زکوٰۃ سالہا سال حساب لگانے کی بھی حاجت نہ رہے گی، اپنا کل مال بطورِ تصدّق انھیں دے کر قبضہ دلا دے پھر وہ جس قدر چاہیں اسے اپنی طرف سے ہبہ کر دیں، کتنی ہی زکوٰۃ اس پر تھی سب ادا ہوگئی اور سب مطلب بر آئے اور فریقین نے ہر قسم کے دینی و دنیوی نفع پائے، مولیٰ عَزَّوَجَلَّ اپنے کرم سے توفیق عطا فرمائے۔ آمین آمین یا رب العالمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم

خوشدِلی سے زکوٰۃ دیجئے

حضرتِ سیدنا ابودَرْداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم نے فرمایا، ''جو ایمان کے ساتھ ان پانچ چیزوں کو بجالایا جنت میں داخل ہوگا، جس نے پانچ نمازوں کی ان کے وضو اور رکوع اور سجود اور اوقات کے ساتھ پابندی کی اور رمضان کے روزے رکھے اور جس نے استطاعت ہونے پر حج کیا اور خوش دلی سے زکوٰۃ ادا کی۔''

(مجمع الزوائد، کتاب الایمان، فیما بنی علیہ الا سلام، رقم ۱۳۹، ج۱، ص ۲۰۵)

حضرتِ سیدنا عبداللہ بن معاویہ الغاضری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے سیّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم نے فرمایا، ''جس نے تین کام کئے اس نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا، (۱) جس نے ایک اللہ کی عبادت کی اور یہ یقین رکھا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کوئی معبود نہیں (۲) جس نے خوشدلی سے ہر سال اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کی (۳) جس نے زکوٰۃ میں بوڑھے اور بیمار جانور یا بوسیدہ کپڑے اور گھٹیا مال کی بجائے اوسط درجے کا مال دیا کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ تم سے تمہارا بہترین مال طلب نہیں کرتا اور نہ ہی گھٹیا مال دینے کی اجازت دیتا ہے۔''

(ابو دائود، کتاب الزکاۃ، فی زکاۃ السائمہ، رقم ۱۵۸۲، ج۲، ص ۱۴۷)

جانوروں کی زکوٰۃ

جانوروں کی زکوٰۃ کب فرض ہوگی؟

ہر قسم کے **جانور کی زکوٰۃ** نہیں دیں گے اس میں **تفصیل** یہ ہے کہ

☆ جو جانور **تجارت** کی غرض سے خریدے گئے ہیں، وہ مالِ تجارت ہیں اور ان کی **زکوٰۃ** ان کی **قیمت** کے حساب سے دی جائے گی۔

☆ جو **جانور** سال کا اکثر حصہ جنگل میں **چَر** کر گزارہ کرتے ہوں اور چَرانے سے مقصود صرف دودھ اور بچے لینا اور فربہ کرنا ہے، یہ **سَائِمَہ** کہلاتے ہیں ان کی **زکوٰۃ** دینا ہوگی۔

☆ جو جانور اگرچہ جنگل میں چَرتے ہوں لیکن اس سے **مقصود** بوجھ لادنا یا ہل وغیرہ کے کام میں لانا یا سواری میں استعمال کرنا یا ان کا گوشت کھانا ہو تو یہ جانور **سَائِمَہ** نہیں ہیں، ان کی **زکوٰۃ** دینا واجب نہیں ہے۔

☆ جن **جانوروں** کو گھر پر چارہ کھلاتے ہوں ان کی بھی **زکوٰۃ** واجب نہیں ہے۔

(ماخوذ از الدرالمختار و رد المحتار، کتاب الزکوٰۃ، باب السائمۃ، ج۳، ص ۲۳۲، ۲۳٤)

نوٹ: جانوروں کی زکوٰۃ کے مصارف بھی وہی ہیں جو سونے چاندی اور کرنسی نوٹوں وغیرہ کے ہیں۔

تجارت کے لئے جانور خرید کر چَرانا شروع کر دیا تو....

اگر جانور **تجارت** کے لئے خریدا تھا مگر بعد میں **چَرانا** شروع کر دیا تو اگر اسے **سائمہ** بنانے کی **نیت** کر لی تو اب سال شروع ہو جائے گا اور اگر **نیت** نہیں کی تھی تو **مالِ تجارت** ہی رہے گا۔

(الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکوٰۃ، الباب الثانی، الفصل الاول، ج۳، ص ۱۷۷)

وقف کے جانوروں کی بھی زکوٰۃ

وقف کی جانوروں کی زکوٰۃ دینا واجب نہیں ہے۔

(ماخوذاز الدرالمختارو در المحتار ، کتاب الزکوٰۃ ، باب السائمۃ، ج۳،ص۲۳۶)

کتنی قسم کے جانوروں میں زکوٰۃ واجب ہے؟

3 قسم کے جانوروں میں **زکوٰۃ** واجب ہے جب کہ سائمہ ہوں:

(1)اونٹ (2) گائے (3) بکری

اُونٹ کی زکوٰۃ

اُونٹ کی زکوٰۃ کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے:

☆ کم ازکم 5 اونٹوں پر نصاب پورا ہوتا ہے، پانچ سے کم اونٹوں میں **زکوٰۃ** واجب نہیں ہے۔

☆5 سے 25 تک کی **زکوٰۃ** اس طرح دیں گے کہ ہر 5 کے بدلے **ایک سالہ بکری یا بکرا** دیں گے۔ ایک نصاب سے دوسرے نصاب کی درمیانی تعداد شاملِ زکوٰۃ نہیں ہوگی مثلاً پانچ کے بعد اگر ایک، دو، تین یا چار اونٹ زائد ہوں اُن کی **زکوٰۃ** نہیں دی جائے گی بلکہ دس اونٹ پورے ہونے پر دی جائے گی۔

☆25 سے 35 تک ایک سالہ مادہ اونٹنی جو دوسرے برس میں ہو، دی جائے گی۔

☆36 سے 45 تک مادہ اونٹنی جو دو سال کی ہو کر تیسرے برس میں ہو، دی جائے گی۔

☆46 سے 60 تک مادہ اونٹنی جو تین سال کی ہو کر چوتھے برس میں ہو، دی جائے گی۔

☆61 سے 75 تک مادہ اونٹنی جو چار سال کی ہو کر پانچویں برس میں ہو، دی جائے گی۔

☆76 سے 90 تک 2 مادہ اونٹنیاں جو دو سال کی ہو کر تیسرے برس میں ہوں، دی جائیں گی۔

☆91 سے 120 تک 2 مادہ اونٹنیاں جو تین سال کی ہو کر چوتھے برس میں ہوں، دی جائیں گی۔

☆121 سے 145 تک 2 مادہ اونٹنیاں جو تین سال کی ہو کر چوتھے برس میں ہوں اور ہر پانچ پر ایک سالہ بکری یا بکرا دیا جائے۔ مثلاً 125 پر 2 اونٹنیوں کے ساتھ ایک بکری، 130 پر 2 اونٹنیوں کے ساتھ دو بکریاں، 135 میں پر 2 اونٹنیوں کے ساتھ تین بکریاں، 140 میں 2 اونٹنیوں کے ساتھ چار بکریاں۔

☆145 میں 2 مادہ اونٹنیاں جو تین سال کی ہو کر چوتھے برس میں ہوں اور ایک اونٹ کا بچہ جو ایک سال کا ہو کر دوسرے برس میں ہو، دیا جائے گا۔

☆150 اونٹوں پر 3 مادہ اونٹنیاں جو تین سال کی ہو کر چوتھے برس میں ہوں، دی جائیں گی۔

☆150 سے 170 تک 3 مادہ اونٹنیاں جو تین سال کی ہو کر چوتھے برس میں ہوں، دی جائیں گی اور ہر پانچ پر ایک سالہ بکری یا بکرا دیا جائے۔ مثلاً 155 پر 3 اونٹنیوں کے ساتھ ایک بکری، 160 پر اونٹنیوں کے ساتھ دو بکریاں، علیٰ ھذا القیاس۔

☆175 سے 185 تک 3 مادہ اونٹنیاں جو تین سال کی ہو کر چوتھے برس میں ہوں، دی جائیں گی اور ایک سالہ اونٹنی جو دوسرے سال میں ہو دی جائے گی۔

☆186 سے 195 تک 3 مادہ اونٹنیاں جو تین سال کی ہو کر چوتھے برس میں ہوں، دی جائیں گی اور ایک اونٹنی جو دو سال کی ہو کر تیسرے سال میں ہو، دی جائے گی۔

☆195 سے 200 تک 4 مادہ اونٹنیاں جو تین سال کی ہو کر چوتھے برس میں ہوں، دی جائیں گی۔ اگر چاہیں تو 5 مادہ اونٹنیاں جو دو سال کی ہو کر تیسرے برس میں ہوں، دی جائیں گی۔

☆ 200 سے 250 تک کا حساب اسی طرح سے کیا جائے گا جس طرح 150 سے 200 تک کیا گیا ہے۔

(الفتاوٰی الھندیہ، کتاب الزکوٰۃ، الباب الثانی، الفصل الثانی، ج۱، ص۱۷۷، الدرالمختار، کتاب الزکوٰۃ، باب نصاب الابل، ج۳، ص۲۳۸)

مزید آسانی کے لئے نیچے دیا گیا جدول ملاحظہ کیجئے:

اونٹوں کی تعداد	زکوٰۃ
5 سے 9 تک	ایک بکری
10 سے 14 تک	دو بکریاں
15 سے 19 تک	تین بکریاں
20 سے 24 تک	چار بکریاں
25 سے 35 تک	اونٹ کا ایک سال کا مادہ بچہ
36 سے 45 تک	اونٹ کا دو سال کا مادہ بچہ
46 سے 60 تک	تین سال کی اونٹنی
61 سے 75 تک	چار سال کی اونٹنی
76 سے 90 تک	دو، دو سال کی دو اونٹنیاں
91 سے 120 تک	تین، تین سال کی دو اونٹنیاں

اُونٹوں کی زکوٰۃ میں مادہ اونٹنی کی جگہ نَر اونٹ دینا کیسا؟

اُونٹوں کی زکوٰۃ میں مادہ اونٹنی کی جگہ نَر اونٹ بھی دیا جاسکتا ہے مگر اس کے لئے ضروری ہے وہ قیمت میں مادہ سے کم نہ ہو۔

(الدرالمختار، کتاب الزکوٰۃ، باب نصاب الابل، ج۳، ص ۲۴۰)

اونٹوں کی زکوٰۃ میں مذکورہ جانوروں کی جگہ ان کی قیمت دینا

اونٹوں کی زکوٰۃ میں مذکورہ جانوروں کی جگہ ان کی قیمت بھی دی جاسکتی ہے۔

گائے کی زکوٰۃ

گائے اور بھینس کی زکوٰۃ کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے:

☆ کم ازکم 30 گایوں یا بھینسوں پر نصاب پورا ہوتا ہے، تیس سے کم میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

☆30 سے 39 تک کی زکوٰۃ میں سال بھر کا بچھڑا، یا بچھیا دیں گے۔

☆40 سے 59 تک کی زکوٰۃ میں دو سالہ بچھڑا، یا بچھیا دیں گے۔

☆60 میں سال بھر کے 2 بچھڑے یا بچھیا دیں گے۔

☆70 میں سال بھر کا 1 اور ایک 2 سالہ بچھڑا یا بچھیا دیں گے۔

☆80 میں 2 سالہ دو بچھڑے یا بچھیا دیں گے۔

(الدر المختار، کتاب الزکوٰۃ، باب زکوٰۃ البقر، ج۳، ص ۲۴۱)

مزید آسانی کے لئے جدول ملاحظہ کیجئے:

زکوٰۃ	گائے یا بھینس کی تعداد
ایک سال کا بچھڑا یا بچھیا	30 ہوں تو
پورے دو سال کا بچھڑا یا بچھیا	40 ہوں تو
ایک ایک سال کے دو بچھڑے یا بچھیاں	60 ہوں تو
ایک سال کا بچھڑا اور ایک دو سال کا بچھڑا	70 ہوں تو
دو سال کے دو بچھڑے	80 ہوں تو

بکریوں کی زکوٰۃ

بکریوں، بکروں، بھیڑوں یا دُنبوں کی زکوٰۃ کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے:

☆ کم از کم 40 بکریوں یا بکروں وغیرہ پر نصاب پورا ہوتا ہے، چالیس سے کم میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

☆40 سے 120 تک کی زکوٰۃ میں سال بھر کی بکری یا بکرا دیں گے۔

☆121 سے 200 تک کی زکوٰۃ میں سال بھر کی 2 بکریاں یا بکرے دیں گے۔

☆201 سے 399 تک کی زکوٰۃ میں سال بھر کی 3 بکریاں یا بکرے دیں گے۔

☆400 میں سال بھر کی 4 بکریاں یا بکرے دیں گے۔

☆اس کے بعد ہر سو پر ایک بکری یا بکرے کا اضافہ کرتے چلے جائیں گے۔

(الفتاویٰ الھندیہ ، کتاب الزکوٰۃ ،الباب الثانی فی صدقۃ السوائم،الفصل الرابع،ج ۱،ص۱۷۸)

مزید آسانی کے لئے جدول ملاحظہ کیجئے:

بکریوں کی تعداد	زکوٰۃ
40 سے 120 تک	ایک بکری
121 سے 200 تک	دو بکریاں
201 سے 399 تک	تین بکریاں
400 پورے ہونے پر	چار بکریاں
400 سے زیادہ ہوں تو	ہر سو پر ایک بکری

جانوروں کی زکوٰۃ کے دیگر مسائل

کتنی عمر کے جانوروں کی زکوٰۃ واجب ہے؟

ایک سال کی عمر کے جانوروں کی زکوٰۃ واجب ہے مثلاً اگر 39 بکریاں سال سے کم عمر کی ہیں اور ایک سال بھر کا ہو چکا تو اب تمام کو شاملِ حساب کیا جائے گا اور اگر کوئی بھی سال بھر کا نہیں تو نہیں کیا جائے گا۔

(ماخوذ از الجوهرة النيره ، کتاب الزکوٰۃ، باب زکوٰۃالخیل ، ج۳،ص۲۰۸)

اگر کوئی بھی نصاب کو نہ پہنچتا ہو تو؟

اگر کسی کے پاس اونٹ ، گائیں اور بکریاں ہوں لیکن ان میں سے کوئی بھی نصاب کو نہ پہنچتا ہو تو ان کو نہیں ملایا جائے گا۔

(ماخوذ از الدرالمختار، کتاب الزکوٰۃ، باب زکوٰۃالمال ، ج۳،ص۲۰۸)

گھوڑے گدھے اور خچر کی زکوٰۃ

گھوڑے گدھے اور خچر کی زکوٰۃ دینا واجب نہیں ہے اگر چہ سائمہ ہوں، ہاں ! اگر تجارت کے لئے ہوں تو واجب ہے۔

(ماخوذ از الدرالمختار، کتاب الزکوٰۃ، باب زکوٰۃالغنم ، ج۳،ص۲۴۴)

صدقۂ فطر [1]

بعدِ رمضان نمازِ عید کی ادائیگی سے قبل دیا جانے والا صدقۂ واجبہ، **صدقۂ فطر** کہلاتا ہے۔ خلیلِ ملّت حضرت علامہ مفتی محمد خلیل خان برکاتی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ''**صدقۂ فطر** دراصل رمضان المبارک کے روزوں کا صدقہ ہے تاکہ لغو اور بے ہودہ کاموں سے روزے کی طہارت ہو جائے اور ساتھ ہی غریبوں، ناداروں کی عید کا سامان بھی اور روزوں سے حاصل ہونے والی نعمتوں کا شکریہ بھی۔''

(ہمارا اسلام، حصہ ۷، ص ۸۷)

''حُسَین'' کے چار حُرُوف کی نسبت سے صدقۂ فطر کی فضلیت کی 4 روایات

(1) اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیُوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم سے اس آیت کریمہ کے بارے میں سوال کیا گیا

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ﴿۱۴﴾ وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ﴿۱۵﴾ (پ ۳۰، الاعلیٰ: ۱۴، ۱۵) ترجمۂ کنز الایمان: بے شک مراد کو پہنچا جو ستھرا ہوا اور اپنے رب کا نام لے کر نماز پڑھی۔

تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''یہ آیت **صدقہ فطر** کے بارے میں نازل ہوئی۔''

(صحیح ابن خزیمہ، الحدیث ۳۹۷، ج ٤، ص ۹۰)

(2) سرکارِ مدینۂ منوّرہ، سردارِ مکّۂ مکرّمہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ بَرَکت نشان ہے: ''جو تمہارے مالدار ہیں اللہ تعالیٰ (صدقۂ فطر دینے کی وجہ سے)

---

[1]: ''صدقہ فطر کے فضائل ومسائل'' (از امیر اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ) کا پمفلٹ مکتبۃ المدینہ سے ھدیۃً طلب کیجئے

انہیں پاک فرمادے گا اور جو تمہارے غریب ہیں تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ انہیں اس سے بھی زیادہ دے گا۔'' (سنن ابی داود، کتاب الزکوٰۃ ،باب روی من ضاع من قمح،الحدیث ۱۶۱۹،ج۲،ص ۱۶۱)

(3) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں، کہ ''**صدقۂ فطر** ادا کرنے میں تین فضلتیں ہیں؛ پہلی روزے کا قبول ہونا، دوسری سکرات موت میں آسانی اور تیسری عذاب قبر سے نجات۔''

(المبسوط للسرخسی، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر، ج۲، ص۱۱٤)

(4) حضرت سیدنا ابوخلدہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں: کہ میں حضرت سیدنا ابوالعالیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے فرمایا کہ کل جب تم عیدگاہ جاؤ، تو مجھ سے ملتے جانا۔ جب میں گیا تو مجھ سے فرمایا: ''کیا تم نے کچھ کھایا؟'' میں نے کہا: ''ہاں۔'' فرمایا: ''کیا تم نہا چکے ہو؟'' میں نے کہا: ''ہاں۔'' فرمایا: ''صدقۂ فطر ادا کر چکے ہو؟'' میں نے کہا: ''ہاں صدقۂ فطر ادا کر دیا ہے۔'' فرمانے لگے: ''میں نے تمہیں اسی لیے بلایا تھا۔'' پھر آپ نے یہ آیت کریمہ ﴿ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰىۙ ۝۱۴ وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰىؕ ۝۱۵ ﴾ تلاوت کی اور فرمایا: ''اہل مدینہ **صدقۂ فطر** اور پانی پلانے سے افضل کوئی صدقہ نہیں جانتے تھے۔''

(تفسیرطبری ، ج۱۲،ص۵٤۷، رقم:۳٦۹۹۲)

صدقۂ فطر کب مشروع ہوا؟

۲ھ میں رمضان کے روزے فرض ہوئے اور اسی سال عید سے دو دن پہلے صدقۂ فطر کا حکم دیا گیا۔ (الدرالمختار، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر، ج۳، ص۳٦۲)

صدقۂ فطر کی ادائیگی کی حکمت

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ، رء وف رَّ حیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے روزوں کو لغو اور بے حیائی کی بات سے پاک کرنے کے لیے اور مسکینوں کو کھلانے کے لیے صدقۂ فطر مقرر فرمایا۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الزکوٰۃ ،باب زکوٰۃ الفطر،الحدیث ۱۶۰۹ ،ج۲،ص۱۵۷)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں: یعنی فطرہ واجب کرنے میں 2 **حکمتیں** ہیں ایک تو روزہ دار کے روزوں کی کوتاہیوں کی معافی۔ اکثر روزے میں غصہ بڑھ جاتا ہے تو بلاوجہ لڑ پڑتا ہے، کبھی جھوٹ غیبت وغیرہ بھی ہو جاتے ہیں، رب تعالیٰ اس فطرے کی برکت سے وہ کوتاہیاں معاف کردے گا کہ نیکیوں سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ دوسرے مساکین کی روزی کا انتظام۔ (مرأۃ المناجیح، ج۳،ص۴۳)

صدقۂ فطر کا شرعی حکم

صدقۂ فطر دینا واجب ہے۔(الدرالمختار، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر، ج۳، ص۳۶۲) **صحیح بخاری** میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسلمانوں پر صدقۂ فطر مقرر کیا۔

(صحیح البخاري،، کتاب الزکوٰۃ، باب فرض صدقۃ الفطر، الحدیث: ۱۵۰۳،ج۱، ص۵۰۷. ملخصا)

صدقۂ فطر کس پر واجب ہے؟

صدقۂ فطر ہر اس **آزاد مسلمان** پر واجب ہے جو مالکِ **نصاب** ہو اور

اسکا نصاب **حاجتِ اصلیہ** سے **فارغ** ہو۔(ماخوذ از الدر المختار، کتاب الزکوٰۃ، باب صدقۃ الفطر، ج۳، ص ۳۶۵) **مالکِ** نِصاب مَرد اپنی طرف سے، اپنے چھوٹے بچّوں کی طرف سے اور اگر کوئی **مَجنُون** (یعنی پاگل) اولاد ہے (چاہے پھر وہ پاگل اولاد بالغ ہی کیوں نہ ہو) تو اُس کی طرف سے بھی **صَدَقۂ فِطر** ادا کرے۔ ہاں! اگر وہ بچّہ یا **مَجنُون** خود صاحِبِ نِصاب ہے تو پھر اُس کے مال میں سے فِطرہ ادا کردے۔

(الفتاوی الهندية، كتاب الزكاة، الباب الثامن في صدقة الفطر، ج ۱، ص ۱۹۲)

مدینہ: مالکِ نصاب اور حاجتِ اصلیہ کی تعریف صفحہ نمبر 20 پر دوبارہ ملاحظہ کر لیجئے۔

وجوب کا وقت

عید کے دن صبح صادق طلوع ہوتے ہی صدقۂ فطر واجب ہوتا ہے، لہٰذا جو شخص صبح ہونے سے پہلے مر گیا یا غنی تھا فقیر ہو گیا یا صبح طلوع ہونے کے بعد کافر مسلمان ہوا یا بچہ پیدا ہوا یا فقیر تھا غنی ہو گیا تو واجب نہ ہوا اور اگر صبح طلوع ہونے کے بعد مرا یا صبح طلوع ہونے سے پہلے کافر مسلمان ہوا یا بچہ پیدا ہوا یا فقیر تھا غنی ہو گیا تو واجب ہے۔ (الفتاوی الهندية، كتاب الزكاة، الباب الثامن في صدقة الفطر، ج ۱، ص ۱۹۲)

زکوٰۃ اور صدقۂ فطر میں فرق

زکوٰۃ میں سال کا گزرنا، عاقل بالغ اور **نصابِ نامی** (یعنی اس میں بڑھنے کی صلاحیّت) ہونا **شرط** ہے جبکہ صدقۂ فطر میں یہ **شرائط** نہیں ہیں۔ چنانچہ اگر گھر میں زائد سامان ہو تو **مالِ نامی** نہ ہونے کے باوجود اگر اس کی قیمت نصاب کو پہنچتی ہے تو اس کے مالک پر صدقۂ فطر واجب ہو جائے گا۔ زکوٰۃ اور صدقۂ فطر کے نصاب میں یہ

فرق کیفیت کے اعتبار سے ہے۔

(ما خوذ ازالدر المختار، کتاب الزکوٰۃ،باب صدقۃ الفطر، ج۳،ص۲۰۷، ۲۱٤، ۳٦٥)

فطرہ کی ادائیگی کی شرائط

صدقۂ فطر میں بھی نیت کرنا اور مسلمان فقیر کو مال کا مالک کر دینا شرط ہے۔(ردالمحتار، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر، ج۳، ص۳۸۰)

نابالغ پر صدقۂ فطر

نابالغ اگر صاحبِ نصاب ہوتو اس پر بھی صدقۂ فطر واجب ہے۔اس کا ولی اسکے مال سے فطرہ ادا کرے۔

(ما خوذ ازالدر المحتار، کتاب الزکوٰۃ،باب صدقۃ الفطر، ج۳،ص۲۰۷، ۲۱٤ـ۳٦٥)

ماں کے پیٹ میں موجود بچے کا فطرہ

جو بچہ ماں کے پیٹ میں ہو،اس کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرنا واجب نہیں۔(الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکوٰۃ،الباب الثامن فی صدقۃ الفطر، ج۱،ص۱۹۲)

چھوٹے بھائی کا فطرہ

اگر بڑا بھائی اپنے چھوٹے غریب بھائی کی پرورش کرتا ہوتو اس کا صدقۂ فطر مالدار باپ پر واجب ہے نہ کہ بڑے بھائی پر۔فتاوی عالمگیری میں ہے :''چھوٹے بھائی کی طرف سے صدقہ واجب نہیں اگرچہ وہ اس کی عیال میں شامل ہوں۔''

(الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکوٰۃ،الباب الثامن فی صدقۃ الفطر ،ج۱،ص۱۹۳)

اگر کسی کا فطرہ نہ دیا گیا ہوتو؟

نابالغی کی حالت میں باپ نے بچہ کا صدقۂ فطر ادا نہ کیا تو اگر وہ بچہ مالک نصاب تھا اور باپ نے ادا نہ کیا تو **بالغ** ہونے پر خود ادا کرے اور اگر وہ بچہ مالک نصاب نہ تھا تو **بالغ** ہونے پر اس کے ذمہ ادا کرنا واجب نہیں۔

(الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر، ج٣، ص٣٦٥)

باپ نے اگر روزے نہ رکھے ہوں

باپ جب مالک نصاب ہو اگرچہ اس نے رمضان کے روزے نہ رکھے ہوں تو صدقۂ فطر نابالغ بچوں کا اسی پر واجب ہے، نہ کہ ان کی ماں پر۔

(الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر، ج٣، ص٣٦٧-٣٦٨)

ماں پر بچوں کا فطرہ واجب نہیں

اگر باپ نہ ہو تو ماں پر اپنے چھوٹے بچوں کی طرف سے صدقۂ فطر دینا واجب نہیں ہے۔(الدر المختار، کتاب الزکوٰۃ،باب صدقۃ الفطر،ج٣،ص٣٦٨)

یتیم بچوں کا فطرہ

باپ نہ ہو تو اس کی جگہ دادا پر اپنے غریب یتیم پوتے، پوتی کی طرف سے صدقۂ فطر دینا واجب ہے جبکہ یہ بچے مالدار نہ ہوں۔

(الدرالمختار، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر، ج٣، ص٣٦٨)

غریب باپ کے بچوں کا فطرہ

باپ غریب ہو تو اس کی جگہ مالک نصاب دادا پر اپنے غریب پوتے، پوتی

کی طرف سے صدقۂ فطر دینا واجب ہے جبکہ بچے مالدار نہ ہو۔

(الدرالمختار، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر، ج۳، ص۳۶۸)

صدقۂ فطر کے لئے روزہ شرط نہیں

صدقۂ فطر واجب ہونے کے لئے روزہ رکھنا شرط نہیں، لہٰذا کسی عذر مثلاً سفر مرض، بڑھاپے یا **معاذ اللّٰہ** (عَزَّوَجَلَّ) بلا عذر روزے نہ رکھنے والا بھی فطرہ ادا کرے گا۔(ما خوذ از الدر المحتار، کتاب الزکوٰۃ،باب صدقۃ الفطر، ج۳،ص۳۶۷)

نابالغ منکوحہ لڑکی کا فطرہ کس پر؟

نابالغ لڑکی جو اس قابل ہے کہ شوہر کی خدمت کر سکے اس کا نکاح کر دیا اور شوہر کے یہاں اُسے بھیج بھی دیا تو کسی پر اس کی طرف سے صدقہ واجب نہیں، نہ شوہر پر نہ باپ پر اور اگر قابل خدمت نہیں یا شوہر کے یہاں اُسے بھیجا نہیں تو بدستور باپ پر ہے پھر یہ سب اس وقت ہے کہ لڑکی خود مالکِ نصاب نہ ہو، ورنہ بہر حال اُس کا صدقۂ فطر اس کے مال سے ادا کیا جائے۔

(الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر، ج۳، ص۳۶۸)

بچے پاکستان میں اور باپ ملک سے باہر ہو تو

اگر کسی کے چھوٹے بچے پاکستان میں رہتے ہیں اور باپ ملک سے باہر ہے تو اس صورت میں باپ پر چھوٹے (نابالغ) بچوں کے صدقۂ فطر کے گیہوں کی قیمت بیرونِ ملک کے حساب نکالنا واجب ہے۔ فتاوی عالمگیری میں ہے، صدقۂ فطر میں صدقہ دینے والے کے مکان کا اعتبار ہے چھوٹے بچوں کے مکان کا اعتبار نہیں۔

(الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکوٰۃ،الباب الثامن فی صدقۃ الفطر ،ج۱،ص۱۹۳ ملخصا)

شب عید بچہ پیدا ہوا تو...؟

شبِ عید بچہ پیدا ہوا تو اس کا بھی فطرہ دینا ہوگا کیونکہ عید کے دن صبح صادق طلوع ہوتے ہی صدقۂ فطر واجب ہوجاتا ہے، اور اگر بعد میں پیدا ہوا تو واجب نہیں۔ (الفتاویٰ الھندیة، کتاب الزکوٰة، باب الثامن، ج۱، ص۱۹۲)

شبِ عید مسلمان ہونے والے کا فطرہ

عید کے دن صبح صادق طلوع ہوتے ہی صدقۂ فطر واجب ہوجاتا ہے، لٰہذا اگر اس وقت سے پہلے کوئی مسلمان ہوا تو اس پر فطرہ دینا واجب ہے اور اگر بعد میں مسلمان ہوا تو واجب نہیں۔ (الفتاویٰ الھندیة، کتاب الزکوٰة، باب الثامن، ج۱، ص۱۹۲)

مال ضائع ہو جائے تو.....؟

اگر صدقۂ فطر واجب ہونے کے بعد مال ہلاک ہوجائے تو پھر بھی دینا ہوگا کیونکہ زکوٰۃ وعشر کے برخلاف صدقۂ فطر ادا کرنے کے لئے مال کا باقی رہنا شرط نہیں۔ (الدر المختار، کتاب الزکوٰة، باب صدقة الفطر، ج۳، ص۳۶۶)

فوت شدہ شخص کا فطرہ

اگر کسی شخص نے وصیت نہ کی اور مال چھوڑ کر مر گیا تو ورثہ پر اس میت کے مال سے فطرہ ادا کرنا واجب نہیں کیونکہ صدقۂ فطر شخص پر واجب ہے مال پر نہیں، ہاں! اگر ورثہ بطورِ احسان اپنی طرف سے ادا کریں تو ہوسکتا ہے کچھ اُن پر جبر نہیں۔

(الفتاویٰ الھندیة، کتاب الزکاة، الباب فی صدقة الفطر، ج۳، ص۱۹۳)

مہمانوں کا فطرہ

عید پرآنے والے مہمانوں کا صدقۂ فطر میزبان ادانہیں کرے گا اگر مہمان صاحبِ نصاب ہیں تو اپنا فطرہ خودادا کریں۔ (فتاوٰی رضویہ مُخَرَّجَہ،ج۱۰،ص۲۹۶)

شادی شدہ بیٹی کا فطرہ

اگرشادی شدہ بیٹی باپ کے گھر عید کرے تو اس کے چھوٹے بچوں کا فطرہ ان کے باپ پر ہے جبکہ عورت کا نہ باپ پر نہ شوہر پر، اگر صاحبِ نصاب ہے تو خودادا کرے۔ (فتاوٰی رضویہ مُخَرَّجَہ،ج۱۰،ص۲۹۶)

بلااجازت فطرہ ادا کرنا

اگر بیوی نے شوہر کی اجازت کے بغیر اس کا فطرہ ادا کیا تو صدقۂ فطر ادا نہیں ہوگا۔ جب کہ صراحۃ یادلالۃ اجازت نہ ہو۔

(ملخصًاالفتاوٰ الھندیۃ، کتاب الزکوٰۃ،الباب الثامن فی صدقۃ الفطر،ج۱،ص۱۹۳)

اگرشوہر نے بیوی یا بالغ اولاد کی اجازت کے بغیران کا فطرہ ادا کیا تو صدقۂ فطر ادا ہو جائے گا بشرطیکہ وہ اس کے عیال میں ہو۔

(ماخوذ ازالدر المختارو رد المحتار، کتاب الزکوٰۃ،باب صدقۃ الفطر،ج۳،ص۳۷۰)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتاوی رضویہ میں فرماتے ہیں کہ صدقۂ فطر عبادت ہے اور عبادت میں نیت شرط ہے تو بلا اجازت ناممکن ہے ہاں اجازت کے لیے صراحۃ ہونا ضرور نہیں دلالت کافی ہے مثلاً زید اس کے عیال میں ہے، اس کا کھانا پہننا سب اس کے پاس سے ہوتا ہے، اس صورت میں ادا ہو جائے گا۔ (ماخوذ از فتاوی رضویہ،ج۲۰،ص۴۵۳)

صدقۂ فطر کن چیزوں سے ادا ہوتا ہے

گندم یا اس کا آٹا یا ستو نصف صاع، کھجور یا منقّٰی یاجَو یا اس کا آٹا یا ستو ایک

صاع۔ان چار چیزوں (یعنی گیہوں، جو، کھجور، منقی) کے علاوہ اگر کسی دوسری چیز سے فطرہ ادا کرنا چاہے، مثلاً چاول، جوار، باجرہ یا اور کوئی غلّہ یا اور کوئی چیز دینا چاہے تو قیمت کا لحاظ کرنا ہوگا یعنی وہ چیز آدھے صاع گیہوں یا ایک صاع جَو کی قیمت کی ہو، یہاں تک کہ روٹی دیں تو اس میں بھی قیمت کا لحاظ کیا جائے گا اگرچہ گیہوں یا جَو کی ہو۔ (بہارِ شریعت حصہ پنجم،ص۹۳۹ ملتقطاً)

صدقۂ فطر کی مقدار

صاع کی تحقیق میں اختلاف ہونے کے سبب صدقۂ فطر کی مقدار میں علماء کرام کا اختلاف ہے۔ فتاوی رضویہ میں ہے اعلیٰ درجہ کی تحقیق اور احتیاط یہ ہے، کہ صاع کا وزن تین سو اکاون ۳۵۱ روپے بھر آتے ہیں اور نصف صاع ایک سو پچھتر ۱۷۵ روپے اٹھنی بھر ہوا۔ (فتاوی رضویہ، ج۱۰،ص۲۹۵)

صدقۂ فطر کی مقدار آسان لفظوں میں

ایک سو پَچھتّر روپے اَٹھنّی بھر اوپر" (یعنی دو سیر تین چھٹانک آدھا تولہ، یا 2 کلو اور تقریباً 50 گرام) وَزن گیہوں یا اُس کا آٹا یا اتنے گیہوں کی قیمت ایک صَدَقۂِ فِطر کی مِقدار ہے۔ اگر کھجور یا مُنَقّٰی (یعنی کشمش) یا جَو یا اس کا آٹا یا ستّو یا ان کی قیمت دینا چاہیں تو "تین سو اِکاون روپے بھر" (یعنی 4 کلو اور تقریباً 100 گرام) ایک صدقۂ فطر کی مقدار ہے۔ (بہارِ شریعت جلد اوّل حصہ ۵ ص ۹۳۸)

صدقۂ فطر کی ادائیگی کا وقت

بہتر یہ ہے کہ عید کی صبح صادق ہونے کے بعد اور عید گاہ جانے سے پہلے ادا کر دے۔ (الدرالمختار، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر، ج۳، ص۳۷۶)

صدقۂ فطر رمضان میں ادا کر دیا تو؟

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: اگر عیدالفطر سے پہلے فطرہ ادا کریں تو جائز ہے۔

(الفتاویٰ الھندیة، کتاب الزکوٰۃ، الباب الثامن فی صدقة الفطر، ج۱، ص۱۹۳)

رمضان سے بھی پہلے صدقۂ فطر ادا کرنا

اگر صدقۂ فطر رمضان سے بھی پہلے ادا کر دیا تو جائز ہے۔

(الفتاویٰ الھندیة، کتاب الزکوٰۃ، الباب الثامن فی صدقة الفطر، ج۱، ص۱۹۲ ملخصا)

پیشگی فطرہ دیتے وقت صاحب نصاب ہونا

اگر نصاب کا مالک ہونے سے پہلے صدقہ دے دیا پھر نصاب کا مالک ہوا تو صحیح ہے۔ (الفتاویٰ الھندیة، کتاب الزکوٰۃ، الباب الثامن فی صدقة الفطر، ج۱، ص۱۹۲ ملخصا)

اگر عید کے بعد صدقۂ فطر دیا تو؟

اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃُ ربِّ العزّت فرماتے ہیں: اس (یعنی صدقۂ فطر) کے دینے کا وقت واسع ہے عیدالفطر سے پہلے بھی دے سکتا ہے اور بعد بھی، مگر بعد کو تاخیر نہ چاہیے بلکہ اَولیٰ یہ ہے کہ نمازِ عید سے پہلے نکال دے کہ حدیث میں ہے صاحبِ نصاب کے روزے معلق رہتے ہیں جب تک یہ صدقہ ادا نہ کرے گا۔ (فتاویٰ رضویہ، ج۱۰، ص۲۵۳)

کیا دینا افضل ہے؟

گیہوں اور جَو کے دینے سے اُن کا آٹا دینا **افضل** ہے اور اس سے **افضل** یہ کہ قیمت دیدے، خواہ گیہوں کی قیمت دے یا جَو کی یا کھجور کی مگر زمانہ قحط میں خود ان کا دینا قیمت دینے سے **افضل** ہے۔ (الفتاوی الھندیه، کتاب الزکوٰۃ، الباب الثامن فی صدقة الفطر، ج۱، ص۱۹۱-۱۹۲ ونور الایضاح، کتاب الزکاۃ، باب صدقة الفطر، ص۱۷۳-۱۷۴ ملتقطا)

فطرہ کس کو دیا جائے؟

صدقۂ فطر کے مصارِف وُہی ہیں جو زکوٰۃ کے ہیں۔(عالمگیری ج ۱ ص ۱۹٤)

یعنی جن کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں اِنہیں **فِطْرہ** بھی دے سکتے ہیں اور جن کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے اُن کو **فِطْرہ** بھی نہیں دے سکتے۔ لہٰذا زکوٰۃ کی طرح صدقۂ فطر کی رقم بھی حیلہ شرعی کے بعد مدارس و جامعات اور دیگر دینی کاموں میں استعمال کی جاسکتی ہے۔ (فتاوٰی امجدیہ ج ۱ ص ۳۷٦ ملخصًا)

کسے صدقۂ فطر نہیں دے سکتے؟

جنہیں زکوٰۃ نہیں دے سکتے انہیں صدقۂ فطر بھی نہیں دے سکتے۔ چنانچہ سادات کرام کو صدقۂ فطر بھی نہیں دے سکتے۔

(الدر المختارو رد المحتار، کتاب الزکوٰۃ،باب صدقۃ الفطر،ج۳،ص۳۷۹)

ایک شخص کا فطرہ ایک ہی مسکین کو دینا

بہتر یہ ہے کہ ایک ہی مسکین یا فقیر کو فطرہ دیا جائے اگر ایک شخص کا فطرہ مختلف مساکین کو دے دیا تب بھی جائز ہے اسی طرح ایک ہی مسکین کو مختلف اشخاص کا فطرہ بھی دے سکتے ہیں۔(الدر المختارو رد المحتار، کتاب الزکوٰۃ،باب صدقۃ الفطر،مطلب فی مقدار الفطرج۳،ص۳۷۷ ملخصاً)

عُشر کا بیان [1]

سوال: عشر کسے کہتے ہیں؟

جواب: زمین سے نفع حاصل کرنے کی غرض سے اُگائی جانے والی شے کی پیداوار پر جو زکوٰۃ ادا کی جاتی ہے اسے عشر کہتے ہیں۔

(الفتاوی الھندیہ، کتاب الزکوۃ، الباب السادس، ج۱، ص۱۸۵، ملخصاً)

سوال: زمین کی زکوٰۃ کو عشر کیوں کہتے ہیں؟

جواب: زمین کی پیداوار کا عموماً دسواں (1/10) حصہ بطورِ زکوٰۃ دیا جاتا ہے اس لئے اسے عشر (یعنی دسواں حصہ) کہتے ہیں۔

عشر کے فضائل

سوال: عشر دینے کی کیا فضیلت ہے؟

جواب: عشر کی ادائیگی کرنے والوں کو انعاماتِ آخرت کی بشارت ہے جیسا کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَاۤ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗۚ وَهُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ﴿۳۹﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور جو چیز تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو وہ اس کے بدلے اور دے گا اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا۔

(پ۲۲، سبا:۳۹)

سورۂ بقرہ میں ہے:

---

[1] یہ رسالہ **"عُشر کے احکام"** کے نام سے مکتبۃ المدینہ سے شائع ہو چکا ہے، افادیت کے پیشِ نظر اس کا کچھ حصہ اِس کتاب میں بھی شامل کیا جارہا ہے

مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍؕ وَ اللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ﴿۲۶۱﴾ اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَاۤ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّ لَاۤ اَذًىۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْۚ وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۲۶۲﴾

(پ۳،البقرۃ:۲۶۱،۲۶۲)

ترجمہ کنزالایمان: ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس دانہ کی طرح جس نے اوگا ئیں سات بالیں۔ ہر بال میں سو دانے اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کے لئے چاہے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے وہ جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، پھر دیئے پیچھے نہ احسان رکھیں نہ تکلیف دیں ان کا نیگ (انعام) ان کے رب کے پاس ہے اور انہیں نہ کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم۔

سرورِ عالم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے بھی ترغیبِ امت کے لئے کئی مقامات پر راہِ خدا عزوجل میں خرچ کرنے کے کئی فضائل بیان کئے ہیں: چنانچہ

حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم، رءُوف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''زکوۃ دے کر اپنے مالوں کو مضبوط قلعوں میں کرلو اور اپنے بیماروں کا علاج صدقہ سے کرو اور بلا نازل ہونے پر دعا و تضرع (یعنی گریہ زاری) سے اِستعانت (یعنی مدد طلب) کرو۔''

(مراسیل ابی داؤد مع سنن ابی داؤد ،باب فی الصائم،ص۸)

اور حضرتِ سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صاحبِ

لولاک، سیّاحِ افلاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے اپنے مال کی زکوۃ ادا کردی، بے شک اللہ تعالیٰ نے اس سے شر دور فرما دیا۔''

(المعجم الاوسط، باب الالف، الحدیث ۱۵۷۹، ج ۱، ص ۴۳۱)

عشر ادا نہ کرنے کا وبال

سوال: عشر ادا نہ کرنے کا کیا وبال ہے؟

جواب: عشر ادا نہ کرنے والے کے لئے قرآن پاک واحادیث مبارکہ میں سخت وعیدیں آئی ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَیْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ

ترجمہ کنزالایمان: اور جو بخل کرتے ہیں اس چیز میں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی، ہرگز اسے اپنے لئے اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لئے برا ہے عنقریب وہ جس میں بخل کیا تھا قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق ہوگا۔ (پ۴، آل عمران: ۱۸۰)

حضرتِ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مکی مدنی سرکار، دو عالم کے مالک ومختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس کو اللہ عزوجل مال دے اور وہ اس کی زکوۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن وہ مال گنجے سانپ کی صورت میں کر دیا جائے گا جس کے سر پر دو چتیاں ہوں گی (یعنی دو نشان ہوں گے)، وہ سانپ اس کے گلے میں طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا، پھر اس (زکوۃ نہ دینے والے) کی باچھیں پکڑے گا اور کہے گا: میں تیرا مال

ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔ اس کے بعد نبی پاک، صاحبِ لولاک، سیّاحِ افلاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:

وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَیْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ

(پ۴، آل عمران: ۱۸۰)

ترجمہ کنزالایمان: اور جو بخل کرتے ہیں اس چیز میں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی، ہرگز اسے اپنے لئے اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لئے برا ہے عنقریب وہ جس میں بخل کیا تھا قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق ہوگا۔

(صحیح البخاری، کتاب الزکوۃ، باب اثم مانع الزکوۃ، الحدیث ۱۴۰۳، ج ۱، ص ۴۷۴)

حضرتِ سیدنا بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو قوم زکوٰۃ نہ دے گی اللہ عزوجل اسے قحط میں مبتلا فرمائے گا۔'' (المعجم الاوسط، الحدیث ۴۵۷۷، ج ۳، ص ۲۷۵)

حضرتِ سیدنا امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم، رءُوف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''خشکی وتری میں جو مال تلف ہوتا ہے، وہ زکوٰۃ نہ دینے کی وجہ سے تلف ہوتا ہے۔''

(کنزالعمال، کتاب الزکوۃ، الفصل الثانی فی ترھیب مانع الزکوۃ، الحدیث ۱۵۸۰۳، ج ۶، ص ۱۳۱)

کس پیداوار پر عشر واجب ہے؟

سوال: زمین کی کس پیداوار پر عشر واجب ہے؟

جواب: جو چیزیں ایسی ہوں کہ ان کی پیداوار سے زمین کا **نفع حاصل کرنا مقصود ہو** خواہ وہ غلہ، اناج اور پھل فروٹ ہوں یا سبزیاں وغیرہ مثلاً **اناج اور غلہ میں** گندم، جو، چاول، گنا، کپاس، جوار، دھان (چاول)، باجرہ، مونگ پھلی، مکئی، اور سورج مکھی، رائی، سرسوں اور لوبیا وغیرہ۔

پھلوں میں خربوزہ، آم، امرود، مالٹا، لوکاٹ، سیب، چیکو، انار، ناشپاتی، جاپانی پھل، سنگ ترا، پپیتا، اور ناریل، تربوز، فالسہ، جامن، لیچی، لیموں، خوبانی، آڑو، کھجور، آلو بخارا، گرما، اناس، انگور اور آلوچہ وغیرہ۔

سبزیوں میں ککڑی، ٹینڈا، کریلا، بھنڈی توری، آلو، ٹماٹر، گھیا توری، سبز مرچ، شملہ مرچ، پودینا، کھیرا، ککڑی (تر) اور اروی، توریا، پھول گوبھی، بند گوبھی، شلغم، گاجر، چقندر، مٹر، پیاز، لہسن، ، پالک، دھنیا اور مختلف قسم کے ساگ اور میتھی اور بینگن وغیرہ۔ ان سب کی پیداوار میں سے **عشر** (یعنی دسواں حصہ) یا **نصف عشر** (یعنی بیسواں حصہ) واجب ہے۔ (الفتاوی الھندیه، کتاب الزکوة، الباب السادس، ج ۱، ص ۱۸۶)

اللہ تعالیٰ نے سورۃ الانعام میں فرمایا:

وَ اٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ ترجمہ کنزالایمان: کھیتی کٹنے کے دن اس کا حق ادا کرو۔ (پ ۸، الانعام: ۱۴۱)

امامِ اہلسنّت مجدد دین وملت، پروانۂ شمع رسالت، الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ اللہ الرحمٰن لکھتے ہیں کہ اکثر مفسرین مثلاً حضرت ابن عباس، طاؤس، حسن، جابر بن زید اور سعید بن المسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک اس حق سے مراد عشر ہے۔

(فتاوی رضویہ مُخَرّجہ، کتاب الزکوۃ، ج ۱۰، ص ۶۵)

نبی کریم ، رء وف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:''ہر اس شئے میں جسے زمین نے نکالا ، (اس میں) عشر یا نصف عشر ہے۔''

(کنزالعمال، کتاب الزکوۃ،باب زکوۃ النبات والفواکہ ، الحدیث ۱۵۸۷۳ ، ج ٦ ، ص ۱٤۰)

حضرتِ سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ اکرم ،نورِ مجسّم ،شاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:''جن زمینوں کو دریا اور بارش سیراب کرے ان میں عشر (دسواں حصہ دینا واجب) ہے اور جو زمینیں اونٹ کے ذریعے سیراب کی جائیں ان میں نصف عشر (بیسواں حصہ واجب) ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الزکوۃ،باب مافیہ العشر او نصف عشر،الحدیث ۹۸۱،ص٤۸۸)

سوال: نصف عشر سے کیا مراد ہے؟

جواب: نصف عشر سے مراد بیسواں حصہ 1/20 ہے۔(بہارِ شریعت،ج۱حصہ۵،ص۹۱٦)

شہد کی پیداوار پر عشر

سوال: عشری زمین میں جو شہد پیدا ہو کیا اس پر بھی عشر دینا پڑے گا؟

جواب: جی ہاں۔(الفتاوی الھندیہ، کتاب الزکاۃ،الباب السادس ،ج ۱ ص ۱۸٦)

کس پیداوار پر عشر واجب نہیں؟

سوال: کن فصلوں پر عشر واجب نہیں؟

جواب: جو چیزیں ایسی ہوں کہ ان کی پیداوار سے زمین کا نفع حاصل کرنا مقصود نہ ہو ان میں عشر نہیں جیسے ایندھن ،گھاس ، بید، سرکنڈا ،، جھاؤ(وہ پودا جس سے ٹوکریاں بنائی جاتی

ہیں)، کھجور کے پتے وغیرہ،ان کے علاوہ ہر قسم کی ترکاریوں اور پھلوں کے بیج کہ ان کی کھیتی سے ترکاریاں مقصود ہوتی ہیں بیج مقصود نہیں ہوتے اور جو بیج دوا کے طور پر استعمال ہوتے ہیں مثلاً کندر، میتھی اور کلونجی وغیرہ کے بیج،ان میں بھی عشر نہیں ہے۔ اسی طرح وہ چیزیں جو زمین کے تابع ہوں جیسے درخت اور جو چیز درخت سے نکلے جیسے گوند اس میں عشر واجب نہیں۔

البتہ اگر گھاس، بید، جھاؤ(وہ پودا جس سے ٹوکریاں بنائی جاتی ہیں)وغیرہ سے زمین کے منافع حاصل کرنا مقصود ہو اور زمین ان کے لئے خالی چھوڑ دی تو ان میں بھی عشر واجب ہے۔ کپاس اور بینگن کے پودوں میں عشر نہیں مگر ان سے حاصل کپاس اور بینگن کی پیداوار میں عشر ہے۔(در مختار، کتاب الزکوٰۃ ، باب العشر، ج۳، ص ۳۱۵،الفتاوی الھندیہ ، کتاب الزکوۃ،الباب السادس فی زکوۃ زرع،ج۱،ص۱۸۶)

عشر واجب ہونے کے لئے کم از کم مقدار

سوال: عشر واجب ہونے کے لئے غلہ،پھل اورسبزیوں کی کم از کم کتنی مقدار ہونا ضروری ہے؟

جواب: عشر واجب ہونے کے لئے ان کی کوئی مقدار مقرر نہیں ہے بلکہ زمین سے غلہ،پھل اور سبزیوں کی جتنی پیداوار بھی حاصل ہو اس پر عشر یا نصف عشر دینا واجب ہو گا۔(الفتاویٰ الھندیۃ، المرجع السابق)

پاگل اور نابالغ پر عشر

سوال: اگر ان کی پیداوار کا مالک پاگل اور نابالغ ہو تو اس کو بھی عشر دینا ہوگا؟

جواب: عشر چونکہ زمین کی پیداوار پر ادا کیا جاتا ہے لہذا جو بھی اس پیداوار کا مالک ہوگا وہ عشر ادا کرے گا چاہے وہ مجنون (یعنی پاگل) اور نابالغ ہی کیوں نہ ہو۔

(الفتاوی الھندیہ ، کتاب الزکوۃ،الباب السادس فی زکوۃ زرع،ج۱،ص ۱۸۵ ،ملخصاً)

قرض دار پر عشر

سوال: کیا قرض دار کو عشر معاف ہے؟

جواب: قرض دار سے عشر معاف نہیں،اس لئے اگر قرض لے کر زمین خریدی ہو یا کاشت کار پہلے سے مقروض ہو یا قرض لے کر کاشت کاری کی ہو ان سب صورتوں میں قرض دار پر بھی عشر واجب ہے۔''

(الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الزکوۃ،باب العشر،ج۳،ص ۳۱٤)

علامہ عالم بن علاء الانصاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''زکوۃ کے برخلاف عشر مقروض پر بھی واجب ہوتا ہے۔'' (فتاوی تاتار خانیہ، کتاب العشر، ج۲،ص ۳۳۰)

شرعی فقیر پر عشر

سوال: کیا شرعی فقیر پر بھی عشر واجب ہوگا؟

جواب: جی ہاں ،شرعی فقیر پر بھی عشر واجب ہے کیونکہ عشر واجب ہونے کا سبب زمینِ نامی (یعنی قابلِ کاشت) سے حقیقتاً پیداوار کا ہونا ہے،اس میں مالک کے غنی یا فقیر ہونے کا کوئی اعتبار نہیں۔

(ماخوذ من العنایة والکفایة، کتاب الزکوۃ،باب زکاۃالزروع، ج۲ ص۱۸۸)

عشر کے لئے سال گزرنا شرط ہے یا نہیں؟

سوال: کیا عشر واجب ہونے کے لئے سال گزرنا شرط ہے؟

جواب: عشر واجب ہونے کے لئے پورا سال گزرنا شرط نہیں بلکہ سال میں ایک ہی کھیت میں چند بار پیداوار ہوئی تو ہر بار عشر واجب ہے۔

(الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الزکوۃ ،باب العشر، ج۳،ص۳۱۳)

مختلف زمینوں کا عشر

سوال: مختلف زمینوں کو سیراب کرنے کے لئے الگ الگ طریقے استعمال کئے جاتے ہیں، تو کیا ہر قسم کی زمین میں عشر (یعنی دسواں حصہ ہی) واجب ہوگا؟

جواب: اس سلسلے میں **تفصیل** یہ ہے کہ

☆ جو کھیت بارش ،نہر، نالے کے پانی سے (قیمت ادا کئے بغیر) سیراب کیا جائے ،اس میں عشر یعنی دسواں حصہ واجب ہے،

☆ جس کھیت کی آبپاشی ڈول (یا اپنے ٹیوب ویل) وغیرہ سے ہو، اس میں نصف عشر یعنی بیسواں حصہ واجب ہے،

☆ اگر (نہر یا ٹیوب ویل وغیرہ کا) پانی خرید کر آبپاشی کی ہو یعنی وہ پانی کسی کی ملکیت ہے اس سے خرید کر آبپاشی کی، جب بھی نصف عشر واجب ہے،

☆ اگر وہ کھیت کچھ دنوں بارش کے پانی سے سیراب کر دیا جاتا ہے اور کچھ ڈول (یا اپنے ٹیوب ویل) وغیرہ سے، تو اگر اکثر بارش کے پانی سے کام لیا جاتا ہے اور کبھی کبھی ڈول (یا اپنے ٹیوب ویل) وغیرہ سے تو عشر واجب ہے ورنہ نصف عشر واجب ہے۔

(درمختارو رد المحتار، کتاب الزکوۃ،باب العشر، ج۳،ص۳۱۶)

ٹھیکے کی زمینوں کا عشر

سوال: کیا ٹھیکے پر دی جانے والی زمین کی پیداوار پر بھی عشر ہوگا؟

جواب: جی ہاں، ٹھیکے پر دی جانے والی زمین کی پیداوار پر بھی عشر ہوگا۔

سوال: یہ عُشر کون ادا کرے گا؟

جواب: اس عشر کی ادائیگی کاشتکار پر واجب ہوگی۔

(رد المحتار، کتاب الزکوۃ،باب العشر، ج۳،ص ۳۱٤)

اگر خود فصل نہ بوئی تو عشر کس پر ہے؟

سوال: اگر زمین کا مالک خود کھیتی باڑی میں حصہ نہ لے بلکہ مزارعوں سے کام لے تو عشر مزارع پر ہوگا یا مالکِ زمین پر؟

جواب: اس سلسلے میں دیکھا جائے گا کہ

اگر مزارع سے مراد وہ ہے جو زمین بٹائی پر لیتا ہے یعنی پیداوار میں سے آدھا یا تیسرا حصہ وغیرہ مالکِ زمین کا اور بقیہ مزارع کا ہو تو اس صورت میں دونوں پر ان کے حصہ کے مطابق عشر واجب ہوگا۔ صدر الشریعۃ، بدر الطریقہ، مولانا امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ بہار شریعت میں فرماتے ہیں، ''عشری زمین بٹائی پر دی تو عشر دونوں پر ہے'' (بہارِ شریعت، ج۱، حصہ۵، ص۹۲۱)

اور اگر مزارع سے مراد وہ ہے کہ جس کو مالکِ زمین نے زمین اجارہ پر دی مثلاً فی ایکڑ پچاس ہزار روپیہ تو اس صورت میں عشر مزارع پر ہوگا مالکِ زمین پر نہیں۔

(ماخوذ از بدائع الصنائع، ج ۲ ،ص ۸٤)

مشترکہ زمین کا عشر

سوال: جو زمین کسی کی مشترکہ ملکیت ہوتو عشرکون ادا کرے گا؟

جواب: عشر کی ادائیگی میں زمین کا مالک ہونا شرط نہیں ہے بلکہ پیداوار کا مالک ہونا شرط ہے اس لئے جو جتنی پیداوار کا مالک ہوگا وہ اس پیداوار کا عشر ادا کرے گا۔ فتاویٰ شامی میں ہے کہ ''عشر واجب ہونے کے لئے زمین کا مالک ہونا شرط نہیں بلکہ پیداوار کا مالک ہونا شرط ہے کیونکہ عشر پیداوار پر واجب ہوتا ہے نہ کہ زمین پر، اور زمین کا مالک ہونا یا نہ ہونا دونوں برابر ہے۔'' (ردالمحتار، کتاب الزکوۃ، باب العشر، ج٣، ص٣١٤)

گھریلو پیدوار پر عشر

سوال: گھر یا قبرستان میں جو پیداوار ہو اس پر عشر ہوگا یا نہیں؟

جواب: گھر یا قبرستان میں جو پیداوار ہو، اس میں عشر واجب نہیں ہے۔

(الدرالمختار، کتاب الزکوۃ، مطلبمهم فی حکم اراضی مصر والشام السلطانیة، ج٣، ص٣٢٠)

عشر کی ادائیگی سے پہلے اخراجات الگ کرنا

سوال: کیا عشر کل پیداوار سے ادا کیا جائے گا یا اخراجات وغیرہ نکال کر بقیہ پیداوار سے ادا کیا جائے گا؟

جواب: جس پیداوار میں عشر یا نصف عشر واجب ہو، اس میں کل پیداوار کا عشر یا نصف عشر لیا جائے گا۔ ایسا نہیں ہے کہ زراعت، ہل، بیل، حفاظت کرنے والے اور کام کرنے والوں کی اجرت یا بیج، کھاد اور ادویات وغیرہ کے اخراجات نکال کر باقی کا عشر یا نصف عشر دیا جائے۔ (الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الزکوۃ، مطلب مهم فی حکم

اراضی مصر و الشام السلطانیۃ، ج۳، ص۳۱۷)

سوال: حکومت کو جو مالگزاری دی جاتی ہے کیا اسے بھی پیداوار سے نہیں نکالا جائے گا؟

جواب: جی نہیں، اس مالگزاری کو بھی پیداوار سے الگ نہیں کیا جائے گا بلکہ اسے بھی شامل کرکے عشر کا حساب لگایا جائے گا۔

عشر کی ادائیگی

سوال: عشر کب ادا کرنا ہوگا؟

جواب: جب پیداوار حاصل ہو جائے یعنی فصل پک جائے یا پھل نکل آئیں اور نفع اٹھانے کے قابل ہو جائیں تو عشر واجب ہو جائے گا۔ فصل کاٹنے یا پھل توڑنے کے بعد حساب لگا کر عشر ادا کرنا ہوگا۔ (الدرالمختار و ردالمحتار، کتاب الزکوۃ، باب العشر، مطلب مھم فی حکم اراضی ....الخ، ج۳، ص۳۲۱)

عشر پیشگی ادا کرنا

سوال: کیا عشر پیشگی طور پر ادا کیا جا سکتا ہے؟

جواب: اس کی چند صورتیں ہیں:

(۱) جب کھیتی تیار ہو جائے تو اس کا عشر پیشگی دینا جائز ہے۔

(۲) کھیتی بونے اور ظاہر ہونے کے بعد ادا کیا تو بھی جائز ہے۔

(۳) اگر بونے کے بعد اور ظاہر ہونے سے پہلے ادا کیا تو اظہر (یعنی زیادہ ظاہر) یہ ہے کہ پیشگی ادا کرنا جائز نہیں۔

(۴) پھلوں کے ظاہر ہونے سے پہلے دیا تو پیشگی دینا جائز نہیں اور ظاہر ہونے

کے بعد دیا تو جائز ہے۔(فتا وی عالمگیر ی ، کتاب الزکاۃ، ج ۱ ،ص ۱۸۶)

مدینہ: اگر چہ ذکر کی گئی بعض صورتوں میں پیشگی عشر ادا کرنا جائز ہے لیکن افضل یہ ہے کہ پیداوار حاصل ہونے کے بعد عشر ادا کیا جائے۔(البحرالرائق، کتا ب الزکوۃ، ج ۲ ،ص ۳۹۲)

پھل ظاہر ہونے اور کھیتی تیار ہونے سے مراد

سوال: پھل ظاہر ہونے اور کھیتی تیار ہونے سے کیا مراد ہے؟

جواب: اس سے مراد یہ ہے کہ کھیتی اتنی تیار ہو جائے اور پھل اتنے پک جائیں کہ ان کے خراب ہونے یا سوکھ جانے وغیرہ کا اندیشہ نہ رہے اگر چہ توڑنے یا کاٹنے کے قابل نہ ہوئے ہوں۔(ماخوذ از فتاوی رضویہ، ج۱۰،ص۲۴۱)

پیداوار بیچ دی تو عشر کس پر ہے؟

سوال: پھل ظاہر ہونے اور کھیتی تیار ہونے کے بعد پھل بیچے تو عشر بیچنے والے پر ہوگا یا خریدنے والے پر؟

جواب: ایسی صورت میں عشر بیچنے والے پر ہوگا۔(ماخوذ از فتاوی رضویہ، ج۱۰،ص۲۴۱)

عشر کی ادائیگی میں تاخیر

سوال: عشر ادا کرنے میں تاخیر کرنا کیسا؟

جواب: عشر پیداوار کی زکوۃ کا نام ہے اس لئے جو احکام زکوۃ کی ادائیگی کے ہیں ، وہی احکام عشر کی ادائیگی کے بھی ہیں۔اس لئے بغیر مجبوری کے اس کی ادائیگی میں تاخیر کرنے والا گنہگار ہے اور اس کی شہادت (یعنی گواہی) مقبول نہیں۔

(الفتاویٰ الھندیة، کتاب الزکوٰة،الباب الاول ،ج ۱،ص ۱۷۰)

سوال: اگر کوئی عشر واجب ہونے کے باوجود ادا نہ کرے تو کیا کرنا چاہئے؟

جواب: جو خوشی سے عشر نہ دے تو بادشاہ اسلام جبراً (یعنی زبردستی) اس سے عشر لے سکتا ہے اور اس صورت میں بھی عشر ادا ہو جائے گا مگر ثواب کا مستحق نہیں اور خوشی سے ادا کرے تو ثواب کا مستحق ہے۔''

(الفتاوی الھندیہ، کتاب الزکوۃ، الباب السادس فی زکوۃ الزرع والثمار، ج۱، ص۱۸۵)

مدینہ: یاد رہے کہ زبردستی عشر وصول کرنا بادشاہِ اسلام ہی کا کام ہے عام لوگوں کو یہ اختیار حاصل نہیں ہے۔ ایسی صورتِ حال میں اسے عشر ادا کرنے کی ترغیب دی جائے اور رب تعالیٰ کی ناراضگی کا احساس دلایا جائے۔ ایسے لوگوں کو رسالہ ''عُشر کے احکام'' یا یہ کتاب ''فیضانِ زکوٰۃ'' پڑھنے کے لئے تحفۃً پیش کرنا بھی بے حد مفید ہوگا، ان شاءاللہ عزوجل۔

عشر ادا کرنے سے پہلے پیداوار کا استعمال

سوال: کیا عشر ادا کرنے سے پہلے پیداوار استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: جب تک عشر ادا نہ کر دے یا پیداوار سے عشر الگ نہ کر لے، اس وقت تک پیداوار میں سے کچھ بھی استعمال کرنا جائز نہیں اور اگر استعمال کر لیا تو اس میں جو عشر کی مقدار بنتی ہے اتنا تاوان ادا کرے البتہ تھوڑا سا استعمال کر لیا تو معاف ہے۔

(الدرالمختار وردالمحتار، کتاب الزکاۃ، مطلبمھم فی حکم اراضی مصر الخ، ج۳، ص ۳۲۱، ۳۲۲)

عشر دینے سے پہلے فوت ہو گیا تو؟

سوال: جس پر عشر واجب ہو اور وہ فوت ہو جائے اور پیداوار بھی موجود ہے تو کیا اس میں سے عشر دیا جائے گا؟

جواب: ایسی صورت میں اگر پیداوار موجود ہو تو اس پیداوار میں سے عشر دیا جائے گا۔(الفتاوی الھندیہ، کتاب الزکوۃ،الباب السادس فی زکاۃ الزرع،ج۱،ص۱۸۵)

عشر میں رقم دینا

سوال: کیا عشر میں صرف پیداوار ہی دینی ہوگی یا اس کی قیمت بھی دی جاسکتی ہے؟

جواب: موجودہ فصل میں سے جس قدر غلہ یا پھل ہوں ان کا پورا عشر علیحدہ کرے یا اس کی پوری قیمت (بطورِ عشر) دے، دونوں طرح سے جائز ہے۔(الفتاوی المصطفویۃ،ص۲۹۸)

اگر طویل عرصے سے عشر ادا نہ کیا ہو تو؟

سوال: اگر کئی سال عشر ادا نہ کیا ہو تو کیا کِیا جائے؟

جواب: عشر کی عدمِ ادائیگی پر توبہ کرے اور سابقہ سالوں کے عشر کا حساب لگا کر بقدرِ استطاعت ادا کرتا رہے۔(ماخوذ از الفتاوی المصطفویۃ،ص۲۹۸)

اگر فصل ہی کاشت نہ کی تو؟

سوال: اگر زراعت پر قادر ہونے کے باوجود کسی نے فصل کاشت نہیں کی تو کیا اس صورت میں بھی اس پر عشر واجب ہوگا؟

جواب: اگر کسی نے زراعت پر قادر ہونے کے باوجود اگر فصل کاشت نہیں کی تو پیداوار نہ ہونے کی بنا پر اس پر عشر کی ادائیگی واجب نہیں کیونکہ عشر زمین پر نہیں اس کی پیداوار پر واجب ہوتا ہے۔(ردالمحتار، کتاب الزکوٰۃ ، باب العشر ، ج۳،ص۳۲۳)

فصل ضائع ہونے کی صورت میں عشر

سوال: اگر کسی وجہ سے فصل ضائع ہوگئی تو عشر واجب ہوگا؟

جواب: کھیت بویا مگر پیداوار ضائع ہوگئی مثلاً کھیتی ڈوب گئی یا جل گئی یا سردی اور لُو سے جاتی رہی تو ان سب صورتوں میں عشر ساقط ہے، جب کہ کل جاتی رہی اور اگر کچھ باقی ہے تو اس باقی کا عشر لیں گے اور اگر جانور کھا گئے تو (عشر) ساقط نہیں اور (عشر) ساقط ہونے کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ اس کے بعد اس سال کے اندر اس میں دوسری زراعت تیار نہ ہو سکے اور یہ بھی شرط ہے کہ توڑنے یا کاٹنے سے پہلے ہلاک ہو ورنہ ساقط نہیں۔ (ردالمحتار، کتاب الزکوٰۃ، ج۳،ص۳۲۳)

عشر کس کو دیا جائے

سوال: عشر کسے دیا جائے؟

جواب: عشر چونکہ کھیت کی پیداوار کی زکوۃ کا نام ہے، اس لئے جن کو زکوۃ دی جاسکتی ہے ان کو عشر بھی دیا جاسکتا ہے۔

(الفتاوی الخانیہ، کتاب الزکوۃ، فصل فی العشر فی مایخرجه الارض، ج۱،ص۱۳۲)

خریف کی فصلیں، سبزیاں اور پھل

خریف: اِس سے مراد موسم گرما کی فصلیں ہیں جن کی کاشت موسم گرما کے آغاز میں مارچ تا جون جبکہ کٹائی موسم گرما کے اختتام اور خزاں میں اگست تا نومبر ہوتی ہے۔

خریف کی اہم فصلیں:

کپاس، جُوار، دھان (چاول)، باجرہ، مُونگ پھلی، مکئی، کماد (یعنی گنّا) اور سورج مُکّھی خریف کی اہم فصلیں ہیں دالوں میں دال مونگ، دال ماش اور لوبیا خریف

میں کاشت ہوتی ہیں۔

سبزیاں: گرمیوں میں کدو شریف، (ٹِنڈا) ٹینڈا، کریلا، بھِنڈی توری، آلو، ٹماٹر، گھیا توری، سبز مرچ، شملہ مرچ، پودینہ، کھیرا، ککڑی (تر) اور اَرْوِی شامل ہیں۔

پھل: موسم گرما میں خربوزہ، تربوز، آم، فالسہ، جامن، لیچی، لیموں، خوبانی، آڑو، کھجور، آلو بخارا، گرما، انناس، انگور اور آلوچہ شامل ہیں۔

ربیع کی فصلیں، سبزیاں اور پھل

ربیع: اِس سے مراد موسم سرما کی فصلیں ہیں جن کی کاشت موسم سرما کے آغاز میں اکتوبر سے دسمبر تک ہوتی ہے اور کٹائی موسم سرما کے اختتام اور موسم بہار میں جنوری تا اپریل ہوتی ہے۔

ربیع کی اہم فصلیں:

ربیع کی اہم فصلوں میں گَنْدُم، چنا، جَو، برسیم، تورِیا، رائی، سرسوں اور لُوسن ہیں دالوں میں مسور کی دال ربیع کی اہم فصل ہے۔

سبزیاں: اِس موسم میں اٹھائی جانے والی سبزیوں میں پھول گوبھی، بند گوبھی، شلغم، گاجر، چقندر، مٹر، پیاز، لہسن، مولی، پالک، دھنیا اور مختلف قسم کے ساگ اور میتھی شامل ہیں۔

پھل: ربیع کے پھلوں میں مالٹا، لوکاٹ، بیر، امرود، سیب، چیکو، انار، ناشپاتی، آم لوک (جاپانی پھل)، سنگترا، پپیتا، اور ناریل شامل ہیں۔ عموماً شہد بھی ربیع کی فصل کے ساتھ ہی حاصل کیا جاتا ہے۔

سوال کرنے کا وبال

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آج کل سوال کرنے میں کوئی قباحت نہیں سمجھی جاتی ۔اچھے خاصے تندرست لوگ بھیک مانگتے دکھائی دیتے ہیں جو کما کر خود بھی کھا سکتے ہیں اور اپنے گھر والوں کو بھی کھلا سکتے ہیں ۔یاد رکھئے بلا اجازتِ شرعی سوال کرنا **حرام** اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ (فتاوٰی رضویہ مُخَرّجہ، ج۱۰،ص۲۵۳)

''مُمَانعَت'' کے چھ حُرُوف کی نسبت سے سوال کرنے کی مذمت کے بارے میں مدنی آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلّم کے 6 فرامین

(۱) حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے **مروی ہے** کہ **شہنشاہِ مدینہ،قرارِقلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ،فیض گنجینہ** صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلّم نے **فرمایا:** ''**تم میں سے کوئی شخص سوال کرتا رہے گا یہاں تک وہ اللہ تعالٰی سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس کے جسم پر گوشت کا ایک ٹکڑا بھی نہیں ہوگا۔**''

(صحیح مسلم ، کتاب الزکوٰۃ،باب الکراھیۃالمسا لۃ للناس ،الحدیث، ۱۰۴۰،ص۵۱۸)

(۲) حضرت سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے **مروی ہے** کہ **نبی مُکَرَّم،نُورِ مُجَسَّم ،رسول اکرم ،شہنشاہِ بنی آدم** صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم نے **فرمایا:** ''**سوال ایک قسم کی خراش ہے کہ آدمی سوال کر کے اپنے منہ کو نوچتا ہے، جو چاہے اپنے منہ پر اس خراش کو باقی رکھے اور جو چاہے چھوڑ دے۔**''

(سنن ابی داؤد، کتاب الزکوٰۃ،باب ما تجوز فیہ المسألۃ،الحدیث ۱۶۳۹ ،ج۲،ص۱۶۸)

(۳) حضرت سیدنا عایذ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک ومختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: ''اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ سوال کرنے میں کیا ہے تو کوئی کسی کے پاس سوال لے کر نہ جاتا۔'' (سنن نسائی، کتاب الزکوٰۃ، باب المسألة ج ۵، ص ۹۵)

(۴) حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: ''جو مال بڑھانے کے لئے سوال کرتا ہے وہ انگارے کا سوال کرتا ہے تو چاہے زیادہ مانگے یا کم کا سوال کرے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ، باب الکراھیۃ المسالة للناس، الحدیث، ۱۰۴۰، ص ۵۱۸)

(۵) حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جس پر نہ فاقہ گزرا نہ اتنے بال بچے ہیں جن کی طاقت نہیں رکھتا اور سوال کا دروازہ کھولے، اللہ عزوجل اس پر فاقہ کا دروازہ کھول دے گا ایسی جگہ سے جو اس کے خیال میں بھی نہیں۔

(شعب الایمان، باب فی الزکوٰۃ، فصل فی الاستعفاف عن المسألة، الحدیث ۳۵۲۶، ج۳، ص ۲۷۴)

(۶) حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ عزوجل کے مَحبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے صدقہ اور سوال سے بچنے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ''اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے، اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے والا ہے اور نیچے والا مانگنے والا۔''

(صحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ، باب بیان ان الید العلیا...الخ، الحدیث، ۱۰۳۳، ص ۵۱۵)

مَدَنی التجاء

زکوٰۃ ادا کرنے والے خوش نصیب اسلامی بھائیوں اور بہنوں کی خدمت میں مؤدبانہ گزارش ہے کہ اپنی زکوٰۃ قریبی رشتہ داروں کو دیں جو زکوٰۃ کے مستحق بھی ہوں یا پھر ایسے مقام پر دینے کی کوشش فرمائیں جہاں نہ صرف اس کا دینا جائز ہو بلکہ یہ صدقہ آپ کے لئے عظیم الشان ثوابِ جاریہ بن سکے۔اس کو یوں سمجھئے کہ اگر آپ کوئی کاروبار کرنا چاہیں اور دو قسم کے کاروبار آپ کے پیشِ نظر ہوں۔

(۱) جس میں ایک مرتبہ نفع حاصل ہوگا پھر منقطع ہو جائے گا۔

(۲) جس میں نفع کا سلسلہ تا قیامت ہو۔

تو یقیناً آپ کا دل و دماغ دوسری قسم کے کاروبار کے حق میں فیصلہ دے گا۔الحمدللہ عزوجل تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر تحریک دعوت اسلامی 36 سے زیادہ شعبہ جات میں مَدَنی کام کررہی ہے۔برائے کرم! اپنی زکوٰۃ وعُشر اور صدقات وخیرات دعوتِ اسلامی کو دینے کے ساتھ ساتھ اپنے رشتہ داروں، پڑوسیوں اور دوستوں پر بھی انفرادی کوشش فرما کر ان کے زکوٰۃ وعشر اور دیگر عَطِیّات **دعوت اسلامی کے مَدَنی مرکز** پر پہنچا کر یا کسی ذمّہ دار اسلامی بھائی کو دے کر یا مَدَنی مرکز پر فون کر کے کسی اسلامی بھائی کو طلب فرما کر انہیں عنایت فرما دیجئے۔اللہ عزوجل آپ کا سینہ مدینہ بنائے۔

امین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم

عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ کراچی، پاکستان

فون: 4921389-91

دعوتِ اسلامی کی جھلکیاں

از: شیخِ طریقت، امیرِ اَہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ

مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّارؔ قادِری رَضَوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ

(۱) 66 **مُمالِک**: اَلْحَمْدُلِلّٰہ عزوجل تبلیغِ قراٰن وسُنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ''دعوتِ اسلامی'' تا دمِ تحریر دنیا کے تقریباً **66 مُمالِک** میں اپنا **پیغام** پہنچا چکی ہے اور **آگے کُوچ** جاری ہے۔ (۲) **کُفّار میں تبلیغ**: **لاکھوں بے عمل مسلمان**، نمازی اور **سُنّتوں کے عادی** بن چکے ہیں۔ **مختلف مُمالک میں کُفّار** بھی مُبَلِّغِینِ دعوتِ اسلامی کے ہاتھوں **مشرف بہ اسلام** ہوتے رہتے ہیں۔ (۳) **مدنی قافلے**: عاشقانِ رسول کے سُنّتوں کی تربیت کے **بے شمار مَدَنی قافلے مُلک بہ مُلک** شہر بہ شہر اور قریہ بہ قریہ سفر کر کے علمِ دین اور سُنّتوں کی بہاریں لُٹا رہے اور نیکی کی دعوت کی دھومیں مچا رہے ہیں۔ (۴) **مدنی تربیت گاھیں**: مُتَعَدَّد مقامات پر تربیّت گاہیں قائم ہیں جن میں دُور و نزدیک سے اسلامی بھائی آکر قِیام کرتے، **عاشقانِ رسول کی صُحبت میں سنّتوں کی تربیت** پاتے اور پھر قُرب وجوار میں جا کر ''نیکی کی دعوت'' کے مدنی پھول مہکاتے ہیں۔ (۵) **مساجد کی تعمیر**: کے لیے ''مجلس خُدّامُ المساجد'' قائم ہے، مُتَعَدَّد **مساجد کی تعمیرات** کا ہر وَقْت سلسلہ رَہتا ہے، کئی شہروں میں ''مَدَنی مرکز فیضانِ مدینہ'' کی تعمیرات کا کام بھی جاری ہے۔ (۶) **آئمۂ مساجد**: بے شمار مساجد کے امام و مُؤَذِّنین اور خادِمین کے **مُشاہَرے** (تنخواہوں) کی **ادائیگی** کا بھی سلسلہ ہے۔ (۷) **گونگے، بہرے اور نابینا**: ان کے اندر بھی **مَدَنی کام** ہو رہا ہے اور ان کے **مَدَنی قافلے** بھی سفر کرتے رہتے ہیں۔ (۸) **جیل خانے**: **قیدیوں کی تعلیم وتربیت** کے لیے جَیل خانوں میں بھی مدنی کام کی ترکیب ہے۔ کراچی سینٹرل جیل میں قیدیوں کو عالم بنانے کیلئے جامعۃُ الْمدینہ کا بھی سلسلہ ہے۔ کئی ڈاکو اور جرائم پیشہ افراد جیل کے اندر ہونے والے مَدَنی کاموں سے مُتَأَثِّر ہو کر **تائب** ہونے کے بعد رِہائی پا کر عاشقانِ رسول کے ساتھ مَدَنی قافلوں کے مسافر بننے اور سُنّتوں بھری زندگی گزارنے کی سعادت پا رہے ہیں، آتشیں اسلحہ کے ذریعے اندھا دھند گولیاں برسانے والے اب سُنّتوں کے مَدَنی پھول برسا رہے

ہیں! مُبَلِّغین کی انفرادی کوششوں کے باعث **کُفّار قیدی بھی مُشَرَّف بہ اسلام** ہو رہے ہیں۔ (۹) **اجتماعی اعتکاف**: دُنیا کی بے شُمار مساجِد میں ماہِ رَمضانُ المبارک کے 30 دن اور **آخری عشرہ** میں اِجتماعی اِعتِکاف کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اِن میں ہزار ہا اسلامی بھائی **علمِ دین حاصل کرتے**، سُنّتوں کی تربیت پاتے ہیں۔ نیز کئی **مُعتَکِفین** چاند رات ہی سے عاشقانِ رسول کے ساتھ سُنّتوں کی تربیَّت کے مَدَنی قافلوں کے مسافر بن جاتے ہیں۔ (۱۰) **حج کے بعد سب سے بڑا اجتماع**: دنیا کے مختلف مُمالِک میں ہزاروں مقامات پر ہونے والے ہفتہ وار سُنّتوں بھرے اجتماعات کے علاوہ عالمی اور صوبائی سطح پر بھی سُنّتوں بھرے اجتماعات ہوتے ہیں۔ جن میں ہزاروں ،لاکھوں عاشقانِ رسول شرکت کرتے ہیں اور اجتماع کے بعد خوش نصیب اسلامی بھائی سُنّتوں کی تربیت کے مدنی قافلوں کے مسافر بھی بنتے ہیں۔ مدینۃُ الاولیاء ملتان شریف (پاکستان) میں واقع صَحرائے مدینہ کے کثیر رقبے پر ہر سال تین دن کا بینَ الاقوامی سُنّتوں بھرا اجتماع ہوتا ہے۔ جس میں دنیا کے کئی مُمالِک سے مَدَنی قافلے شرکت کرتے ہیں۔ بلا شُبہ یہ مسلمانوں کا حج کے بعد سب سے بڑا اجتماع ہوتا ہے۔ صَحرائے مدینہ مدینۃُ الاولیاء ملتان اور صحرائے مدینہ باب المدینہ کراچی کا کثیر رقبہ دعوتِ اسلامی کی مِلکیَّت ہے۔ (۱۱) **اسلامی بہنوں میں مَدَنی اِنقِلاب**: اسلامی بہنوں کے بھی شَرعی پردہ کے ساتھ **مُتَعَدَّد** مقامات پر ہفتہ وار اجتماعات ہوتے ہیں۔ **لاتعداد بے عمل اسلامی بہنیں باعمل، نمازی** اور **مَدَنی بُرقَعوں کی پابند** ہو چکی ہیں۔ دُنیا کے مختلف **مُمالِک** میں اکثر گھروں کے اندر ان کے تقریباً روزانہ ہزاروں مدارِس بنام مدرَسۃُ المدینہ (برائے بالِغات) بھی لگائے جاتے ہیں ،ایک اندازے کے مطابق فقط باب المدینہ (کراچی) میں اسلامی بہنوں کے 1317 مدرَسے تقریباً روزانہ لگتے ہیں جن میں 12017 اسلامی بہنیں قرانِ پاک، نَماز اور سُنّتوں کی مُفت تعلیم پاتیں اور دعائیں یاد کرتی ہیں۔ (۱۲) **مدنی انعامات**: اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں اور طلباء کو فرائض وواجِبات، سُنَن و مُستَحبّات اور اخلاقیات کا پابند بنانے اور مہلِکات (یعنی گناہوں) سے بچنے کے لیے مدنی انعامات کی صورت میں ایک **نظامِ عمل** دیا گیا ہے۔ بے شمار اسلامی بھائی، اسلامی بہنیں اور طلباء مدنی انعامات کے مطابق عمل کرکے روزانہ سونے سے قبل **''فکرِ مدینہ''** یعنی اپنے اعمال کا جائزہ لے کر کارڈ یا

پاکٹ سائز رسالے میں دیئے گئے خانے پُر کرتے ہیں۔(۱۳) **مَدَنی مذاکَرات**: بسااوقات مدنی مذاکرات کے اجتماعات کا انعقاد بھی ہوتا ہے جس میں عقائدواعمال ،شریعت وطریقت، تاریخ و سیرت،طِبابت وروحانیت وغیرہ **مختلف موضوعات** پر پوچھے گئے سُوالات کے جوابات دیئے جاتے ہیں ۔(یہ جوابات خودامیرِ اہلسنّت دامت برکاتھم العالیہ دیتے ہیں۔**مجلس مکتبۃالمدینہ**)

(۱٤)**رُوحانی علاج اور اِستِخارہ**: دکھیارے مسلمانوں کاتعویذات کے ذریعے **فی سبیل اللہ عِلاج** کیاجاتا ہے نیز استخارہ کرنے کاسلسلہ بھی ہے۔ماہانہ کم وبیش ڈیڑھ لاکھ مسلمان اس سے مُستَفِیض ہوتے ہیں(۱۵) **حُجّاج کی تربیت**: حج کے مَوسِمِ بہار میں حاجی کیمپوں میں مُبلّغینِ دعوتِ اسلامی **حاجیوں کی تربیت** کرتے ہیں۔حج وزیاراتِ مدینۂ منورہ میں رہنمائی کے لیے مدینے کے مسافروں کو **حج کی کتابیں** بھی **مفت پیش** کی جاتی ہیں۔(۱٦) **تعلیمی ادارے**: تعلیمی اداروں مثلاً دینی مدارس، اسکولز، کالجزاور یونیورسٹیز کے اساتذہ وطلباء کو میٹھے میٹھے آقا مدینے والے مصطفٰے ﷺ کی سُنّتوں سے روشناس کروانے کے لیے بھی مدنی کام ہورہا ہے۔بے شمارطلباءسُنّتوں بھرے اجتماعات میں شرکت کرتے ہیں نیز مدنی قافلوں کے مسافر بھی بنتے رہتے ہیں ،الحمدللہ عزوجل متعدد دنیوی علوم کے دلدادہ **بے عمل طُلبا،نمازی اورسُنّتوں کے عادی** ہوگئے۔چھٹیوں میں دینی تربیت کے لیے''**فیضانِ قرآن وحدیث کورس**'' کی بھی ترکیب کی جاتی ہے۔(۱۷) **جامعۃُالمدینہ**: کثیر جامعات بنام''جامعۃ المدینہ'' قائم ہیں ان کے ذریعے لاتعداداسلامی بھائیوں کو(حسبِ ضرورت قیام وطعام کی سہولتوں کے ساتھ)''درس نظامی''(یعنی **عالم کورس**)اوراسلامی بہنوں کو''**عالمہ کورس**'' کی مفت تعلیم دی جاتی ہے۔اہلسنّت کے مدارس کے مُلک گیرادارہ تنظیم المدارس(پاکستان) کی جانب سے لئے جانے والے امتحانات میں برسوں سے تقریباً ہر سال''دعوتِ اسلامی'' کے جامعات کے طلباء اور طالبات پاکستان میں **نمایاں کامیابی** حاصل کرکے بسااوقات اول ،دوم اور سوم پوزیشن حاصل کرتے ہیں۔(۱۸) **مدرَسۃُ المدینہ**: اندرون وبیرونِ مُلک حفظ وناظرہ کے لاتعداد مدارِس بنام''مدرسۃ المدینہ'' قائم ہیں۔پاکستان میں تادمِ تحریر کم وبیش **42,000(بیالیس ہزار)**مَدَنی مُنّے اور مَدَنی مُنّیوں کوحفظ وناظِرہ کی مفت تعلیم دی جارہی ہے۔(۱۹) **مدرَسۃُالمدینہ (بالغان)**: اسی

طرح مختلف مساجد وغیرہ میں عُموماً بعد نمازِ عشاء **ہزارہا مدرسۃ المدینہ** کی ترکیب ہوتی ہے جن میں اسلامی بھائی صحیح مخارج سے حروف کی درست ادائیگی کے ساتھ قرآن کریم سیکھتے اور دعائیں یاد کرتے ،نمازیں وغیرہ درست کرتے اور سُنّتوں کی تعلیم مفت حاصل کرتے ہیں۔(۲۰)**شِفاخانے**:محدود پیمانے پر شِفاخانے بھی قائم ہیں جہاں بیمار طلباء اور مدنی عملہ کا **مفت عِلاج** کیا جاتا ہے ضرورتاً داخل بھی کرتے ہیں نیز حسب ضرورت بڑے اسپتالوں کے ذریعے بھی علاج کی ترکیب بنائی جاتی ہے (۲۱)**تَخَصُّص فی الفِقْہ**: یعنی ''مفتی کورس'' کا بھی سلسلہ ہے جس میں **مُتَعَدَّد** عُلَمائے کرام **اِفتاء کی تربیت** پارہے ہیں۔(۲۲)**شریعت کورس**:**ضَروریاتِ دین** سے رُوشناس کروانے کیلئے اپنی نَوعیّت کا **مُنفرِد** ''شریعت کورس'' بھی شروع کیا گیا ہے جس میں تمام شُعبہ ہائے زندگی سے تعلُّق رکھنے والے اسلامی بھائی شرکت کرتے ہیں۔اسلامی بہنوں میں بھی یہ کورس جاری ہے۔اِس کیلئے دعوتِ اسلامی کی ''مجلس تحقیقاتِ شَرعِیہ'' کے مُبلِّغین عُلَماءِ کرام کَثَّرَھُمُ اللّٰہُ تعالٰی نے باقاعدہ ایک **ضَخِیم** کتاب بنام ''نِصابِ شَرِیعت(حصہ اول)'' مُرتّب فرمائی ہے جو کہ مکتبۃُ المدینہ کی تمام شاخوں سے ھَدِیَّۃً طَلَب کی جاسکتی ہے۔(۲۳)**مجلسِ تَحقیقاتِ شَرعِیَّہ**:مسلمانوں کو پیش آمَدَہ **جدید مسائل** کے **حل** کے لئے **مجلسِ تَحقِیقاتِ شَرعِیَّہ** مصروفِ عمل ہے جوکہ دعوتِ اسلامی کے مُبلِّغین عُلَماء و مفتیانِ کرام پر مُشتَمِل ہے۔(۲۴)**دارُالافتاء اہلِ سُنّت**: مسلمانوں کے شرعی مسائل کے **حل** کے لیے مُتَعَدَّد ''دارُالاِفتاء'' قائم کئے گئے ہیں جہاں دعوتِ اسلامی کے مُبلِّغین مفتیانِ کرام،بالمشافہ،تحریری اور مکتوبات کے ذریعے شرعی مسائل کا حل پیش کررہے ہیں۔اکثر فتاوٰی کمپیوٹر پر کمپوز کرکے دیئے جاتے ہیں۔(۲۵)**انٹر نیٹ**:انٹرنیٹ کی ویب سائٹ www.dawateislami.net کے ذریعے دنیا بھر میں **اسلام کا پیغام عام** کیا جارہا ہے۔(۲۶)**آن لائن دارُالافتاء اہلِ سُنّت**: دعوتِ اسلامی کی website میں دارُالافتاء اہلِ سُنّت پر دُنیا بھر کے مسلمانوں کی طرف سے پوچھے جانے والے **مسائل کا حل** بتایا جاتا، کفّار کے اسلام پر **اعتراضات کے جوابات** دیئے جاتے اور ان کو **اسلام کی دعوت** پیش کی جاتی ہے۔(۲۷،۲۸)**مکتبۃ المدینہ اور المدینۃُ العِلمیّۃ**:ان دونوں اداروں کے ذریعے سرکارِ اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ اور **دیگر عُلَمائے اہلسنت کی کتابیں** زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر

لاکھوں لاکھ کی تعداد میں عوام کے ہاتھوں میں پہنچ کر سنتوں کے پھول کھلا رہی ہیں۔ الحمدللہ عزوجل دعوتِ اسلامی نے اپنا پریس (Press) بھی قائم کرلیا ہے۔ نیز سُنّتوں بھرے بیانات اور مدنی مذاکرات کی لاکھوں کیسٹیں بھی دنیا بھر میں پہنچیں اور پہنچ رہی ہیں (۲۹) **مجلسِ تفتیشِ کُتُب ورسائل**: غیر محتاط کُتب چھاپنے کے سبب اُمّتِ مُسلِمہ میں پھیلنے والی گمراہی اور ہونے والے **گناہِ جاریّہ** کے **سدِّ باب** کے لیے ''مجلسِ تفتیشِ کُتُب ورسائل'' قائم ہے جو **مُصَنِّفِین ومُؤَلِّفِین** کی کُتُب کو عقائد، کفریات، اخلاقیات، عربی عبارات اور فقہی مسائل کے حوالے سے ملاحظہ کر کے سند جاری کرتی ہے۔ (۳۰) **مختلف کورسز**: **مُبَلِّغین کی تربیت** کے لیے مختلف کورسز کا اہتمام کیا جاتا ہے مثلاً 41 دن کا مدنی قافلہ کورس، 63 دن کا تربیتی کورس، گونگے بہروں کے لیے 30 دن کا مدنی تربیتی کورس، امامت کورس اور مُدرِس کورس وغیرہم۔ (۳۱) **ایصالِ ثواب**: اپنے مرحوم عزیزوں کے نام ڈلوا کر فیضانِ سنت، نماز کے احکام اور دیگر چھوٹی بڑی کتابیں تقسیم کرنے کے خواہش منداسلامی بھائی مکتبۃ المدینہ سے رابطہ کرتے ہیں) (۳۲) **مکتبۃ المدینہ کے بستے**: شادی بیاہ ودیگر خوشی وغمی کے مواقع پر اہلِ خانہ کی طرف سے مفت کتابیں بانٹنے کیلئے مکتبۃ المدینہ کے بستہ (اسٹال) لگائے جاتے ہیں یہ خدمت مکتبہ کا مدنی عملہ خود پیش کرتا ہے آپ صرف رابطہ فرمائیں) (۳۳) **مجلس تراجم**: مکتبۃ المدینہ سے شائع ہونے والے مختلف رسالوں کے مختلف زبانوں میں تراجم کر کے اسے دنیا کے کئی ممالک میں بھیجنے کی ترکیب کی جاتی ہے۔ (۳۴) **بیرونِ ملک اجتماعات**: دنیا کے کئی ممالک میں دو، دو دن کے سنتوں بھرے اجتماعات کا انعقاد کیا جاتا ہے جہاں ہزاروں مقامی اسلامی بھائی شرکت کرتے ہیں نیز ان اجتماعات کی برکت سے وقتاً فوقتاً غیر مسلم، مسلمان ہوجاتے ہیں پھر ان اجتماعات سے ہاتھوں ہاتھ مدنی قافلے راہِ خدا عزوجل میں سفر اختیار کرتے ہیں۔ (۳۵) **تربیتی اجتماعات**: ملک وبیرونِ ملک میں ذمہ داران کے دو/تین دن کے تربیتی اجتماعات منعقد کئے جاتے ہیں جن میں ہزاروں ذمہ داران شرکت کر کے مدنی کام کو مزید بہتر انداز میں کرنے کا عزم کر کے لوٹتے ہیں۔ (۳۶) **مَدَنی چینل**: اَلحمدُ للّٰہ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی کی **مرکزی مجلسِ شوریٰ** نے خوب جِدّ وجہد کر کے رَمضانُ المبارَک ۱۴۲۹ھ (2008) سے **مدنی چینل** کے ذَرِیعے گھر گھر سنّتوں کا پیغام عام پیش کرنا شروع کر دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کے حیرت انگیز مدنی نتائج آنے لگے۔ یقیناً اس کی یہ بَرَکت تو بچّہ بھی سمجھ سکتا

ہے کہ جب تک مَدَنی چینل گھر یا دفتر وغیرہ کے .T.V میں آن رہے گا کم از کم اُس وقت تو مسلمان دوسرے گناہوں بھرے چینلز سے بچے رہیں گے۔ الحمد للہ عَزَّوَجَلَّ ہماری توقع سے زیادہ مدنی چینل کو کامیابی حاصل ہو کر رہی ہے۔ آج کل ابتدائی آزمائشی سلسلوں (پروگراموں) کی ترکیب ہے اور دنیا کے مختلف مقامات سے روزانہ ہزاروں مبارکبادیوں اور حوصلہ افزائیوں کے پیغامات موصول ہو رہے ہیں۔ ان پیغامات میں اس طرح کی باتیں بھی ہوتی ہیں کہ ہم نے مدنی چینل دیکھ کر گناہوں سے توبہ کر لی ہے ہم نمازی اور سنّتوں کے عادی بنتے جا رہے ہیں، بلکہ اَلحمدُ للہ عَزَّوَجَل کفّار کی اسلام آوری کی بھی بہاریں موصول ہو رہی ہیں۔

تفصیلی معلومات کے لئے رسالہ ”دعوتِ اسلامی کا تعارُف“
مکتبۃ المدینہ سے ھدیۃً طلب کیجئے

کیا غُصّہ حرام ہے؟

عوام میں یہ غَلَط مشہور ہے کہ ”**غُصّہ** حرام ہے“ **غُصّہ** ایک غیر اختیاری اَمر ہے، انسان کو آ ہی جاتا ہے، اِس میں اس کا قُصُور نہیں، ہاں **غُصّہ** کا بے جا استِعمال بُرا ہے۔ بعض صُورَتوں میں **غُصّہ** ضَروری بھی ہے مَثَلاً جہاد کے وَقت اگر **غُصّہ** نہیں آئے گا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے دشمنوں سے کس طرح لڑیں گے

ماخذ ومراجع

(۱)	قران مجید	کلام باری تعالیٰ	ضیاءالقران پبلی کیشنزلاہور
(۲)	کَنزُالاِیمان فِی تَرجَمَۃِالقُرآن	اعلیٰحضرت امام احمد رضاخان متوفّٰی ۱۳۴۰ھ	ضیاءالقران پبلی کیشنزلاہور
(۳)	صَحِیحُ البُخارِی	امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفّٰی ۲۵۶ھ	دارالکتب العلمیۃ بیروت
(۴)	صَحِیح مُسلِم	امام مسلم بن حجاج بن مسلم القشیری متوفّٰی ۲۶۱ھ	دارابن حزم بیروت
(۵)	سُنَن الترمذی	امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی متوفّٰی ۲۷۹ھ	دارالفکر بیروت
(۶)	سُنَنُ اَبی دَاوٗد	امام ابوداؤدسلیمان بن اشعث متوفّٰی ۲۷۵ھ	داراحیاءالتراث العربی
(۷)	سُنَنُ ابن ماجۃ	امام ابوعبداللہ محمد بن یزیدالقزوینی متوفّٰی ۲۷۳ھ	دارالفکر بیروت
(۸)	اَلمُسنَدُ لِلاِمامِ اَحمَد بنِ حنبل	امام احمد بن حنبل متوفّٰی ۲۴۱ھ	دارالفکر بیروت
(۹)	اَلمُعجَمُ الکَبِیر	امام سلیمان بن احمد طبرانی متوفّٰی ۳۶۰ھ	داراحیاءالتراث العربی
(۱۰)	اَلمُعجَمُ الاَوسَط	امام سلیمان بن احمد طبرانی متوفّٰی ۳۶۰ھ	دارالکتب العلمیۃ بیروت
(۱۱)	شُعَبُ الاِیمَان	امام احمد بن حسین بیہقی متوفّٰی ۴۵۸ھ	دارالکتب العلمیۃ بیروت
(۱۲)	مَجمَعُ الزَّوَائِد	حافظ نورالدین علی بن ابوبکر ھیثمی متوفّٰی ۸۰۷ھ	دارالفکر بیروت
(۱۳)	التَّرغِیبُ والتَّرھِیب	امام زکی الدین عبدالعظیم المنذری متوفّٰی ۱۱۸۵ھ	دارالفکر بیروت
(۱۴)	المسند لابی یعلیٰ	شیخ الاسلام ابویعلیٰ احمد الموصلی متوفّٰی ۳۰۷ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
(۱۵)	صَحِیحُ ابنُ خُزَیمَۃ	امام الائمہ ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ متوفّٰی ۳۱۱ھ	المکتب الاسلامی بیروت
(۱۶)	مَرَاسِیل اَبِی دَاوٗد	امام ابوداؤدسلیمان بن اشعث متوفّٰی ۲۷۵ھ	باب المدینہ کراچی
(۱۷)	اَلزَّوَاجِر	امام الشیخ ابن حجر مکی متوفّٰی ۹۷۴ھ	دارالحدیث قاھرہ
(۱۹)	مِرْاٰۃُ المَنَاجِیح	مفتی احمد یار خان نعیمی متوفّٰی ۱۳۹۱ھ	ضیاءالقرآن کراچی
(۲۰)	اَلدُّرُّ المُختَار	علامہ علاؤالدین محمد بن علی متوفّٰی ۱۰۸۸ھ	دارالمعرفہ بیروت
(۲۱)	ردُالمُحتَار	علامہ سید محمد امین بن علی متوفّٰی ۱۲۵۲ھ	دارالمعرفہ بیروت
(۲۲)	بَھارِشَرِیعَت	صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی متوفّٰی ۱۳۶۷ھ	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی
(۲۳)	فتاوٰی فَقِیہ مِلَت	جلال الدین امجدی متوفّٰی ۱۴۲۲ھ	لاہور
(۲۴)	وَقَارُ الفَتَاوٰی	علامہ وقارالدین متوفّٰی ۱۴۱۳ھ	بزم وقارالدین کراچی
(۲۵)	فَتَاوٰی ھِندِیہ	علامہ ملانظام الدین متوفّٰی ۱۱۶۱ھ	کوئٹہ
(۲۶)	فَتَاوٰی رَضَوِیہ	اعلیٰحضرت امام احمد رضا متوفّٰی ۱۳۴۰ھ	رضافاؤنڈیشن لاہور
(۲۷)	فَتَاوٰی امجدیہ	مفتی امجد علی اعظمی متوفّٰی ۱۳۶۷ھ	مکتبہ رضویہ لاہور
(۲۸)	فَتَاوٰی فیض الرسول	مفتی جلال الدین احمد امجدی	لاہور
(۲۹)	فَتَاوٰی سراجیہ	علامہ علی بن عثمان سراج الدین	باب المدینہ کراچی
(۳۰)	فَتَاوٰی الخانیہ	علامہ عالم بن العلاء انصاری متوفّٰی ۷۸۶ھ	باب المدینہ کراچی
(۳۱)	حبیب الفتاوٰی	مفتی حبیب اللہ نعیمی	لاہور
(۳۲)	بَدَائعُ الصَّنَائع	امام علاؤالدین ابوبکر بن مسعود متوفّٰی ۵۸۷ھ	داراحیاءالتراث العربی بیروت
(۳۳)	شرح نقایہ	امام نورالدین ابوالحسن متوفّٰی ۱۰۱۴ھ	دارارقم بیروت
(۳۴)	حاشیہ الطحطاوی	علامہ احمد بن طحطاوی متوفّٰی ۱۲۳۱ھ	کوئٹہ
(۳۵)	غمز العیون الابصار	علامہ احمد بن محمد الحموی متوفّٰی ۱۰۹۸ھ	کراچی
(۳۶)	تنویر الابصار	شیخ شمس الدین تمرتاشی متوفّٰی ۱۰۰۴ھ	دارالمعرفۃ بیروت